پیش لفظ

محترم قارئین
السلام علیکم

میرا نیا ناول "اناتا" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس ناول میں برازیل کے چند وچ ڈاکٹر عمران کو ماورائی طریقے سے اغوا کر لیتے ہیں جب جوزف کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ عمران کو برازیل کے وچ ڈاکٹروں نے اغوا کر لیا ہے اور وہ عمران کو "اناتا دیوی" کی بھینٹ چڑھانا چاہتے ہیں تو وہ عمران کو ان وحشیوں اور آدم خور قبیلے سے بچانے کے لئے کمربستہ ہو جاتا ہے۔ اس ناول میں فقط تین کرداروں نے کام کیا ہے جن میں عمران، جوزف اور سلیمان شامل ہیں۔ چونکہ یہ کہانی صرف عمران کے گرد گھومتی ہے اس لئے اس کہانی کو ایک خاص انداز اور مخصوص ٹمپو پر لکھا گیا ہے۔

بعض قارئین کا کہنا ہے کہ میں ماورائی ناول بچوں کے کردار ٹارزن اور عمرو عیار سے متاثر ہو کر لکھ رہا ہوں جبکہ ایسا نہیں ہے۔ عمران، عمران ہی ہے اور اس میں عمرو عیار اور ٹارزن جیسی کوئی علامات موجود نہیں ہیں۔ کچھ قارئین کا کہنا ہے کہ میرے ماورائی ناولوں میں عمران کے کردار کا پس منظر واضح نہیں کیا جاتا۔ عمران کا

کام صرف ملکی مفادات کو مدنظر رکھنا ہوتا ہے اور ان کا ماورائی معاملات سے کیا تعلق ہو سکتا ہے تو جناب جہاں عمران ملکی مفادات کو مدنظر رکھتا ہے وہاں وہ انسانیت اور انسانوں کی بھلائی کے لئے بھی کام کرتا ہے۔

چند قارئین کا خیال ہے کہ میرے ماورائی ناول عمران سیریز کم اور جوزف سیریز زیادہ نظر آتے ہیں تو ان کے لئے عرض ہے کہ جوزف افریقہ کے پراسرار اور خوفناک جنگلوں میں پلا بڑھا ہے اور اس کے پاس ماورائی معاملات کے بارے میں جو معلومات ہیں ان کا صحیح معنوں میں وہی ہم پلہ ثابت ہو سکتا ہے۔ جہاں عمران کا کام ہوتا ہے عمران کرتا ہے اور جہاں جوزف کو کام کرنے کی ضرورت ہوتی ہے وہ اپنا کام خوش اسلوبی سے کرتا ہے۔ میرے ناولوں میں سلیمان کے سوالات کے سلسلے کو بے حد پسند کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ اس سلسلے کو میں مسلسل جاری رکھوں۔ آپ بے فکر رہیں انشاء اللہ یہ سلسلہ جاری و ساری رہے گا۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

ظہیر احمد

عمران نے اٹھ کر ایک طویل جمائی لی اور یوں منہ چلانے لگا جیسے جگالی کر رہا ہو۔

"ارے۔ یہ کمرے میں تاریکی کیوں ہے"... عمران نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا کیونکہ اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھایا ہوا تھا اور اندھیرا بھی اس قدر گہرا تھا کہ واقعی ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔

"یہاں واقعی اندھیرا چھایا ہوا ہے یا جاگنے کے بعد ابھی میں نے آنکھیں ہی نہیں کھولیں"... عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا اور اپنی آنکھیں ملنے لگا۔

"ارے باپ رے۔ میری آنکھیں تو کھلی ہیں پھر یہ اندھیرا۔ اور وہ بھی اس قدر گہرا"... عمران نے کہا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا لیکن اس قدر اندھیرے میں بھلا اسے کیا نظر آ سکتا تھا۔

"لگتا ہے یا تو میں اندھا ہو گیا ہوں یا پھر ہلاک ہو گیا ہے کیونکہ ایسی تاریکی یا تو قبر میں ہوتی ہے یا پھر اندھے پن میں"... عمران نے کہا۔ چند لمحے وہ اسی طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا رہا پھر اس نے چیخ چیخ کر سلیمان کو آوازیں دینا شروع کر دیں۔

"سلیمان۔ سلیمان"... عمران نے حلق پھاڑ کر کہا۔ اسی لمحے ایک کھٹکا ہوا جیسے کوئی دروازہ کھول کر اندر آیا ہو۔

"سلیمان۔ یہ تم نے کمرے میں اس قدر اندھیرا کیوں کر رکھا ہے۔ تم نے اس ماہ بجلی کا بل ادا نہیں کیا یا پھر سے الیکٹرک پاور والوں نے ہفتہ لوڈ شیڈنگ منانے کا پروگرام بنا لیا ہے"... عمران نے اس کی طرف دیکھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا جہاں اس کے خیال میں سلیمان کھڑا تھا۔

"مچاکا تارو باشی ہانگوہا"... اندھیرے میں ایک عجیب سی آواز سن کر عمران بری طرح سے چونک اٹھا۔

"ہائیں۔ یہ کیا۔ اندھیرے میں تمہاری آواز اور زبان کیوں بدل گئی ہے"... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آگومی شاری گا"... وہی آواز پھر سنائی دی تو عمران حیرت کے سمندر میں غوطے کھانے لگا۔

"سلیمان۔ لگتا ہے اندھیرے کی وجہ سے تمہارے جسم میں کوئی خلائی مخلوق حلول کر گئی ہے۔ ایسی آوازیں مت نکالو۔ مجھے ڈر لگتا ہے"... عمران نے کہا۔

"توری گا۔ بوتو گادا"... اسی آواز نے پھر کہا۔

"گدھا۔ تم نے مجھے گدھا کہا۔ تمہاری یہ اوقات۔ ایک جاہل، گنوار اور احمقوں کا سردار مجھے یعنی علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کو گدھا کہے۔ ارے گدھے ہو گے تم، تمہارے ہونے والے بچے"... عمران غصیلے لہجے میں سلیمان کو کوسنے لگا۔

"ما نم۔ گادا۔ گادا"... وہی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"پھر سے تم نے مجھے گدھا کہا۔ ابے تو گدھا، گدھا، گدھا۔ ایک بار نہیں میں تجھے ہزار بار گدھا کہوں گا"... عمران نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا تو اسی لمحے ایک کھٹکا ہوا اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے سلیمان دروازے سے نکل گیا ہو اور اس نے دروازہ بند کر دیا ہو۔

"ارے رکو۔ گدھوں کے سردار۔ مہا گدھے کہاں جا رہے ہو۔ رک جاؤ"... عمران نے چیختے ہوئے کہا اور اچھل کر بستر سے نیچے آ گیا مگر زمین پر آتے ہی اس کا پیر زمین کے ابھرے ہوئے حصے سے ٹکرایا اور وہ خود کو سنبھالتے سنبھالتے بھی گر پڑا۔ اس نے جلدی سے دونوں ہاتھ آگے کر دیئے تھے ورنہ یقینی طور پر اس کے چہرے کا بھرتہ بن جاتا اور پھر عمران واقعی حیرت بھرے انداز میں زمین کو ٹٹول ٹٹول کر دیکھنے لگا۔

"اوہ۔ یہ۔ یہ کیا"... عمران کے منہ سے حیرت بھرے انداز میں نکلا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی ٹوٹے پھوٹے کچے فرش

پر ہو۔ دوسرے ہی لمحے وہ تیزی سے اٹھا اور اس طرف بڑھا جس
طرف سے اس کے ساتھ کوئی عجیب سی زبان میں باتیں کر رہا تھا۔
وہاں ایک لکڑی کا دروازہ تھا جسے ہاتھ لگاتے ہی عمران نے محسوس کر
لیا تھا۔

"ارے باپ رے۔ یہ کون سی جگہ ہے۔ یہ میرا کمرہ تو نہیں ہے
مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میں تو رات اپنے کمرے میں ہی سویا تھا"...
عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ اس نے دروازے کو ٹٹول کر
دیکھا مگر دروازے پر کوئی ہینڈل نہیں تھا۔ نہ ہی وہاں اسے کسی
چٹخنی کا پتہ چل رہا تھا۔ دروازہ شاید باہر سے کھلتا تھا۔ عمران گھپ
اندھیرے میں کمرے کا جائزہ لینے لگا۔ وہ چاروں طرف دیواروں کو
ٹٹولنے لگا۔ چند ہی لمحوں میں اسے اندازہ ہو گیا کہ وہ لکڑی کے بنے
ہوئے ایک کوٹھڑی نما کمرے میں موجود ہے جہاں ایک چارپائی کے
سوا اور کچھ نہیں۔

"مگر میں یہاں آیا کیسے"... عمران کے ذہن میں سوال ابھرا۔ اسے
اچھی طرح یاد تھا کہ وہ فلیٹ میں رات گئے لوٹا تھا۔ رات کو دیر سے
آنے کی وجہ سے اس نے کال بیل بجا کر سلیمان کو جگانا مناسب
نہیں سمجھا تھا اس لئے اس نے دروازے کے پاس موجود ایک خفیہ
جگہ سے چابی نکالی اور لاک کھول کر اندر آ گیا اور پھر وہ سیدھا اپنے
کمرے میں آ گیا۔ زیرو پاور کا بلب آن کر کے اس نے لائٹ بجھا دی
تھی اور پھر جوتے اتار کر بیڈ پر دراز ہو گیا تھا۔ وہ سارا دن چونکہ آوارہ

گردی کرتا رہا تھا جس کی وجہ سے وہ بری طرح سے تھک گیا تھا اور یہ
شاید تھکاوٹ کا ہی اثر تھا کہ بیڈ پر لیٹتے ہی اسے نیند آ گئی تھی۔ عمران
کو یہ بھی یاد تھا کہ فلیٹ میں داخل ہو کر وہ دروازے کو لاک لگانا
نہیں بھولا تھا۔ نہ ہی اسے فلیٹ میں کسی تبدیلی کا کوئی احساس ہوا
تھا۔

اگر کوئی اسے یہاں بے ہوش کر کے لایا تھا تو کم از کم عمران کو
احساس ضرور ہونا چاہئے تھا۔ وہ چونکہ باقاعدگی سے یوگا کی خاص
مشقیں بھی کرنے کا عادی تھا اس لئے اگر کسی نے کمرے میں بے
ہوش کر دینے والی گیس بھی چھوڑی ہوتی تو اس کا علم عمران کو
فوری ہو جاتا لیکن ساری رات وہ سکون سے سویا تھا۔ اس کے شعور
اور لاشعور میں ایسی کوئی بات اجاگر نہیں ہو رہی تھی جس سے اس
کو پتہ چلتا کہ رات اسے بے ہوش کرنے کی کوئی کارروائی کی گئی
تھی۔

"اگر مجھے بے ہوش نہیں کیا گیا تو پھر میں یہاں کیسے آ گیا اور یہ
جگہ کون سی ہے اور مجھے یہاں لانے والا کون ہو سکتا ہے۔ اس کے
علاوہ مجھے یہاں لانے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے"... عمران کے ذہن میں
لاتعداد سوالات گردش کرنے لگے۔ اس سے پہلے کہ وہ مزید سوچتا
اسے دوبارہ دروازے کے باہر قدموں کی چاپ سنائی دی۔ وہ کسی
خیال کے تحت تیزی سے پیچھے ہٹ گیا اور چارپائی پر جا کر بیٹھ گیا۔
اسی لمحے دروازہ کھلنے کی ہلکی سی آواز ابھری اور عمران کو یوں محسوس

ہوا جیسے اس بار کمرے میں دو افراد داخل ہوئے ہوں۔

"شاری کا ناجی تارو"... اسے وہی پہلے والی آواز سنائی دی۔

"ایرا۔ایرا گوموشونی گا"... اس بار دوسری آواز سنائی دی جو بے حد کرخت اور تیز تھی۔شاید پہلے شخص نے دوسرے شخص کو کچھ بتایا تھا جس کے جواب میں دوسرے شخص نے سخت لہجے میں جواب دیا تھا۔

"کون ہو تم"... عمران نے چند لمحے توقف کے بعد اس طرف دیکھنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا جہاں سے اسے آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

"آمی ران تام کو ہاش آگا"... اس بار نرم آواز والے نے کہا اور اس کے الفاظ سن کر عمران چونک پڑا۔

"ہاں۔مجھے ہوش آگیا ہے مگر تم کون ہو"... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"ہام تمہارا دوست پالوگ۔ہامارا نام پالوگ"... نرم آواز والے نے کہا۔

"پالوگ"... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔یہ ہامارا نام"... اسی آواز نے کہا۔

"اوہ۔مگر یہاں اس قدر اندھیرا کیوں ہے۔کیا یہاں روشنی نہیں ہے"... عمران نے کہا۔

"راشنی۔ناہی۔تم مات گھاب راؤ۔ابی راشنی ہو جاتا"...

پالوگ نے کہا۔

"ہونہہ۔مگر یہ جگہ کون سی ہے اور مجھے یہاں کیوں لایا گیا ہے"... عمران نے سر جھٹک کر کہا۔نجانے کیا بات تھی کہ اس کے ذہن میں خود کو ایک انجان جگہ پا کر عجیب سی خلفشاری ہونا شروع ہو گئی تھی۔وہ پہلے بھی کئی بار اغوا ہوا تھا۔پہلے بھی کئی بار وہ عجیب وغریب اور نامعلوم قید خانوں میں قید کیا جا چکا تھا لیکن اس سے پہلے نہ ہی اس کا دل کبھی اس طرح پریشان ہوا تھا نہ وہ گھبرایا تھا۔وہ بڑے سے بڑے اور خوفناک سے خوفناک مرحلوں سے گزرا تھا مگر اس طرح کبھی اس کے ذہن میں وسوسے نہیں ابھرے تھے۔اس کا مخاطب گو اس سے نہایت نرمی اور حلیمی سے بات کر رہا تھا مگر اس کے باوجود عمران کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس سے بات کرنے والا کوئی انسان نہ ہو بلکہ دوسری دنیا کی مخلوق ہو۔یہ عمران کا احساس ہی تھا جسے وہ شدت سے محسوس کر رہا تھا۔

اسی لمحے عمران کو یوں لگا جیسے پالوگ نے تالی بجائی ہو اور دوسرے ہی لمحے عمران نے بوکھلا کر جلدی سے آنکھیں بند کر لیں۔وہاں اچانک اس قدر تیز سرخ روشنی پھیل گئی تھی جس کی وجہ سے عمران کی آنکھیں خیرہ ہو گئی تھیں۔عمران کو یوں محسوس ہوا تھا جیسے اس تیز سرخ روشنی نے اس کی آنکھوں کو جلا دیا ہو۔اسے واقعی اپنی آنکھوں میں تیز جلن کا احساس ہو رہا تھا۔وہ دونوں ہاتھوں سے اپنی آنکھیں ملنے لگا۔

"آپانی آنکھیں کھولو۔ آمی ران"... پالوگ کی آواز سنائی دی تو عمران نے آنکھوں سے ہاتھ ہٹا کر آہستہ آہستہ آنکھیں کھولیں مگر پھر اسے محسوس ہوا جیسے پھر سے اس کی آنکھوں میں آگ سی بھر گئی ہو۔

"اوہ۔ یہ روشنی بہت تیز ہے۔ میری آنکھیں جل رہی ہیں"... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور اس نے آنکھوں پر ہاتھ بھی رکھے ہوئے تھے مگر اس کے باوجود اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے ہر طرف سرخی ہی سرخی پھیلی ہوئی ہو۔ تیز روشنی کی وجہ سے اسے ہاتھوں کے خون کی سرخی صاف دکھائی دے رہی تھی۔

"راشنی تیز ہے۔ اچھا۔ روکو۔ میں کم کرتا"۔۔ پالوگ نے کہا اور پھر عمران کو اپنے ہاتھوں کی نظر آنے والی خون کی سرخی سیاہ ہوتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"آب آنکھیں کولو"... پالوگ نے کہا تو عمران نے ہاتھ ہٹا کر آہستہ آہستہ آنکھیں کھول دیں۔ اس بار اسے جلن کا احساس نہیں ہوا تھا۔ کمرے میں موجود ہلکی سرخی مائل روشنی تھی۔ آنکھیں کھولتے ہی عمران کی نظر سامنے موجود دو انسانوں پر پڑی تو بے اختیار چونک پڑا اور اس کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھیلتی چلی گئیں۔

وہ دونوں لمبے تڑنگے سیاہ فام تھے۔ ایک تو دبلا پتلا تھا مگر دوسرا بے حد تنومند تن و توش کا مالک تھا۔ ان دونوں نے سرخ رنگ کے لنگوٹ باندھ رکھے تھے جبکہ ان کے بقیہ جسم برہنہ تھے۔ ان دونوں

کے سر گنجے تھے اور چہرے داڑھی مونچھوں سے عاری تھے۔ جس قدر ان کے رنگ سیاہ تھے ان کے ہونٹ اتنے ہی سرخ تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ ابھی ابھی کسی جانور کا تازہ خون پی کر آئے ہوں۔ ان میں سے دبلے سیاہ فام کے گلے میں بہت سی مالائیں تھیں۔ ایک مالا جانوروں کی ہڈیوں کی معلوم ہو رہی تھی، ایک مالا سیاہ لکڑی کے بنے ہوئے دانوں کی تھی اور ایک مالا ایسی تھی جس میں چھوٹی چھوٹی کھوپڑیاں پروئی ہوئی تھیں۔ ان کھوپڑیوں کا رنگ سفید تھا۔ اس کے ہاتھ میں لکڑی کا ایک نیزہ تھا جس کے سرے پر نوکیلی اور لمبی تیز دھار برچھی لگی ہوئی تھی۔

دوسرے سیاہ فام کے گلے میں موجود مالا سیاہ لکڑی کے دانوں کی تھی۔ اس کے ہاتھ میں ایک ترشول تھا۔

ان دونوں کے ہاتھوں اور پیروں میں لوہے کے موٹے ٹوٹے کڑے بھی موجود تھے اور اس بھاری تن و توش کے مالک سیاہ فام کے کانوں میں زرد رنگ کا بالیاں جھول رہی تھیں اور وہ دونوں عمران کی جانب دیکھ رہے تھے۔

عمران نے دیکھا وہ واقعی ایک لکڑی کے بنے ہوئے چھوٹے سے کمرے میں موجود تھا۔ کمرے میں ایک پرانی چارپائی اور اس پر بچھے ہوئے آرام دہ بستر کے سوا اور کچھ موجود نہیں تھا۔ کمرہ چاروں طرف سے بند تھا۔ اس کا صرف ایک دروازہ تھا جس کے قریب وہ دونوں سیاہ فام موجود تھے۔ کمرے میں روشنی کا البتہ اسے کوئی منبع دکھائی

نہیں دے رہا تھا ۔ یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے روشنی لکڑی کی دیواروں سے نکل رہی ہو ۔

" کایا اب ٹھیک ہے "... سیاہ فام نے عمران کی جانب دیکھتے ہوئے کہا اور اس کی آواز سن کر عمران کو اندازہ ہو گیا کہ بولنے والا پالوگ ہے ۔

" ہاں "... عمران نے اس عجیب و غریب اور پراسرار ماحول کو حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا ۔

" جی ای تو مجاگا "... پالوگ نے اپنے ساتھی سے اپنی مخصوص زبان میں کہا تو وہ اثبات میں سرہلا کر مؤدبانہ انداز میں سلام کر کے تیزی سے کھلے دروازے سے باہر نکل گیا ۔

" یہ کون سی جگہ ہے اور تم "... عمران نے پالوگ کی جانب بدستور حیرت زدہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا ۔

" ٹارو ۔ آبی باتاتا "... پالوگ نے ہاتھ اٹھا کر عمران کو جیسے صبر کی تلقین کرتے ہوئے کہا ۔ چند ہی لمحوں بعد بھاری بھرکم سیاہ فام واپس آگیا ۔ اس بار اس کے ہاتھوں میں ترشول کی بجائے ایک پیالہ تھا جس میں سے ہلکی ہلکی بھاپ نکل رہی تھی ۔

" پی توگا "... پالوگ نے اس کے ہاتھوں میں پیالہ دیکھ کر اثبات میں سرہلاتے ہوئے عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جیسے وہ سیاہ فام کو کہہ رہا ہو کہ وہ پیالہ عمران کو دے دے ۔ بھاری بھرکم سیاہ فام مؤدبانہ انداز میں سرہلا کر دونوں ہاتھوں میں پیالہ لئے عمران

کے قریب آگیا ۔

" آمی ران ۔ یہ ساردار جوزاکا ۔ یہ پی لو "... پالوگ نے کہا ۔

" کیا ہے اس میں "... عمران نے پوچھا ۔

" اگومو "... اس نے کہا اور سردار جوزاکا نے پیالہ عمران کی جانب بڑھا دیا ۔ عمران کی نظر جیسے ہی پیالے پر پڑی وہ بے اختیار اچھل پڑا ۔

" خون "... اس کے منہ سے نکلا اور اس کا چہرہ نفرت اور غصے سے بگڑتا چلا گیا ۔ پیالہ سرخ رنگ کے محلول سے بھرا ہوا تھا اور اس میں سے باقاعدہ بھاپ اٹھ رہی تھی ۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ سیاہ فام کسی جانور کو ذبح کر کے اس کا تازہ خون پیالے میں بھر کر لایا ہو ۔ عمران کا ہاتھ حرکت میں آیا اور دوسرے لمحے سیاہ فام کے ہاتھوں سے پیالہ نکل کر دور جا گرا ۔ کچے فرش پر گر کر پیالہ ٹوٹا تو نہیں مگر اس میں موجود سرخ محلول زمین پر گر گیا تھا اور ساتھ ہی ایسی آوازیں سنائی دیں جیسے اچانک جلتی ہوئی آگ پر پانی ڈال دیا گیا ہو ۔ سرخ دھواں سا اٹھا تھا اور زمین پر گرنے والا سرخ محلول یکلخت وہاں سے غائب ہو گیا جیسے پٹرول زمین پر گر کر ہوا میں تحلیل ہو جاتا ہے ۔

" یہ ۔ تام نے کیا کیا ۔ اگومو کو گرا دیا ۔ تام مرے گا ۔ تام مرے گا ۔ تام پر اناتا کا قہر ٹوٹے گا ۔ وہ تام کو جلائے گا ۔ تم بھسم ہو جائے گا "... پالوگ نے اچانک حلق کے بل چیختے ہوئے کہا ۔ اس کے جسم میں اچانک بے پناہ لرزہ طاری ہو گیا تھا ۔

"کیا بکواس ہے۔ تم لوگ ہو کون اور یہ سب کیا تماشہ ہے"... عمران نے پالوگ کی جانب غصیلی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"تام مرے گا۔ تام مرے گا"... پالوگ نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے مسلسل ایک ہی راگ الاپتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اچانک اپنے نیزے کا رخ عمران کی جانب کر دیا۔ اس سے پہلے کہ عمران کچھ سمجھتا اچانک پالوگ کے نیزے کے سرے سے زرد رنگ کی بجلی کی لہر سی نکل کر عمران کے سینے سے ٹکرائی اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے پالوگ نے یکلخت اس کے سینے پر ہزاروں من وزنی گرز دے مارا ہو۔ اس کے حلق سے بے اختیار دردناک چیخیں نکلیں اور وہ اپنی جگہ سے کئی فٹ اونچا اچھل کر پیچھے لکڑی کی دیوار سے جا ٹکرایا اور پھر بری طرح سے نیچے آگرا۔ اس کے ساتھ ہی عمران کے ذہن کے روشن دریچے بند ہوتے چلے گئے۔ وہ چند لمحے بری طرح سے تڑپتا رہا اور پھر ساکت ہو گیا۔

"باس"... اچانک جوزف کے حلق سے جیسے دلدوز چیخ نکلی اور وہ بری طرح سے بڑبڑاتا ہوا اٹھ بیٹھا۔ اس کا جسم بری طرح سے لرز رہا تھا اور آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں۔ اس کا سیاہ رنگ سرسوں کے پھول کی طرح زرد ہو گیا تھا۔

"اوہ۔ فادر جوشوا۔ یہ میں نے کون سا خواب دیکھا ہے۔ باس۔ باس کو دیوی اناتا کی بھینٹ چڑھایا جا رہا تھا۔ شیطان اناتا دیوی پر۔ اوہ۔ اوہ۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ یہ نہیں ہو سکتا"... جوزف نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ جلدی سے بیڈ سے اترا اور اس نے دیوار پر موجود سوئچ دبا کر کمرہ روشن کیا اور دیوار پر لگے کلاک کو دیکھنے لگا جس پر رات کے ٹھیک دو بج رہے تھے۔

"اوہ۔ یہ وقت تو اناتا دیوی کے جاگنے کا ہے۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے میں نے جو خواب دیکھا ہے وہ خواب نہیں تھا۔ اوہ۔ اوہ

نیلی جھیل کے کناروں پر زرو ناگن کے سرخ انڈے۔اس کا مطلب ہے اناتا دیوی کی آنکھیں کھل گئی ہیں اور وہ باس کی بھینٹ مانگ رہی ہے۔اوہ۔نہیں۔نہیں۔میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔میں باس کو اناتا دیوی کی بھینٹ نہیں بننے دوں گا"... جوزف جیسے دیوانگی کے عالم میں بڑبڑا رہا تھا۔پھر وہ تیزی سے سائیڈ کی میز پر پڑے ہوئے فون کی جانب لپکا۔اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور جلدی جلدی عمران کے فلیٹ کا نمبر ملانے لگا۔دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی۔

"اوہ باس۔فار گاڈ سیک فون اٹھاؤ۔جلدی۔زرو ناگن کے سرخ انڈے پھٹنے والے ہیں۔اگر انڈے پھٹ گئے تو ہر طرف تباہی اور بربادی پھیل جائے گی۔اس خوفناک تباہی سے تمہارا وجود بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے فنا ہو جائے گا۔جلدی کرو باس۔جلدی"... جوزف نے لرزہ براندام ہوتے ہوئے کہا مگر دوسری طرف مسلسل گھنٹی بج رہی تھی جیسے فلیٹ میں کوئی نہ ہو۔

جوزف کی فراخ پیشانی پر لاتعداد شکنیں پھیل گئی تھیں۔دوسری طرف سے فون رسیو نہ ہونے کی وجہ سے اس کا چہرہ شدید پریشانی سے بگڑتا جا رہا تھا۔اس نے کریڈل پر ہاتھ مارا اور ٹون آتے ہی اس نے ایک بار پھر عمران کے فلیٹ کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے دوسری طرف پھر مسلسل گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دے رہی تھی لیکن شاید عمران کے ساتھ ساتھ سلیمان بھی فلیٹ میں موجود نہیں تھا۔

جوزف نے پریشانی اور جھلاہٹ میں ایک بار پھر کریڈل پر ہاتھ مارا اور ٹون آنے پر دوسرے نمبر پریس کرنے لگا۔

"ایکسٹو"... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔اس بار جوزف نے دانش منزل کے نمبر ملائے تھے۔

"طاہر صاحب میں جوزف بول رہا ہوں"... جوزف نے جلدی سے کہا۔اس کے لہجے میں شدید بے چینی اور پریشانی کے آثار تھے۔

"اوہ۔جوزف تم۔رات کو اس وقت۔خیریت ہے اور یہ تمہاری آواز کیوں لرز رہی ہے۔کیا ہوا ہے"... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔اس قدر رات ہونے کے باوجود بلیک زیرو کے انداز میں خماری کا شائبہ تک نہ تھا۔

"طاہر صاحب۔باس کہاں ہیں"... جوزف نے پوچھا۔

"باس۔وہ اپنے فلیٹ میں ہوں گے۔مگر کیوں"... بلیک زیرو نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"وہ فلیٹ میں نہیں ہیں۔میں نے فلیٹ میں فون کیا تھا لیکن نہ باس فون رسیو کر رہا ہے اور نہ سلیمان"... جوزف نے جلدی سے کہا۔

"فلیٹ پر عمران صاحب اور سلیمان فون رسیو نہیں کر رہے۔یہ کیسے ہو سکتا ہے اور تم اس قدر گھبرائے ہوئے کیوں ہو"... بلیک زیرو نے بدستور حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"باس کی زندگی خطرے میں ہے طاہر صاحب۔وہ اناتا دیوی کی

بھینٹ چڑھنے والے ہیں"۔۔۔ جوزف نے پریشانی سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا کہا تم نے۔ عمران صاحب کی زندگی خطرے میں ہے"۔۔۔ بلیک زیرو نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اناتا دیوی کی آنکھیں کھل چکی ہیں۔ زرد ناگن نے سرخ انڈے دیئے ہیں جو پھٹنے والے ہیں اور ان انڈوں کے پھٹتے ہی ہر طرف خوفناک تباہی پھیل جائے گی۔ باس پر جمیکا کے کالے گدھ حملہ کر چکے ہیں اور وہ باس کو کالے جنگلوں میں لے گئے ہیں"۔۔۔ جوزف نے خوف اور پریشانی سے کانپتے ہوئے کہا۔

"اناتا دیوی۔ زرد ناگن۔ سرخ انڈے۔ جمیکا کے کالے گدھ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو جوزف۔ تم ہوش میں تو ہو"۔۔۔ اس کی بات سن کر بلیک زیرو نے انتہائی حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"میں ہوش میں ہوں۔ بالکل ہوش میں ہوں طاہر صاحب۔ آپ جلدی سے یہاں آجائیں۔ مجھے آپ کو لے کر فوراً باس کے فلیٹ میں جانا ہے۔ جمیکا کے کالے گدھوں کے نشان ابھی وہاں موجود ہوں گے۔ اگر ہمیں دیر ہو گئی تو وہ نشان غائب ہو جائیں گے اور نشان غائب ہو گئے تو ہم باس کو کبھی نہیں پا سکیں گے"۔۔۔ جوزف نے کھوئے کھوئے اور عجیب سے لہجے میں کہا۔

"جوزف۔ لگتا ہے عمران صاحب کے منع کرنے کے باوجود تم نے پھر سے شراب پینا شروع کر دی ہے جو تم اس طرح بہکی بہکی

باتیں کر رہے ہو"۔۔۔ بلیک زیرو نے ناگوار لہجے میں کہا۔

"فار گاڈ سیک طاہر صاحب۔ ایسا مت کہیں۔ جوزف دی گریٹ باس کے حکم سے اپنی گردن تک کاٹ سکتا ہے۔ باس نے جب سے مجھ پر شراب پینے کی پابندی لگائی ہے میں اسے چھونا تو درکنار میں اسے دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا۔ آپ میری باتوں کو غلط مت لیں۔ میں جو کہہ رہا ہوں اس پر یقین کریں۔ باس کی زندگی واقعی خطرے میں ہے"۔۔۔ جوزف نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ رکو۔ میں فلیٹ پر فون کر کے دیکھتا ہوں"۔۔۔ جوزف کی بات سن کر بلیک زیرو نے چند لمحے توقف کے بعد کہا تو جوزف نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اسے بلیک زیرو پر غصہ آ رہا تھا جو اس کی باتوں کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کر رہا تھا۔ دوسری طرف بلیک زیرو شاید دوسرے فون سے نمبر ملا رہا تھا۔

"جوزف۔ واقعی فلیٹ سے کوئی فون رسیو نہیں کر رہا۔ وہاں واقعی کوئی گڑبڑ معلوم ہوتی ہے۔ تم رکو میں تمہارے پاس آ رہا ہوں"۔۔۔ چند لمحوں بعد بلیک زیرو نے کہا۔

"جلدی کریں طاہر صاحب۔ سرخ انڈوں کے پھٹنے میں وقت بے حد کم رہ گیا ہے"۔۔۔ جوزف نے پریشانی کے عالم میں ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے بلیک زیرو نے فون بند کیا تو جوزف نے بھی رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"اوہ۔ فادر جوشوا"۔۔۔ جوزف نے کہا اور پریشانی کے عالم میں

کمرے کا دروازہ کھول کر باہر آگیا۔اس نے جلدی جلدی رانا ہاؤس کا آٹومیٹک سیکورٹی سسٹم آن کیا اور پھر اس نے ایک کمرے میں جا کر چند خوشبودار موم بتیوں کے پیکٹ، الکوحل سے پاک سپرے اور مٹی کا ایک پیالہ نکال لیا۔اس نے یہ چیزیں ایک تھیلے میں ڈالیں اور گیٹ سے باہر آ کر بے چینی سے بلیک زیرو کا انتظار کرنے لگا۔جوں جوں وقت گزرتا جا رہا تھا اس کے چہرے کا تناؤ بڑھتا جا رہا تھا۔وہ شدید پریشانی کے عالم میں گیٹ کے باہر ادھر ادھر ٹہلتے ہوئے بلیک زیرو کا انتظار کرنے لگا۔پھر تقریباً بیس منٹ بعد بلیک زیرو وہاں پہنچ گیا۔اس نے عارضی میک اپ کر رکھا تھا۔کار کو اپنے قریب رکتے دیکھ کر جوزف تیزی سے گھوم کر دوسری طرف آیا اور بلیک زیرو کی سائیڈ والی سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔

"جلدی چلیں"... جوزف نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا کر کار آگے بڑھا دی۔وہ غور سے جوزف کا بگڑا ہوا چہرہ دیکھ رہا تھا جس پر سوچ و تفکر کے گہرے سائے لہرا رہے تھے اور اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔

"تمہارے خیال میں کیا معاملہ ہو سکتا ہے"... بلیک زیرو نے غور سے جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"معاملہ۔کون سا معاملہ"... جوزف نے چونک کر کہا جیسے وہ بلیک زیرو کی موجودگی سے قطعی بے خبر ہو۔

"وہی جو تم مجھے فون پر بتا رہے تھے"... بلیک زیرو نے کہا۔

"میں نے خواب میں کالے جنگل کے وسط میں موجود نیلی جھیل کو دیکھا تھا جس کے کناروں پر ہر طرف سرخ انڈے پڑے ہوئے تھے۔سرخ انڈے جو مٹر کے دانوں جتنے تھے ان پر میں نے زرد رنگ کے نشان بھی دیکھے تھے جس کا مطلب ہے کہ وہ زرد ناگن کے انڈے ہیں اور زرد ناگن جب بھی نیلی جھیل کے کناروں پر انڈے دیتی ہے اور اس کے انڈے پھٹتے ہیں تو ہر طرف عظیم تباہی اور بربادی پھیل جاتی ہے۔میں نے باس کو جنگلوں میں بھاگتے دیکھا تھا پھر میں نے اناتا دیوی کو دیکھا جس کے اوپر باس کو الٹا لٹکایا گیا تھا۔باس کے سر، اس کے شانے اور اس کے پیٹ پر میں نے سرخ کراس کے نشان دیکھے تھے اور اس کے سامنے تین تیر انداز موجود تھے جو باس کو تیر مارنا چاہتے ہیں۔جیسے ہی اناتا دیوی کی آنکھیں کھلیں گی وہ سیاہ فام تیر انداز باس کو کراس کے نشانوں پر تیر مار دیں گے اور باس کا سارا خون اناتا دیوی پر گرے گا تو وہ زندہ ہو جائے گی۔

اناتا دیوی باس کی بھینٹ لے کر زندہ ہونا چاہتی ہے جسے افریقہ کے جنگلوں کے وچ ڈاکٹروں نے ہزاروں سال پہلے اندھی موت کے حوالے کر کے اس کے وجود کو پتھر کا بنا دیا تھا۔اناتا دیوی بہت بڑی شیطانی ذریت ہے طاہر صاحب۔وہ انسانوں کو شیطان کا پجاری بنا دے گی۔وہ پہلے بھی ایسا ہی کرتی رہی تھی اور اب بھی ایسا ہی کرے گی"... جوزف نے خوابناک لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔کیا احمقانہ باتیں کر رہے ہو۔سب سے پہلی بات تو یہ

کہ تم نے محض ایک خواب دیکھا ہے۔ خواب کی کوئی اصلیت نہیں ہوتی۔ دوسرے تم بتا رہے ہو کہ تم نے زرو ناگن کے سرخ انڈے دیکھے ہیں۔ تمہاری اطلاع کے لئے بتا دوں کہ دنیا میں ایسی کوئی ناگن نہیں ہے جو سرخ انڈے دیتی ہو"... بلیک زیرو نے کہا۔

"جنگلوں کے بارے میں تم کچھ نہیں جانتے طاہر صاحب۔ دنیا میں بے شمار جنگل تحیر اور اسرار کی سرزمین کہلاتے ہیں۔ ایسے جنگلوں کی ہر چیز نرالی اور ناقابل یقین ہوتی ہے جہاں آج بھی وچ ڈاکٹروں کی کمی نہیں ہے اور ان وچ ڈاکٹروں کے پاس جو طاقتیں ہیں ان کے مقابلے میں جدید دنیا کی سائنس کوئی اہمیت نہیں رکھتی آپ ان کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے۔ کچھ بھی نہیں"... جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اور تم کہہ رہے تھے کہ عمران صاحب پر جمیکا کے کالے گدھ حملہ کر چکے ہیں اور وہ انہیں کالے جنگلوں میں لے گئے ہیں"... بلیک زیرو نے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے جوزف کی دماغی حالت پر شک ہو رہا ہو یا پھر اسے جوزف کی کوئی بات سمجھ ہی نہ آ رہی ہو۔

"ہاں۔ الٹا لٹکے ہوئے باس کے کندھوں پر میں نے کالے گدھوں کے پنجوں کے سیاہ نشان بھی دیکھے تھے۔ جس کا مطلب ہے کہ باس کو جمیکا کے کالے گدھ اٹھا کر جنگلوں میں لے گئے ہیں"... جوزف نے کہا۔

"ہونہہ"... بلیک زیرو نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔ اسے جوزف

کی ہر بات میں سوائے حماقت اور اس کے ذہنی اختراع کے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس وقت بلیک زیرو صرف اس لئے وہاں آ گیا تھا کہ اس نے عمران کے فلیٹ پر اس کے سپیشل نمبر پر بھی رنگ کیا تھا مگر دوسری طرف سے اس کی کال رسیو نہیں کی جا رہی تھی۔ سپیشل فون کو یا تو عمران خود رسیو کرتا تھا یا پھر اپنی غیر موجودگی میں اس نے سلیمان کی ڈیوٹی لگا رکھی تھی کہ وہ ایمرجنسی کی صورت میں بطور ایکسٹو اس فون کو رسیو کیا کرے اور اگر سلیمان بھی کسی وجہ سے فون کو رسیو نہ کر سکتا ہو تو عمران اس فون کو ایک کمپیوٹرائزڈ مشین کے ساتھ منسلک کر دیتا تھا۔ وہ مشین فون کرنے والے کو اپنا پیغام ریکارڈ کرنے کی ہدایات دیتی تھی مگر بلیک زیرو نے فون کیا تو اس فون کو نہ عمران نے رسیو کیا تھا اور نہ سلیمان نے اور نہ ہی اس کا لنک کمپیوٹرائزڈ مشین سے ہوا تھا جس کی وجہ سے بلیک زیرو بھی پریشان ہو گیا تھا کہ معاملہ گڑبڑ ہے ورنہ عمران کسی بھی صورت میں خاص طور پر ایکسٹو کے فون پر غیر ذمہ داری کا ثبوت نہیں دے سکتا تھا۔

کنگ روڈ پر آ کر بلیک زیرو نے جیسے ہی کار عمران کے فلیٹ کے قریب روکی تو جوزف نے جلدی سے کار کا دروازہ کھولا اور پھر تیزی سے بھاگتا ہوا سیڑھیاں چڑھنے لگا۔

"ہونہہ۔ لگتا ہے اس کا سچ مچ دماغ خراب ہو گیا ہے۔ کالے گدھ، اناتا دیوی، سرخ انڈے۔ نجانے یہ کیوں ایسی باتیں سوچتا

رہتا ہے"۔۔۔ بلیک زیرو نے جوزف کو اس طرح کار سے اتر کر بھاگتے دیکھ کر منہ بناتے ہوئے کہا اور کار کا انجن بند کر کے باہر آگیا۔ سیڑھیاں چڑھ کر وہ فلیٹ کے قریب آیا تو اس نے جوزف کو دروازے کے قریب کھڑے پایا۔ اس کی انگلی کال بیل پر جیسے چپکی ہوئی تھی اور اندر سے مسلسل گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دے رہی تھی اس وقت جوزف کے اعصاب تنے ہوئے تھے اور اس کا سیاہ رنگ اور زیادہ سیاہ ہو گیا تھا۔ اس کا چہرہ اس قدر بھیانک نظر آرہا تھا کہ بلیک زیرو واقعی حیران رہ گیا تھا۔

"دروازہ کھولو۔ دروازہ کھولو"۔۔۔ جوزف نے کال بیل سے انگلی ہٹا کر اچانک زور زور سے دروازہ پیٹنا شروع کر دیا۔ وہ حلق کے بل چیخ رہا تھا۔

"کیا کر رہے ہو جوزف۔ ارد گرد کے فلیٹوں میں لوگ سوئے ہوئے ہیں اور تم اس طرح دروازہ پیٹ رہے ہو"۔۔۔ بلیک زیرو نے تیز لہجے میں کہا۔ ویسے حیرت اسے بھی ہو رہی تھی کہ جوزف جس طرح کال بیل بجا رہا تھا عمران یا سلیمان کو اٹھ کر دروازہ کھول دینا چاہئے تھا۔

"تو پھر میں کیا کروں"۔۔۔ جوزف نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ سن کر بلیک زیرو چونک پڑا۔ جوزف جیسا بھی تھا مگر وہ عمران کی طرح اس کی بھی اتنی ہی عزت کرتا تھا۔ مگر اس وقت اس کا انداز ہی بدلا ہوا تھا اور کسی خیال کے تحت بلیک زیرو

خاموش ہو گیا۔

"پیچھے ہٹو۔ میں دیکھتا ہوں"۔۔۔ بلیک زیرو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ جوزف پیچھے ہٹا تو بلیک زیرو نے آگے بڑھ کر کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ دی۔ اندر گھنٹی بجنے کی مسلسل آواز سنائی دے رہی تھی مگر نہ ہی اندر سے کوئی آواز سنائی دی اور نہ دروازہ کھلا۔

"اندر گڑبڑ ہو چکی ہے طاہر صاحب۔ اب ہمیں اس دروازے کو توڑنا ہی پڑے گا"۔۔۔ جوزف نے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ دروازہ توڑنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔ اس نے دروازے کی سائیڈ کے خفیہ خانے میں ہاتھ ڈال کر چابی نکالی اور اسے دروازے کے لاک میں لگانے لگا۔ ایمرجنسی کی صورت میں بلیک زیرو کئی بار وہاں آچکا تھا۔ عمران نے اسے بتا رکھا تھا کہ چابی کہاں ہوتی ہے اس لئے بلیک زیرو کو وہاں سے چابی نکالنے میں کوئی وقت نہیں ہوئی تھی۔

بلیک زیرو نے لاک کھولا اور ہینڈل پکڑ کر اسے گھماتے ہوئے دروازہ کھول دیا۔ اندر گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ دروازہ کھلتے ہی جوزف جھپٹ کر اندر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد چٹ چٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی ہر طرف تیز روشنی پھیلتی چلی گئی۔ جوزف نے اندر جا کر لائٹس آن کر دی تھیں۔ فلیٹ میں مکمل خاموشی تھی۔ جوزف تیزی سے عمران کے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا جو بند تھا۔ دروازے کے قریب پہنچ کر وہ یکلخت ٹھٹھک کر رک گیا جیسے اچانک

اس کے پیروں کو زمین نے جکڑ لیا ہو۔

بلیک زیرو حیرت بھری نظروں سے چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ پھر اس کے قدم خود بخود ایک طرف اٹھتے چلے گئے۔ایک دوسرے کمرے کے دروازے کے قریب آ کر وہ رکا۔اس نے دروازے کا ہینڈل پکڑ کر گھمایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔دروازہ شاید اندر سے لاک نہیں تھا۔ بلیک زیرو نے دروازہ کھول دیا۔کمرے میں اندھیرا تھا۔ بلیک زیرو نے دروازے کے دائیں طرف دیوار کی طرف ہاتھ بڑھا کر سوئچ بورڈ تلاش کیا اور پھر ایک بٹن پریس کیا تو کمرے میں روشنی بھر گئی۔ بلیک زیرو بستر پر سوئے ہوئے سلیمان کو دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا۔ سلیمان بڑے اطمینان بھرے انداز میں سو رہا تھا۔

" اوہ ۔ سلیمان تو یہیں ہے ۔ پھر اس نے فون کی گھنٹی اور کال بیل کی آوازیں کیوں نہیں سنیں"... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور تیزی سے آگے بڑھا۔

" سلیمان "... بلیک زیرو نے سلیمان کو آواز دیتے ہوئے کہا۔

" کک ۔ کک ۔ کون ۔ کون ہے"... سلیمان نے ہڑبڑا کر اٹھتے ہوئے کہا۔اس نے اپنے کمرے میں ایک اجنبی کو دیکھا تو وہ اور زیادہ بوکھلا گیا ۔ اس نے جلدی سے اپنے سرہانے کے نیچے ہاتھ ڈال کر ایک پسٹل نکال لیا۔

" کک ۔ کک ۔ کون ہو تم اور میرے کمرے میں کیا کر رہے ہو"... سلیمان نے پسٹل بلیک زیرو کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔

" میں بلیک زیرو ہو سلیمان"... بلیک زیرو نے جلدی سے کہا۔

" اوہ ۔ طاہر صاحب آپ اور یہاں ۔ اس وقت"... سلیمان نے کلاک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" میں اتنی دیر سے فون کر رہا تھا اور پھر میں نے کال بیل بھی بجائی تھی ۔ تم نے دروازہ نہیں کھولا تو میں خود ہی خفیہ خانے سے چابی نکال کر دروازہ کھول کر اندر آ گیا۔مگر حیرت مجھے اس بات پر ہو رہی ہے کہ اس قدر دروازہ پیٹنے اور کال بیل بجانے کے باوجود تم یہاں پڑے سو رہے ہو جیسے تم نے آوازیں ہی نہ سنی ہوں ۔ کیا تم اس طرح گہری اور بے ہوشی کی نیند سوتے ہو"... بلیک زیرو نے حیرت اور قدرے غصے سے کہا۔

" اوہ ۔ نہیں طاہر صاحب ۔ میں تو بے حد ہوشیار سونے کا عادی ہوں ۔ معمولی سا بھی کھٹکا ہو تو میری آنکھ کھل جاتی ہے مگر فون، کال بیل ۔ حیرت ہے ۔ میں نے نہ فون کی گھنٹی سنی ہے اور نہ کال بیل کی آواز اور آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ نے دروازہ بھی پیٹا تھا"... سلیمان نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" میں نے نہیں جوزف نے ۔ جس طرح سے وہ دروازہ پیٹ رہا تھا اس کی آواز سے ارد گرد کے فلیٹوں والوں جاگ گئے ہوں گے ۔ ان کے باہر آنے کی کسر رہ گئی تھی کہ میں نے جوزف کو ایسا کرنے سے روک دیا اور خفیہ خانے سے چابی نکال کر اندر آ گیا۔مگر چھوڑو ۔ یہ بتاؤ عمران صاحب کہاں ہیں"... بلیک زیرو نے کہا۔

"صاحب اپنے کمرے میں ہوں گے۔ کیوں"... سلیمان نے کہا۔
"کچھ نہیں۔ آؤ میرے ساتھ"... بلیک زیرو نے کہا تو سلیمان سر ہلا کر بستر سے اتر آیا۔ اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا پسٹل تکیئے کے نیچے رکھا اور جوتے پہن کر بلیک زیرو کے ساتھ کمرے سے باہر آگیا۔
"لیکن طاہر صاحب خیریت تو ہے ناں۔ رات کو اس وقت آپ کو یہاں آنے کی کیا ضرورت پڑ گئی ہے"... سلیمان نے قدرے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔
"ابھی بتاتا ہوں۔ تم آؤ"... بلیک زیرو نے کہا اور وہ دونوں اس طرف بڑھتے چلے گئے جس طرف عمران کا کمرہ تھا۔ اس طرف آکر وہ دونوں بے اختیار ٹھٹھک گئے۔ ان کی نظریں جوزف پر جم گئیں جو بدستور عمران کے کمرے کے بند دروازے کے سامنے کھڑا تھا۔ اس کا چہرہ غصے سے بگڑا ہوا تھا۔ وہ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں ملائے ایک ٹانگ پر کھڑا تھا اور اس کا جسم اس بری طرح سے کانپ رہا تھا جیسے وہ شدید غصے میں ہو۔
"یہ کالیا یہاں کیا کر رہا ہے"... سلیمان نے جوزف کو اس حالت میں دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"شش"... بلیک زیرو نے اسے خاموش کرتے ہوئے کہا۔ وہ بھی حیرت زدہ نظروں سے جوزف کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جوزف کا یہ پراسرار انداز اس کے لئے واقعی نیا اور حیرت انگیز تھا۔
"جوزف۔ یہ تم کیا کر رہے ہو"... بلیک زیرو نے آگے بڑھ کر

جوزف سے مخاطب ہو کر حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن جوزف نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور اس کے ہونٹ تیزی سے ہل رہے تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ کچھ پڑھ رہا ہو۔
"جوزف۔ جوزف"... بلیک زیرو نے اسے زور سے آواز دی لیکن جوزف کے انداز میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ بلیک زیرو کی آواز سن ہی نہ رہا ہو۔
"یہ بدبخت ایسے نہیں بولے گا۔ میں اس کے سر پر جوتا ماروں گا تب اس کی زبان کھلے گی"... سلیمان نے کہا اور تیزی سے جوزف کی طرف بڑھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ جوزف کے قریب پہنچتا اچانک جوزف نے آنکھیں کھول کر گردن گھما کر اس کی طرف گھورنا شروع کر دیا۔ اس کا چہرہ اس قدر بھیانک ہو رہا تھا کہ سلیمان کے قدم یکلخت اپنی جگہ پر جم گئے۔ جوزف کی آنکھیں کبوتر کے خون کی طرح سرخ ہو رہی تھیں۔
"ارے باپ رے۔ اس میں تو کوئی بدروح گھسی ہوئی ہے"... سلیمان نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔
"جوزف۔ تم یہاں کھڑے کیا کر رہے ہو۔ سلیمان کہہ رہا ہے عمران صاحب اندر ہیں"... بلیک زیرو نے جوزف کے قریب جاتے ہوئے کہا۔
"باس اندر نہیں ہے۔ وہ یہاں سے جا چکا ہے"... جوزف نے

عزاتے ہوئے لہجے میں کہا تو اس کی بات سن کر بلیک زیرو اور
سلیمان دونوں چونک پڑے۔

"کیا۔ کیا کہا تم نے۔ عمران صاحب اندر نہیں ہیں"... بلیک
زیرو نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔ ساتھ ہی اس نے آگے بڑھ کر عمران
کے کمرے کے دروازے پر دستک دینے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ
جوزف نے جھپٹ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"دروازے کو ہاتھ مت لگانا ورنہ جل کر بھسم ہو جاؤ گے۔ اندر
گاما ناشی کا نیلا دھواں رقص کر رہا ہے۔ اس نیلے دھوئیں میں زہریلی
چمگادڑیں ہیں۔ اگر تم نے دروازے کو ہاتھ لگایا تو وہ دروازے کو جلا
کر باہر آجائیں گی اور پھر وہ ہم میں سے کسی کو بھی زندہ نہیں
چھوڑیں گی"... جوزف نے کہا تو بلیک زیرو اور سلیمان حیرت سے
اس کی صورت دیکھنے لگے۔

"گاما ناشی کا نیلا دھواں۔ چمگادڑیں۔ جوزف یہ تم کیسی باتیں کر
رہے ہو"... بلیک زیرو نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اسے شاید
جوزف کی عجیب و غریب باتوں پر غصہ آرہا تھا جو نجانے کس دور کی
ناقابل فہم باتیں کر رہا تھا۔

"میری بات سمجھنے کی کوشش کرو"... جوزف کے حلق سے
غراہٹ نما آواز نکلی۔

"کیا خاک تمہاری باتیں سمجھنے کی کوشش کروں۔ کبھی تم
خواب میں زرد ناگن کے سرخ انڈے دیکھتے ہو اور کبھی کہتے ہو کہ

باس کو جمیکا کے کالے گدھ اٹھا کر لے گئے ہیں۔ کبھی تم کہتے ہو کہ
تاتا دیوی عمران صاحب کی بھینٹ مانگ رہی ہے۔ اب کہہ رہے ہو
کہ عمران صاحب کے کمرے میں گاما ناشی کا نیلا دھواں ناچ رہا ہے
جس میں زہریلی چمگادڑیں ہیں۔ یہ سب کیا ہے۔ تم اپنے ہوش میں
ہو یا نہیں"... بلیک زیرو نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم میری باتوں کو جھٹلا رہے ہو۔ مگر میں نے جو کچھ کہا ہے اس
کا ایک ایک لفظ سچ ہے۔ ٹھہرو۔ میں تمہیں دکھاتا ہوں۔ سلیمان۔
چھری لاؤ"... جوزف نے بلیک زیرو کی بات کا جواب دیتے ہوئے
سلیمان سے کہا۔

"چھری۔ کک۔ کیوں۔ چھری سے اپنی ناک کاٹنے کا ارادہ
ہے"... سلیمان نے کہا۔

"بکو مت۔ جو کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ جلدی۔ میں تم دونوں کو گاما
ناشی کا نیلا دھواں اور باس کے کمرے کی حالت دکھانا چاہتا ہوں"...
جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں تمہاری احمقانہ باتوں پر یقین نہیں کرتا۔ تمہارا صاحب
کے ہاتھوں جوتے کھانے کو دل چاہ رہا ہے اس لئے تم یہاں آئے ہو
مجھے ایسا کوئی شوق نہیں ہے اس لئے میں تو چلا اپنے کمرے میں"...
سلیمان نے بیزار سے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی وہ جانے کے لئے پلٹ
پڑا۔

"تم کہیں نہیں جاؤ گے"... جوزف نے حلق کے بل غراتے

ہوئے کہا۔

"کیوں ۔ میں تمہارے نیگرو باپ کا ملازم ہوں جو تمہارا حکم مانوں گا"... سلیمان نے کہا۔

"رک جاؤ سلیمان ۔ دیکھو تو سہی آخر یہ کرنے کیا جا رہا ہے ۔ تم کہہ رہے ہو کہ عمران صاحب اندر ہیں اور جوزف کا کہنا ہے کہ عمران صاحب اندر موجود نہیں ہیں ۔ کمرے کا دروازہ بند ہے اور یہ اندر سے لاک معلوم ہو رہا ہے جس کا مطلب ہے کہ تمہاری بات صحیح ہے ۔ عمران صاحب اندر ہی موجود ہیں ۔ پھر دیکھیں تو سہی جوزف کی بات کہاں تک درست ہے ۔ ویسے بھی اس وقت اس کی حالت ایسی ہو رہی ہے جیسے اس نے بے شمار بوتلیں پی رکھی ہوں ۔ اگر ایسا ہے تو اس سے عمران صاحب خود ہی نپٹ لیں گے"... بلیک زیرو نے سلیمان کو سمجھاتے ہوئے کہا تو سلیمان رک گیا جو کمرے میں جانے کے لئے قدم اٹھا چکا تھا۔

بلیک زیرو کے ریمارکس پر جوزف نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ اس کا چہرہ اسی طرح سے بگڑا ہوا تھا اور اس کی آنکھیں بدستور خون اگلتی دکھائی دے رہی تھیں ۔ بلیک زیرو نے جیب سے ایک چھوٹا سا خنجر نکال کر جوزف کی طرف بڑھا دیا۔

"اس خنجر سے کام چل جائے گا"... بلیک زیرو نے کہا تو جوزف نے سر ہلا کر اس سے خنجر لے لیا۔ سلیمان بلیک زیرو کے قریب آ گیا اور تمسخرانہ نظروں سے جوزف کی طرف دیکھنے لگا۔ جوزف نے اپنی

دوسری ٹانگ زمین پر رکھی اور پھر اس نے آنکھیں بند کر کے اس پر کچھ پڑھ کر پھونکنا شروع کر دیا ۔ چند لمحوں تک وہ خنجر پر کچھ پڑھ کر پھونکتا رہا پھر اس نے اچانک اپنے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی میں خنجر کی نوک اتار دی ۔ اسے اس طرح ہتھیلی پر خنجر مارتے دیکھ کر بلیک زیرو اور سلیمان دونوں چونک پڑے۔

جوزف نے ہتھیلی پر زخم لگا کر خنجر جیب میں رکھا اور اپنے ہاتھ میں جمع ہونے والے خون پر کچھ پڑھ کر پھونکنے لگا ۔ پھر اس نے اچانک اس خون کو عمران کے کمرے کے دروازے پر چھڑک دیا ۔ جیسے ہی خون کے چھینٹے دروازے پر پڑے زور دار چھناکے کی آواز سنائی دی ۔ یوں محسوس ہوا تھا جیسے آگ میں تپتی ہوئی فولادی چادر پر پانی کے چھینٹے پڑے ہوں اور پھر بلیک زیرو اور سلیمان نے جوزف کے خون کے چھینٹوں کو بھاپ بن کر اڑتے دیکھا تو ان کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھیلتی چلی گئیں مگر جوزف جیسے ان کی طرف متوجہ ہی نہیں تھا ۔ وہ بار بار خون کے چھینٹے دروازے پر پھینک رہا تھا ۔ ہر بار چھناکے کی آواز کے ساتھ اس کا خون دھواں بن کر اڑ جاتا تھا۔

"میں نے زہریلی چمگادڑوں کو بھگا دیا ہے ۔ آؤ ۔ اب کمرے میں چلیں"... جوزف نے بلیک زیرو اور سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس نے اپنا زخمی ہاتھ دروازے کے ہینڈل پر رکھا تو پھر چھناکے کی آواز سنائی دی اور جوزف کے ہاتھ سے بھاپ نما دھواں اٹھتا ہوا نظر

آیا مگر جوزف کے چہرے پر کسی تکلیف کا تاثر نہیں ابھرا تھا۔ اس نے ہینڈل گھمایا تو کمرے کا دروازہ کھلتا چلا گیا جو شاید اندر سے لاک نہیں تھا۔ جوزف نے دروازہ کھولا اور تیزی سے اندر داخل ہو گیا۔

بلیک زیرو اور سلیمان بھی کمرے میں داخل ہو گئے۔ کمرے میں تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ اسی لمحے چٹ کی آواز کے ساتھ کمرہ روشن ہو گیا۔ شاید جوزف نے کمرے کی لائٹ جلائی تھی لیکن جیسے ہی کمرے میں روشنی ہوئی بلیک زیرو اور سلیمان اس بری طرح سے اچھل پڑے جیسے اچانک ان کے قدموں میں کسی نے بم دے مارا ہو اور وہ ایک دھماکے سے پھٹ گیا ہو۔ کمرے کی حالت دیکھ کر سلیمان تو کسی بھی طرح اپنے حلق سے نکلنے والی چیخیں نہ روک سکا تھا البتہ بلیک زیرو کی آنکھیں حیرت سے پھیل کر اس کے کانوں سے جا لگی تھیں۔

عمران کو بری طرح سے جھنجھوڑا جا رہا تھا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے سر پر کوئی زوردار ہتھوڑے مار رہا ہو۔

"دھم دھم تانا نانا۔ دھم دھم دھم۔ تانا نانا۔ دھم دھم"... عجیب و غریب آوازیں عمران کی سماعت سے ٹکرائیں اور عمران نے گھبرائے ہوئے انداز میں آنکھیں کھول دیں۔ اس کی آنکھوں کے سامنے ہنوز تاریکی کا راج تھا اور وہ خود کو اسی بستر پر موجود پا رہا تھا جہاں اس کی پہلے آنکھ کھلی تھی۔ ہوش میں آتے ہی اس کے ذہن میں پچھلا منظر کسی فلم کی طرح چلنے لگا۔ اس کی آنکھیں اپنے فلیٹ کے کمرے کی بجائے ایک لکڑی کے بنے ہوئے کوٹھڑی نما کمرے میں کھلی تھیں جہاں ہر طرف گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی اور پھر عمران اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ کر سلیمان کو آوازیں دینے لگا تو کمرے کا دروازہ کھلا اور کوئی اندر داخل ہوا تھا جس نے عمران سے عجیب سی

زبان میں باتیں کی تھیں مگر اس کی زبان عمران کی سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ پھر وہ شخص چلا گیا اور کچھ ہی دیر میں اپنے ساتھ کسی اور کو وہاں لے آیا تھا جس نے عمران کی زبان میں ٹوٹے پھوٹے انداز میں اس سے باتیں کی تھیں اور پھر وہاں اچانک تیز سرخ روشنی ہو گئی تھی۔

اس سرخ روشنی نے ایک لمحے کے لئے عمران کی آنکھوں میں جیسے آگ سی بھر دی تھی مگر پھر جب عمران دیکھنے کے قابل ہوا تو اس نے اپنے سامنے دو عجیب الخلقت سیاہ فام انسانوں کو کھڑے پایا جن میں سے ایک دبلا پتلا سیاہ فام تھا۔ اس کے ہاتھ میں نیزہ تھا اور دوسرا ایک ادھیڑ عمر مگر بھاری تن و توش والا سیاہ فام تھا جس کے ہاتھ میں ترشول تھا۔ ان دونوں کے سر گنجے تھے اور ان دونوں نے جسم کے نچلے حصوں پر سرخ لنگوٹ باندھ رکھے تھے۔

دبلے سیاہ فام نے عمران کو اپنا نام پالوگ اور دوسرے کا نام سردار جوزاکا بتایا تھا۔ اس نے سردار جوزاکا کو اپنی زبان میں کچھ کہا تھا جسے سن کر وہ وہاں سے چلا گیا تھا اور جب وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھوں میں ایک پیالہ تھا جس میں سے بھاپ اٹھ رہی تھی۔ پالوگ نے اس پیالے میں موجود محلول عمران کو پینے کے لئے کہا تھا۔ جب اس پیالے میں عمران کی نظر پڑی تو اسے یوں لگا جیسے اس میں خون بھرا ہو۔ خون کو دیکھ کر عمران کو ان دونوں پر شدید غصہ آیا تھا جس کی وجہ سے اس نے غصے اور نفرت سے سردار جوزاکا کے ہاتھوں میں موجود پیالے کو ہاتھ مار کر دور گرا دیا تھا۔ اسے اس طرح پیالہ

پھینکتے دیکھ کر پالوگ کو غصہ آ گیا تھا اور اس نے غصے سے عمران کو کہا تھا کہ تم مرو گے۔ تم مرو گے۔ تم پر انا ناکا قہر ٹوٹے گا۔

یہ کہہ کر اس نے اپنے ہاتھوں میں موجود نیزے کا رخ عمران کی جانب کر دیا تھا جس میں سے یکلخت زرد رنگ کی روشنی کی لہریں سی نکل کر عمران سے ٹکرائی تھیں اور عمران کو یوں محسوس ہوا تھا جیسے اس کے سینے پر یکلخت منوں وزنی گرز مارا گیا ہو۔ اس کے منہ سے چیخیں نکلی تھیں اور وہ اپنی جگہ سے اچھل کر پوری قوت کے ساتھ پیچھے لکڑی کی دیوار سے جا ٹکرایا تھا اور پھر بے ہوش ہو گیا تھا۔

اس کے بعد اسے اب ہوش آ رہا تھا۔ اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے کسی نے اسے جھنجھوڑ کر جگایا ہو۔ اس کے کانوں میں مسلسل دھم دھم تانا نانا۔ دھم دھم کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ دھم دھم کی آواز تو ڈھول بجنے کی تھی جس کی لے پر بہت سے انسان خاص انداز میں تانا نانا۔ تانا نانا کہہ رہے تھے۔ عمران کی پیشانی پر لاتعداد شکنیں پھیلی ہوئی تھیں۔ اسے ابھی تک اس بات کی حیرت تھی کہ وہ اپنے فلیٹ سے اس عجیب و غریب اور پراسرار جگہ پر کیسے آیا ہے اور وہ سیاہ فام گنجے کون ہیں اور ان کے پاس ایسی کون سی طاقت تھی جس کی وجہ سے انہوں نے نیزے سے اس پر روشنی پھینک کر اسے اس بری طرح سے زمین سے اٹھا کر پھینکا تھا۔

اس کے علاوہ ان لوگوں کے الفاظ۔ ان کی زبان اور ان کا رویہ عمران کو بے حد عجیب اور پراسرار سا معلوم ہو رہا تھا۔ اب یہ ڈھول

کی دھم دھم اور تانا نانا کے الفاظ اس کے دل و دماغ پر واقعی ہتھوڑے کی طرح برس رہے تھے۔ عمران کو اس بات پر بھی حیرت ہو رہی تھی کہ جب پالوگ نے اس پر نیزے سے روشنی پھینکی تھی اس وقت اسے یہی محسوس ہوا تھا جیسے اس کے سینے پر زبردست انداز میں گرز مارا گیا ہو اور جس پر وہ اچھل کر پیچھے لکڑی کی دیوار سے ٹکرایا تھا۔ اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے اس کے جسم کی ساری ہڈیاں ٹوٹ گئی ہوں مگر اب اسے جب ہوش آیا تو اسے اپنے جسم کے کسی حصے میں تکلیف کا ذرا سا بھی احساس نہ ہو رہا تھا۔

"یہ۔ یہ میں کس جگہ اور کن لوگوں میں آگیا ہوں۔ یہ لوگ تو مجھے جوزف کی قبیلے کے معلوم ہوتے ہیں۔ مگر یہ لوگ کون ہیں اور مجھ سے کیا چاہتے ہیں"... عمران نے حیرت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اس وقت کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز سن کر وہ چونک پڑا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس طرف دیکھنے کی کوشش کرنے لگا۔

"کون ہے"... عمران نے پوچھا۔

"اوہ۔ تمہیں ہوش آگیا"... دروازے کے پاس سے ایک آواز سنائی دی۔ اس بار آواز اور اس کے تلفظ عمران کو بالکل صحیح سنائی دیئے تھے اور آنے والے نے عمران کی ہی زبان میں بات کی تھی اور یہ آواز اسی پالوگ کی تھی جس نے عمران پر نیزے سے روشنی پھینک کر اسے بے ہوش کیا تھا۔

"ہوش تو آگیا ہے مگر اب تمہارا لہجہ درست ہے۔ پہلے تمہیں کیا

ہو گیا تھا"... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"پہلے سردار جوزا کا ساتھ تھا اس لئے میں روانی سے بات نہیں کر سکتا تھا۔ اب تم خود کو کیسا محسوس کر رہے ہو"... پالوگ نے کہا۔

"خود کو اس عجیب و غریب اور پراسرار ماحول میں پاکر میرا بار بار بے ہوش ہونے کا دل چاہ رہا ہے"... عمران نے شوخ لہجے میں کہا۔

"تم نے اگومو کو کیوں گرا دیا تھا"... پالوگ نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ قدرے غصہ بھی تھا۔

"اگومو۔ وہ خون۔ ہونہہ۔ میں انسان ہوں۔ خون آشام درندہ نہیں"... عمران نے اس پیالے میں موجود خون کا خیال آتے ہی نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اگومو خون نہیں تھا۔ وہ اناتا دیوی کا امرت تھا۔ تم نے اسے خون سمجھ کر گرا دیا تھا"... پالوگ نے کہا۔

"اناتا دیوی کا امرت۔ کیا مطلب۔ یہ اناتا دیوی کون ہے"... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"اناتا دیوی زنگونا کے جنگلوں کی دیوی ہے۔ سنگلاخ جنگلوں کی دیوی"... پالوگ نے کہا۔ اس کی بات سن کر عمران بری طرح چونک پڑا تھا۔

"کیا۔ کیا کہا تم نے۔ زنگونا جنگل۔ تمہارا مطلب ہے میں اس وقت برازیل کے گھنے، تاریک اور پراسرار جنگلوں میں ہوں"...

عمران نے شدید حیرت کے عالم میں کہا۔

"ہاں ۔ تم زنگونا کے سب سے گھنے اور سب سے زیادہ تاریک جنگل میں ہو"... پالوگ نے کہا تو عمران کا چہرہ واقعی حیرت کی زیادتی سے بگڑتا چلا گیا۔

"اوہ ۔ مگر میں یہاں کیسے آگیا۔ میں تو اپنے فلیٹ میں سو رہا تھا۔ کیا مجھے یہاں اغوا کر کے لایا گیا ہے"... عمران نے پوچھا۔

"ہاں ۔ تمہیں یہاں کے وچ ڈاکٹروں نے اغوا کیا ہے ۔ انہوں نے تمہارے فلیٹ میں جمیکا کے کالے گدھ بھیجے تھے جو تمہیں وہاں سے اٹھا کر یہاں لائے ہیں"... پالوگ نے کہا۔

"وچ ڈاکٹر۔ جمیکا کے کالے گدھ ۔ کیا مطلب ۔ میں سمجھا نہیں۔ عمران نے بدستور حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"سب سمجھ آجائے گا تمہیں ۔ وقت کا انتظار کرو۔ ہر چیز تمہارے سامنے آجائے گی"... پالوگ نے کہا۔

"ہونہہ ۔ کیا بکواس ہے ۔ سچ سچ بتاؤ تم کون ہو اور مجھے یہاں کیوں لایا گیا ہے"... عمران نے اس کی بات سن کر غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں یہاں کا وچ ڈاکٹر پالوگ ہوں ۔ تمہیں یہاں اغوا کر کے کون لایا ہے وہ میں نے بتا دیا ہے ۔ کیوں لایا گیا ہے اس کا جواب ابھی تمہیں نہیں دیا جا سکتا۔ وقت آئے گا تو تمہیں سب کچھ بتا دیا جائے گا"... پالوگ نے اس بار قدرے درشت لہجے میں کہا۔

"دیکھو پالوگ یا جو بھی تمہارا نام ہے ۔ مجھے بتاؤ یہ سب کیا ہے تم کون ہو اور مجھے اس طرح اغوا کر کے یہاں لانے کا تم لوگوں کا کیا مقصد ہے ۔ اس کے علاوہ یہاں اس قدر تاریکی کیوں ہے اور یہ باہر دھم دھم کی کیسی آوازیں ہیں"... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"آج کی رات آرام کر لو ۔ کل تمہیں سب پتہ چل جائے گا ۔ میں اب یہی دیکھنے آیا تھا کہ تمہیں ہوش آیا ہے یا نہیں ۔ تم ہوش میں ہو ۔ یہ اچھی بات ہے ۔ وچ ڈاکٹر پالوگ نے کہا۔

"تم نے نیزے سے روشنی پھینک کر مجھے بے ہوش کیوں کیا تھا"... عمران نے پوچھا۔

"میری مجبوری تھی ۔ بہرحال یہ سب باتیں تمہیں بعد میں بتاؤں گا ۔ اب میں جا رہا ہوں"... پالوگ نے کہا تو عمران کچھ سوچ کر چھلانگ مار کر بستر سے اٹھا اور تیزی سے اس طرف بڑھا جس طرف سے اسے پالوگ کی آواز آ رہی تھی لیکن ابھی اس نے دو تین ہی قدم اٹھائے ہوں گے کہ اچانک اسے یوں لگا جیسے اس کے دونوں پیر زمین نے جکڑ لئے ہوں۔

"نہیں عمران ۔ میری طرف آنے کی کوشش بھی مت کرنا۔ میں تمہارے نزدیک ہوتے ہوئے بھی تم سے بہت دور ہوں"... پالوگ نے سخت لہجے میں کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے ۔ وہ زمین سے پیر اٹھانے کے لئے پورا زور لگا رہا تھا مگر اسے سچ مچ یوں

لگ رہا تھا جیسے اس کے دونوں پیر پتھر کی طرح سخت اور وزنی ہو
ہوں اور جنہیں اٹھانا تو ایک طرف وہ معمولی سی جنبش بھی نہ
دے پا رہا تھا۔

"اب میں جا رہا ہوں۔ میرے جاتے ہی تمہارے پیر ٹھیک
جائیں گے۔ پیروں کے ٹھیک ہوتے ہی تم اپنی جگہ واپس چلے جا
ورنہ جہاں تم کھڑے ہو یہاں اب ہر طرف سرخ چیونٹے رینگ رہ
ہیں جو میری وجہ سے تمہارے قریب نہیں آرہے۔ مگر میرے جا
ہی یہ سب تم پر چڑھ دوڑیں گے۔ ان میں سے اگر کسی ایک چیونٹ
نے بھی تمہیں کاٹ لیا تو تمہارا حشر بہت برا ہو گا"۔۔۔ پالوگ نے کہا
اس کی باتیں سن کر عمران کو اپنے دماغ میں عجیب سی سرسراہٹ
ہوتی محسوس ہونے لگی۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے واقعی زمین
پر رینگنے والے سرخ چیونٹے اس کے دماغ میں چڑھ گئے ہوں۔

اسی لمحے اس نے کمرے کا دروازہ بند ہونے کی آواز سنی۔ جیسے ہی
کمرے کا دروازہ بند ہوا اچانک اس کے پیروں کو جیسے زمین نے چھوا
دیا۔ اپنے پیروں کو نارمل ہوتا ہوا محسوس کر کے عمران تیزی سے
حرکت میں آیا اور وہ ایک ہی چھلانگ میں اس جگہ پہنچ گیا جہاں اس
کے خیال کے مطابق دروازہ تھا۔ وہ اس جگہ ہاتھ مار کر دروازہ تلاش
کرنے لگا مگر لکڑی کی دیوار بالکل سپاٹ تھی۔ وہاں کسی رخنے یا درز
کی موجودگی کا بھی پتہ نہیں چل رہا تھا۔ اسی لمحے عمران کو سچ مچ اپنے
پیروں پر بے شمار چیونٹیوں کے چڑھنے کا احساس ہوا۔ وہ بوکھلا گیا۔

اس نے زور زور سے پیر جھٹکے اور چھلانگیں مارتا ہوا دوبارہ اسی چارپائی
پر آ گیا جس پر وہ بے ہوشی کے عالم میں پڑا ہوا تھا۔ چارپائی پر آتے ہی
اندھیرے میں زمین پر رینگنے والے چیونٹوں کو دیکھنے کی کوشش
کرنے لگا جن کی ہلکی ہلکی سرسراہٹ کی آواز اسے سنائی دے رہی تھی۔
"لگتا ہے میں ابھی تک نیند میں ہوں اور یہ بھیانک خواب دیکھ
رہا ہوں۔ اناتا دیوی، برازیل کا جنگل، اگومو، یہ قید خانہ اور سرخ
چیونٹے۔ ہونہہ۔ ایسے طلسماتی واقعات کہانیوں یا پھر خواب میں ہی
نظر آتے ہیں۔ ان کا حقیقت سے کیا تعلق اور وہ بھی اس جدید دور
میں"۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں واقعی شدید
حیرت تھی جیسے اسے یقین ہی نہ آرہا ہو کہ وہ اس وقت ایک پراسرار
اور ماورائی دنیا میں موجود ہے جہاں کی ہر چیز اپنے اندر حیرت اور
اسرار سموئے ہوئے تھی۔ اس نے اپنی دائیں ران پر زور سے چٹکی
بھری جیسے یہ جاننا چاہتا ہو کہ وہ نیند میں ہے یا جاگ رہا ہے اور پھر وہ
بری طرح سے اچھل پڑا۔

"ارے باپ رے۔ مجھے تو تکلیف کا احساس ہو رہا ہے۔ اس کا
مطلب ہے یہ کوئی خواب نہیں ہے۔ میں جاگ رہا ہوں اور اس
وقت واقعی میں برازیل کے خوفناک جنگلوں میں ہوں اور یہ جو کچھ ہو
رہا ہے حقیقت میں ہو رہا ہے"۔۔۔ عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے
میں کہا۔ اسی لمحے اچانک کمرے میں پہلے کی طرح تیز سرخ روشنی
پھیل گئی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے چاروں طرف دیکھا

مگر اسے یہ معلوم نہ ہو سکتا کہ وہاں روشنی کہاں سے اور کیسے آ ر
ہے۔ سرخ روشنی لکڑی کی دیواروں سے پھوٹتی ہوئی محسوس ہو ر
تھی اور لکڑی کی دیواریں بالکل سپاٹ تھیں۔ بڑے بڑے تختوں
بنی ہوئی دیواروں میں ایک معمولی سا رخنہ بھی دکھائی نہیں دے ر
تھا اور نہ ہی عمران کو وہ دروازہ دکھائی دے رہا تھا جہاں سے سرد
جوزاکا اور یہ پالوگ اندر آیا تھا۔

وہاں دروازے کا نشان نہ پا کر عمران چکرا کر رہ گیا تھا اور
اس کی نظر زمین پر پڑی تو واقعی اس کے چہرے پر بے پناہ بوکھلاہ
نظر آنے لگی۔ زمین پر ہر طرف سرخ رنگ کے چیونٹے نظر آ رہے تھ
ان چیونٹوں کے سر سیاہ تھے اور وہ عام چیونٹوں سے کہیں بڑ
بڑے تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے ساری زمین انہی چیونٹوں سے بھرا
ہوئی ہو کیونکہ زمین کا کوئی حصہ ان چیونٹوں سے خالی نظر نہیں آ ر
تھا اور عمران بے اختیار اپنے سر پر ہاتھ رکھ کر رہ گیا۔

باہر سے اسے بدستور دھم دھم۔ تانا نانا۔ دھم دھم کی آوازیں
سنائی دے رہی تھیں۔ نجانے وہ لوگ کون تھے اور ڈھول کی دھ
دھم پر تانا نانا کا راگ کیوں الاپ رہے تھے۔ ان کی دھم دھم اور تا
نانا کی آوازیں ایک بار پھر عمران کے دل و دماغ میں ہتھوڑے کی
طرح برسنا شروع ہو گئی تھیں۔ شاید یہ وہاں کے ماحول کا اثر تھا یا پھ
عمران خود کو اس عجیب اور پراسرار جگہ پر پا کر واقعی حیرت کے سمند
میں غوطہ زن ہو گیا تھا۔

کمرے میں نیلے رنگ کے دھوئیں کے ہلکے ہلکے مرغولے ناچ رہے
تھے جن کی تعداد بے حد زیادہ تھی۔ وہ اوپر سے نیچے اور نیچے سے اوپر
گھومتے ہوئے جا رہے تھے۔ جو دیکھ کر بلیک زیرو اور سلیمان اچھلے
تھے وہ کمرے کا سامان تھا جو وہاں جل کر راکھ بنا ہوا تھا۔ کمرے کی
کوئی چیز سلامت نہیں تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کمرے میں
زبردست آگ لگی ہو اور اس نے وہاں موجود ہر چیز کو جلا کر راکھ بنا
دیا ہو لیکن کمرے میں آگ لگنے کے کوئی آثار نظر نہیں آ رہے تھے۔
فرش اور کمرے کی دیواریں صاف ستھری تھیں۔ چھت پر لگا پنکھا اور
بلب بھی درست حالت میں تھے۔ اگر وہاں آگ لگی ہوتی تو دیواریں
اور فرش بھی سیاہ ہو چکے ہوتے۔

کمرے میں موجود عمران کا بیڈ، صوفہ اور زمین پر موجود دوسری
چیزوں کا البتہ وہاں کوئی نشان باقی نہیں بچا تھا۔ ہر طرف ان چیزوں

کی راکھ بکھری ہوئی نظر آرہی تھی جس کی وجہ سے سلیمان اپنے حلق
سے نکلنے والی چیخ کو کسی بھی طرح سے نہیں روک پایا تھا۔

" اوہ ۔ یہ سب کیا ہے ۔ یہ سب چیزیں کیسے جل گئیں اور عمران
صاحب"... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" باس ابھی تک زندہ ہے"... جوزف نے کہا۔ اس کے لہجے میں
وہی غراہٹ تھی اور اس کا چہرہ بدستور بھیانک نظر آرہا تھا۔ وہ بلیک
زیرو اور سلیمان کی جانب ایسی نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے کہہ رہا ہو
کہ اب بتاؤ۔ اب بھی اس کی باتوں پر یقین کرو گے یا نہیں۔

" مگر جوزف ۔ یہ سب کیسے ہو گیا"... بلیک زیرو کے منہ سے
نکلا۔

" بتاتا ہوں ۔ سب کچھ بتاتا ہوں ۔ لیکن پہلے مجھے جمیکا کے کالے
گدھوں کے نشان تلاش کر لینے دو۔ یہاں موجود چیزوں کو اسی لئے
جلا کر راکھ بنایا گیا ہے کہ میں ان نشانوں کو تلاش نہ کر سکوں مگر
میں جوزف دی گریٹ ہوں ۔ فادر جوشوا کا منظور نظر اور اس کا چہیتا
جنگل پرنس ۔ میری نظروں سے وہ نشان غائب نہیں ہو سکتے ۔ اگر وہ
اس کمرے کو بھی راکھ کا ڈھیر بنا دیتے تو میں تب بھی جمیکا کے کالے
گدھوں کے نشانوں کو ڈھونڈ لیتا"... جوزف نے فاخرانہ لہجے میں
کہا۔

" طاہر صاحب ۔ کیا جوزف سچ کہہ رہا ہے ۔ کیا واقعی صاحب زندہ
ہیں"... سلیمان نے پریشانی کے عالم میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کمرے

میں بکھری ہوئی راکھ کو دیکھ کر کہا۔

" میری بات پر یقین کرو سلیمان ۔ باس ابھی زندہ ہے اور جب
تک جوزف دی گریٹ زندہ ہے باس کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا چاہے
وہ اناتا دیوی ہو یا تاریک جنگلوں کے وچ ڈاکٹر"... جوزف نے بلیک
زیرو کے بولنے سے پہلے کہا۔

" وہ تو ٹھیک ہے جوزف لیکن وہ ہیں کہاں ۔ رات کو تو وہ اپنے
کمرے میں ہی سوئے تھے"... سلیمان نے اس کی طرف پریشان نظروں
سے دیکھتے ہوئے کہا ۔ کمرے کی حالت اور عمران کی وہاں غیر
موجودگی نے اسے سچ مچ پریشان کر دیا تھا اور اس کا چہرہ لٹھے کی طرح
سفید نظر آرہا تھا۔

" وہ کہاں ہیں اس کا پتہ لگانے کے لئے مجھے جمیکا کے کالے
گدھوں کے نشان تلاش کرنا پڑیں گے ۔ ایک بات تو طے ہے کہ
باس کی زندگی اس وقت شدید خطرے میں ہے ۔ مجھے ان تک پہنچنے
کے لئے جلد سے جلد کچھ نہ کچھ کرنا پڑے گا۔ تمہیں اگر باس سے محبت
ہے تو پھر میں جیسا کہوں کرتے جاؤ"... جوزف نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ تم جیسا کہو گے میں ویسا ہی کروں گا"... سلیمان
نے جلدی سے کہا۔

" گڈ ۔ طاہر صاحب آپ ڈرائینگ روم میں جا کر بیٹھ جائیں ۔
میں یہاں ایک عمل کرنا چاہتا ہوں ۔ اس عمل کے ذریعے ہی میں
معلوم کر سکوں گا کہ باس کہاں ہے اور کس حال میں ہے اور یہ کہ

ان تک میں کیسے پہنچ سکتا ہوں"... جوزف نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا تو بلیک زیرو نے نہ چاہتے ہوئے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

" سلیمان ۔ طاہر صاحب کی کار میں ایک تھیلا ہے وہ لے آؤ"... جوزف نے سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ٹھیک ہے"... سلیمان نے کہا۔

" نہیں ۔ فی الحال مجھے یہی تھیلا چاہئے ۔ اگر کسی اور چیز کی ضرورت ہو گی تو بتا دوں گا"... جوزف نے کہا تو سلیمان نے بلیک زیرو کی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ سلیمان نے جواب میں سر ہلایا اور پھر خاموشی سے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

" تمہیں اپنے عمل میں کتنا وقت لگے گا"... بلیک زیرو نے سلیمان کے جانے کے بعد جوزف سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"چند گھنٹے بھی لگ سکتے ہیں، چند دن بھی اور چند ہفتے بھی"... جوزف نے جواب دیا۔

" کیا مطلب"... اس کی بات سن کر بلیک زیرو نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

" طاہر صاحب ۔ یہ وچ ڈاکٹروں کا معاملہ ہے اور وہ سب اناتا دیوی کے پجاری ہیں ۔ انہوں نے جمیکا کے کالے گدھوں کو بھیج کر باس کو اغوا کرایا ہے ۔ جس جگہ وہ رہتے ہیں وہ تاریکی کی سرزمین ہے

اور اس تاریکی میں جھانکنے کے لئے مجھے کٹھن عمل کرنے ہوں گے جس میں مجھے خاصا وقت بھی لگ سکتا ہے"... جوزف نے فوراً جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیا تمہیں پورا یقین ہے کہ عمران صاحب کے اغوا کے پیچھے شیطانی قوتوں کا ہاتھ ہے"... بلیک زیرو نے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" فادر جوشوا کی بات کبھی غلط نہیں ہو سکتی ۔ اس کمرے کی حالت آپ دیکھ رہے ہیں ناں ۔ کیا اب بھی آپ کو میری باتوں پر یقین نہیں آ رہا"... جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" جوزف ۔ جس دور میں ہم موجود ہیں اس دور میں ماورائی قوتوں کی باتیں من گھڑت اور بچگانہ سی لگتی ہیں ۔ ہو سکتا ہے اس کمرے کی حالت کسی سائنسی ہتھیار کا کرشمہ ہو اور عمران صاحب کے اغوا کے پیچھے کسی خطرناک گینگ کا ہاتھ ہو"... بلیک زیرو نے کہا تو جوزف نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

" تاریک جنگلوں اور افریقی جنگلوں کے بارے میں آپ کچھ نہیں جانتے ۔ اسی لئے ایسی بات کر رہے ہو ۔ آپ جنہیں توہمات اور فرسودہ باتیں سمجھ رہے ہیں اگر آپ وہاں چلے جائیں اور اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں تو آپ کو خود ہی یقین آ جائے گا کہ شیطانی ذریات کیا ہیں اور وہ آپ کی سائنسی دنیا سے کس قدر فعال اور ایڈوانس ہیں"... جوزف نے ناگوار سے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ تم نے جو کچھ کرنا ہے کرو۔ میرا دل بہرحال اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہے کہ عمران صاحب کسی شیطانی یا ماورائی چکروں میں الجھ گئے ہوں"... بلیک زیرو نے بیزاری سے کہا۔

"تو مت مانیں۔ میں آپ کو مجبور تو نہیں کر رہا"... جوزف نے سر جھٹک کر اور منہ بناتے ہوئے کہا۔ بلیک زیرو نے اس کی بات سن کر ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ چند لمحے غور سے جوزف کی طرف دیکھتا رہا پھر وہ سر جھٹک کر تیزی سے مڑا اور لمبے لمبے قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

"ہونہہ۔ جوزف تمہیں بتائے گا طاہر صاحب کہ کیا سچ ہے اور کیا جھوٹ۔ تمہیں میری ہر بات پر خود بخود یقین آ جائے گا"... جوزف نے بلیک زیرو کو اس طرح جاتے دیکھ کر سر جھٹکتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے سلیمان واپس آ گیا۔ اس نے وہ تھیلا لا کر جوزف کو دے دیا جس میں جوزف رانا ہاؤس سے خوشبوؤں کی شیشیاں، موم بتیاں اور مٹی کا ایک پیالہ لایا تھا۔

"کیا ہے اس تھیلے میں"... سلیمان نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ سنجیدگی تھی۔ شاید عمران کے اس طرح غائب ہونے اور اس کے کمرے کی ہر چیز کو راکھ بنے دیکھ کر وہ بے حد سنجیدہ ہو گیا تھا۔ جوزف نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور تھیلا لے لیا۔ سلیمان اور بلیک زیرو دروازے پر ہی رک گئے تھے

بلیک زیرو کی آنکھوں میں حیرت تھی جبکہ سلیمان کے چہرے پر بے پناہ خوف نظر آ رہا تھا۔ وہ کمرے میں داخل ہونے سے گھبرا رہا تھا۔ جوزف نے تھیلے سے موم بتیوں کے پیکٹ، خوشبوؤں کی شیشیاں، سپرے اور مٹی کا پیالہ نکال کر زمین پر رکھا اور پھر اس نے سب سے پہلے سپرے اور دوسری خوشبوؤں کو کمرے میں پھیلانا شروع کر دیا۔ چند ہی لمحوں میں کمرہ خوشبوؤں سے معطر ہو گیا۔

جوزف نے موم بتیوں کے پیکٹ کھولے اور ان موم بتیوں کو زمین پر ایک دائرے کی شکل میں لگانے لگا۔ بلیک زیرو اور سلیمان دروازے پر کھڑے حیرت سے جوزف کو موم بتیوں کا حصار بناتے دیکھ رہے تھے۔ جوزف نے اٹھارہ موم بتیوں سے حصار بنایا تھا جبکہ اس کے پاس باقی دو موم بتیاں تھیں جنہیں اس نے حصار میں نہیں لگایا تھا۔ اس نے ان دو موم بتیوں کو چھوڑ کر باقی موم بتیوں کو جیب سے ماچس نکال کر جلا لیا تھا۔

"سلیمان۔ پانی لا کر دو مجھے"... جوزف نے پلٹ کر سلیمان سے کہا تو سلیمان سر ہلا کر مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ پانی کا ایک جگ بھر کر لے آیا۔ جوزف نے دروازے کے پاس آ کر اس سے جگ لیا اور اس نے موم بتیوں کے حصار کے باہر سامنے پڑے پیالے میں پانی ڈال کر اسے بھر دیا اور جگ لا کر سلیمان کو دے دیا۔

"اور کچھ چاہئے"... سلیمان نے جوزف سے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"نہیں۔ اب تم جاؤ اور دروازہ بند کر دو۔ جب تک میں خود

دروازہ نہ کھولوں تم دونوں دروازے کے قریب بھی نہیں آؤ گے ۔
مجھے"... جوزف نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ سلیمان اور بلیک
زیرو چند لمحے غور سے اس کی طرف دیکھتے رہے ۔ موم بتیوں کی
روشنی میں جوزف انہیں بھیانک دیو نظر آ رہا تھا اور کمرے کا ماحول
بے حد پراسرار اور عجیب سا ہو گیا تھا جس کی وجہ سے ان کا وہاں خود
بھی رکنے کو دل نہ چاہ رہا تھا۔ جوزف کی بات سن کر وہ تیزی سے
پیچھے ہٹ گئے اور اس نے کمرے کا دروازہ بند کر دیا۔

جوزف نے اپنے قریب رکھی ہوئی دونوں موم بتیاں اٹھائیں اور
انہیں ہاتھ میں لے کر منہ کے قریب لا کر آنکھیں بند کیں اور پھر ان
پر کچھ پڑھنے لگا۔ اس نے ان موم بتیوں پر تین بار پھونک ماری اور پھر
آنکھیں کھول دیں ۔ اس نے دونوں موم بتیوں کو ایک ایک ہاتھ
میں پکڑ کر جلتی ہوئی موم بتیوں سے جلایا اور دونوں موم بتیوں کو
اس نے سر سے بلند کیا اور پھر اس کی نظریں موم بتیوں کے حصار
سے باہر پڑے ہوئے مٹی کے پیالے پر جم گئیں جو پانی سے لبالب
بھرا ہوا تھا۔

جوزف پلکیں جھپکائے بغیر کٹورے میں موجود پانی کو گھور رہا تھا
اور اس کے ہونٹ تیزی سے ہل رہے تھے جیسے وہ کچھ پڑھ رہا ہو ۔
پہلے صرف اس کے ہونٹ ہل رہے تھے پھر اس کے منہ سے آواز نکلنے
لگی اور پھر اس کی آواز آہستہ آہستہ بلند ہو کر کمرے میں گونجنے لگی ۔
اس کی زبان سے نکلنے والے الفاظ ناقابل فہم اور عجیب سے تھے ۔

یوں لگ رہا تھا جیسے وہ قدیم جنگلی زبان میں کوئی اشلوک پڑھ رہا ہو
ابھی اس نے اس قدیمی زبان کے چند ہی الفاظ ادا کئے ہوں گے کہ
اچانک مٹی کے پیالے میں موجود پانی متحرک ہو گیا اور اس میں سے
بھاپ نکلنے لگی اور پھر اچانک اس پانی نے پیالے میں یوں ابلنا شروع
کر دیا جیسے وہ تیز آگ کے چولہے پر رکھا ہو۔

جوں جوں جوزف قدیمی اشلوک کے بول ادا کرتا جا رہا تھا مٹی کے
پیالے کے پانی نے بری طرح سے ابلنا شروع کر دیا تھا اور پھر اچانک
بھک کی آواز کے ساتھ پیالے میں جیسے آگ کا شعلہ سا چمکا اور پیالے
کا سارا پانی یکلخت بھاپ بن کر اڑ گیا۔ اسی لمحے کمرے میں ایک تیز اور
انتہائی خوفناک غراہٹ کی آواز سنائی دی ۔ خوفناک غراہٹ کی آواز
خونخوار بھیڑیئے جیسی تھی ۔ اس غراہٹ کے ساتھ ہی جیسے ہوا کا تیز
جھونکا آیا اور جوزف کے ہاتھوں اور حصار میں جلتی ہوئی موم بتیاں
یکلخت بجھ گئیں اور کمرہ تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔

عمران شاید پہلے کبھی اس قدر عجیب و غریب اور پراسرار حالات کا شکار نہیں ہوا تھا ۔یہی وجہ تھی کہ اس وقت وہ بے حد پریشان نظر آ رہا تھا ۔ برازیل کے پراسرار جنگلوں کے بارے میں اس نے بہت کچھ سن رکھا تھا ۔ان پراسرار اور تاریک جنگلوں کے بارے میں عجیب و غریب اور ناقابل یقین باتیں تھیں جن کو جاننے اور پڑھنے والا طلسم ہوشربا کے پرانے من گھڑت قصوں کے سوا کوئی وقعت نہیں دیتا تھا ۔ ان روایات میں وچ ڈاکٹروں کے قصے بھی تھے اور کسی اناتا دیوی کے واقعات بھی موجود تھے جن کے مطابق اناتا دیوی شیطانی ذریت کی سب سے بڑی اور سب سے خطرناک طاقتوں کی مالکہ تھی جو ہزاروں سالوں سے مرنے کے باوجود زندہ تھی ۔

روایات اور واقعات کے مطابق اناتا دیوی نے جنگلوں پر سینکڑوں سال حکومت کی تھی ۔جنگل کے تمام قبائل حتیٰ کہ جنگلی

جانور تک اس کے تابع تھے ۔ پھر اناتا دیوی کی حکمرانی کا وقت پورا ہو گیا تھا یا اس دور کی شیطانی طاقتوں کے مالک وچ ڈاکٹر اس سے کسی بات پر ناراض ہو گئے تھے جس کی وجہ سے انہوں نے اناتا دیوی کو پتھر کا بت بنا دیا تھا ۔ پتھر کا بت بننے کے باوجود اناتا دیوی ایک بدروح کی طرح زندہ تھی ۔ وہ اپنی طاقتوں کا استعمال نہیں کر سکتی تھی ۔ بول نہیں سکتی تھی اور اپنی جگہ سے حرکت نہیں کر سکتی تھی لیکن اس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہ سن اور دیکھ ضرور سکتی ہے اس کی آنکھیں کھلتی تھیں ۔ اس سے جو کچھ کہا جاتا تھا وہ اسے سن کر آنکھوں کے اشارے سے جواب دیتی تھی ۔

اصل واقعات کیا تھے اس کے بارے میں عمران قطعی لاعلم تھا ۔ وہ بھی ان روایات اور واقعات کو نہیں مانتا تھا نہ ہی اس نے کبھی ان واقعات پر توجہ دی تھی ۔ مگر اب جب اسے معلوم ہوا کہ وہ برازیل کے سنگاخ قدیم اور پراسرار تاریک جنگلوں میں ہے اور اس کے سامنے نہ صرف اناتا دیوی کا نام لیا جا رہا تھا بلکہ اس نے سیاہ فام وحشی انسانوں سے جو بات چیت کی تھی اور پالوگ نے جس طرح اپنے نیزے سے زرد روشنی پھینک کر اسے زمین سے اچھال دیا تھا اور اسے خون پلانے کی کوشش کی تھی اور جس طرح وچ ڈاکٹر پالوگ نے اس کے پیر زمین میں جکڑ دیئے تھے اور یہ سرخ زہریلے چیونٹے دیکھ کر عمران بہت کچھ سوچنے پر مجبور ہو گیا تھا ۔

پاکیشیا سے ہزاروں کلو میٹر دور برازیل کے ان پراسرار سنگاخ

جنگلوں میں موجود ہونا بھی عمران کے لئے کم حیرت کی بات نہیں تھی۔ وچ ڈاکٹر پالوگ کے مطابق کسی جمیکا کے کالے گدھ اسے راتوں رات پاکیشیا سے اٹھا کر یہاں لے آئے تھے۔ یہ بات کم از کم عمران جیسے انسان کو آسانی سے ہضم ہونے والی نہیں تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اسے باقاعدہ کسی منصوبہ بندی کے تحت اغوا کیا گیا ہے۔ اغوا کنندگان نے اسے لامحالہ کسی نئی اور ایسی گیس سے بے ہوش کیا ہو گا جو بے بو اور انتہائی زود اثر ہو گی۔

پاکیشیا سے عمران کو یہاں تک لانے کے لئے ان لوگوں کو کئی روز بلکہ کئی ہفتے لگے ہوں گے اور اس کے لئے انہوں نے نجانے کون کون سے راستے اختیار کئے ہوں گے۔ اگر واقعی وچ ڈاکٹر پالوگ کے مطابق عمران برازیل کے پراسرار جنگلوں میں تھا تو واقعی یہ اس کے لئے حیرت انگیز بات تھی۔ ایک طرف عمران کی یہ سوچ تھی تو دوسری طرف وہ پالوگ کے نیزے کے واقعے اور پھر اس نے جس طرح اس کے پیر زمین میں جکڑ دیئے تھے، کو عمران سمجھ نہیں پا رہا تھا یہ کم از کم سائنسی کرشمے نہیں ہو سکتے تھے۔

لکڑی کے کمرے کا سپاٹ ہونا، وہاں سے دروازے کا غائب ہونا اور فرش پر ہزاروں کی تعداد میں موجود زہریلے سرخ چیونٹے بھی عمران کی حیرت کا باعث بنے ہوئے تھے۔ وہ غور سے اور مسلسل ان سرخ چیونٹوں کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے ذہن میں لاتعداد سوالات گھوم رہے تھے جن کا جواب بہرحال اس وقت اس کے پاس بھی نہیں

تھا۔ اس کے علاوہ باہر سے ڈھول کی دھم دھم اور تانا نانا کے الفاظ بھی عمران کی سمجھ میں نہیں آ رہے تھے۔ وہ لوگ کون تھے اور اس عجیب اور پراسرار لے کے پیچھے ان کا کیا مطلب تھا۔ عمران واقعی خود کو خواب یا پھر طلسم ہوشربا کی دنیا کا قیدی تصور کرنے پر مجبور ہو گیا تھا۔

کچھ دیر تک عمران بیٹھا اسی طرح سوچتا رہا اور فرش پر رینگنے والے سرخ چیونٹوں کو دیکھتا رہا پھر اس نے کچھ سوچ کر دائیں ٹانگ کا پائنچا اونچا کر کے پنڈلی پر ایک مخصوص جگہ ہاتھ پھیرا اور پھر اس نے اس جگہ چٹکی بھرتے ہوئے انگلیوں کو مخصوص انداز میں حرکت دی تو اس کی پنڈلی کی کھال اترتی چلی گئی۔ وہ پنڈلی کی کھال کسی جھلی کی طرح اتار رہا تھا۔ کھال بے حد نرم تھی جو دیکھنے میں بالکل انسانی کھال سے مشابہ تھی لیکن اصل میں وہ کھال ایک خاص کیمیکل سے بنی ہوئی تھی جسے اتارتے ہوئے عمران کو کسی تکلیف کا احساس نہیں ہو رہا تھا۔

اس مصنوعی کھال کے نیچے ایک پیدائشی گھاؤ تھا جو خاصا لمبا اور بدنما نظر آ رہا تھا۔ اس گھاؤ میں اس نے اپنی ایک انگلی کے ناخن سے کھود ڈالا تو اس میں سے اس نے ایک باریک اور زرد رنگ کا پین نکال لیا۔ عمران نے پین کو ایک طرف رکھا اور مصنوعی کھال کو دوبارہ اپنی ٹانگ پر ایڈجسٹ کرنے لگا۔ اس نے مصنوعی کھال کو دونوں ہاتھوں سے مخصوص انداز میں تھپتھپایا تو مصنوعی کھال اس

کی پنڈلی سے اس طرح چپک گئی جیسے اصلی کھال ہو۔ غور سے
دیکھنے پر اس کھال کا مصنوعی پن نظر نہیں آرہا تھا جسے عمران نے خ
اور جدید انداز میں تیار کیا تھا اور اس سے اس کی پنڈلی کا گھاؤ پور
طرح سے چھپ جاتا تھا۔

پنڈلی پر جھلی چپکا کر عمران نے گھاؤ میں سے نکالا ہوا پین اٹھ
اور اس پر لگے ہوئے چھوٹے چھوٹے بٹنوں کو ایک خاص ترتیب
پریس کرنے لگا۔ اسی لمحے اچانک پین کی نب والا حصہ روشن ہو گ
اور اس میں سے زرد رنگ کی روشنی کی بال جتنی باریک لکیر نکلنے لگی
عمران نے پین کو درمیان سے پکڑ کر گھمایا تو باریک روشنی کی اَ
پھیلتی چلی گئی اور اس نے زمین پر طاقتور ٹارچ سے نکلنے والی روش
جیسا ہالہ بنا لیا۔ عمران نے اس روشنی کو زمین کی طرف کر
ہوئے پین کا ایک بٹن پریس کیا تو یکلخت زرد روشنی کا رنگ سرخ
گیا۔ زمین پر جس جگہ روشنی کا ہالہ پڑ رہا تھا وہاں بے شمار سر
چیونٹے موجود تھے۔ جیسے ہی روشنی کا رنگ سرخ ہوا اچانک روش
کے ہالے میں موجود سرخ چیونٹے جل کر راکھ ہو گئے۔ ان کے راَ
ہونے سے پہلے بس ہلکا سا نیلے رنگ کا دھواں سا اٹھا تھا اور پھر جہا
چیونٹے تھے وہاں ان کی راکھ نظر آنے لگی تھی۔

عمران نے پین کو حرکت دے کر سرخ روشنی کے ہالے کو زم
پر دوڑنے بھاگنے والے سرخ چیونٹوں پر پھینکنا شروع کر دیا۔ روش
کا سرخ ہالہ جن چیونٹوں پر پڑتا نیلے رنگ کا دھواں سا اٹھتا اور ا

چیونٹے جل کر راکھ بن جاتے تھے۔ یہ لیزر ریز پھینکنے والا آلہ تھا جو
عمران کی اپنی خاص ایجاد تھی۔ اس آلے کو عمران نے لیزر پوائنٹر کا
نام دے رکھا تھا جسے وہ کوڈ میں ایل پی کہتا تھا۔ ایل پی کو وہ ہمیشہ
اپنی پنڈلی میں چھپا کر رکھتا تھا۔

ایل پی اور گھاؤ کو چھپانے کے لئے عمران نے خاص کیمیکلز کی
جھلی بنا کر اپنی پنڈلی پر چڑھا رکھی تھی جس سے نہ گھاؤ رہتا تھا اور نہ
ایل پی کا کسی کو پتہ چلتا تھا ورنہ عام طور پر مجرم اسے اغوا کر کے
اس کی تلاشی لے کر ہر چیز نکال لیتے تھے لیکن خاص کیمیکلز سے بنی
ہوئی اس جھلی کے نیچے چھپے ہوئے گھاؤ میں موجود ایل پی کو کسی
سائنسی آلے سے بھی چیک نہیں کیا جا سکتا تھا اور عمران کئی بار اس
ایل پی کی مدد سے خطرناک سچوئیشنز کو اپنے حق میں بدلتا آیا تھا۔

اسے چونکہ رات کو سوتے ہوئے اغوا کیا گیا تھا اس لئے اس کے
پاس کسی دوسرے اسلحے کا ہونا ناممکن تھا اس لئے اچانک عمران کو
اس ایل پی کا خیال آگیا تھا۔ سرخ روشنی کے ہالے میں سرخ چیونٹے
بھسم ہو کر راکھ بنتے جا رہے تھے۔ عمران ان چیونٹوں کو ختم کرنے
کے لئے چارپائی سے نیچے آگیا تھا۔ اس نے چند ہی لمحوں میں وہاں
موجود تمام سرخ چیونٹوں کو راکھ بنا دیا تھا۔

سرخ چیونٹوں کو ہلاک کر کے عمران نے آلے کو درمیان سے
پکڑ کر گھمایا تو اس سے نکلنے والا روشنی کا ہالہ سمٹتا چلا گیا۔ یہاں تک
کہ زمین پر پڑنے والی روشنی ریڈ سپاٹ میں بدل گئی تو عمران اس

طرف آ گیا جہاں سردار جوزاکا اور وچ ڈاکٹر پالوگ پراسرار انداز میں دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے تھے۔ عمران نے آگے بڑھ کر ایل پی سے نکلنے والی ریز کا ریڈ سپاٹ لکڑی کی دیوار پر ڈالا اور پھر اس کا ہاتھ تیزی سے حرکت کرنے لگا۔ لکڑی کی دیوار پر جس جگہ ریڈ سپاٹ پڑ رہا تھا وہاں سے دھواں نکلنے لگا اور پھر لکڑی کی دیوار پر سیاہ رنگ کی ایک سیدھی لکیر سی بنتی چلی گئی۔ عمران نے ہاتھ اونچا کر کے لکیر کو دائیں طرف کھینچا اور پھر نیچے لانے لگا۔ چند ہی لمحوں میں وہاں ایک دروازے نما چوکھٹا بن گیا تھا جس سے دھواں نکل رہا تھا۔ عمران نے ایل پی کا بٹن پریس کر کے اس کی لیزر لائٹ آف کر دی۔

باہر سے ڈھول کی مخصوص دھم دھم اور انسانی تانا نانا کی آوازیں ابھی بدستور سنائی دے رہی تھیں۔ عمران چوکھٹے سے پیچھے ہٹا اور اس نے اچھل کر اس کے عین درمیان میں زوردار لات مار دی۔ ایک دھماکہ ہوا اور لکڑی کا چوکھٹا ٹوٹ کر زوردار آواز سے دوسری طرف جا گرا۔ عمران نے ایک بار پھر ایل پی کا بٹن پریس کیا۔ اس کے سرے سے پھر لیزر لائٹ ٹارچ کی روشنی کی طرح خارج ہونے لگی چوکھٹا توڑ کر عمران بجلی کی سی تیزی کا مظاہرہ کرتے ہوئے سائیڈ کی دیوار سے جا لگا تھا۔ وہ شاید دھماکے سے دوسری طرف ہونے والے ردعمل کے بارے میں جاننا چاہتا تھا کہ اس طرح دیوار توڑنے پر دوسری طرف سے کیا ردعمل ظاہر ہوتا ہے۔

اس نے ہر قسم کی سچوئیشن سے نپٹنے کے لئے لیزر لائٹ آن کر لی

تھی۔ وہ چند لمحے انتظار کرتا رہا لیکن باہر سے جب کوئی ردعمل ظاہر نہ ہوا تو وہ حیران رہ گیا۔ اس نے جس زور سے لکڑی کے چوکھٹے پر لات مار کر اسے توڑا تھا باہر اچھا خاصا دھماکہ ہوا تھا جس کے نتیجے میں باہر موجود افراد کو لامحالہ چونک جانا چاہئے تھا اور وہاں فوری طور پر نیزہ بردار وحشیوں کو پہنچ جانا چاہئے تھا مگر باہر سے ڈھول اور ان وحشیوں کی مخصوص لے کی آوازوں کے سوا کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے اس زوردار دھماکے کو کسی نے سنا ہی نہ ہو یا پھر وہ اس لکڑی کی کوٹھڑی سے بہت دور ہوں جس کی وجہ سے تختہ ٹوٹنے کی آواز ان کے کانوں تک نہ پہنچی ہو۔

عمران نے احتیاط سے باہر جھانکا۔ باہر گہری خاموشی اور عجیب سی دھند چھائی ہوئی تھی۔ ہوا کے دوش پر لہراتی ہوئی ڈھول کی آوازیں اسے تواتر سے سنائی دے رہی تھیں۔ باہر اس قدر دھند تھی کہ عمران کو کوشش کے باوجود کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اس کوٹھڑی میں جو روشنی پھیلی ہوئی تھی وہ روشنی اسی کمرے تک ہی محدود تھی۔ اس کی ایک معمولی کرن بھی باہر نہیں جا رہی تھی حالانکہ عمران نے جتنا بڑا خلاء بنایا تھا باہر کچھ فاصلے تک تو بہرحال روشنی پھیلنی چاہئے تھی مگر روشنی چوکھٹے کی دہلیز سے ایک انچ بھی دوسری طرف جاتی نظر نہیں آ رہی تھی جس پر عمران کے چہرے پر ایک بار پھر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

عمران نے لائٹ کا رخ باہر کی طرف کر دیا۔ سرخ روشنی دور

تک جاتی ہوئی نظر آئی ۔یوں لگ رہا تھا جیسے باہر جنگل کی بجائے ایک بہت بڑا اور وسیع میدان ہو جس کی وجہ سے لائٹ سپاٹ کسی جگہ دکھائی نہیں دے رہا تھا ۔ عمران نے لائٹ کو چاروں طرف گھمایا مگر اسے سپاٹ کسی چیز پر پڑتا ہوا دکھائی نہ دیا۔ عمران نے ایل پی کا ایک دوسرا بٹن پریس کیا تو سرخ روشنی یکلخت زرد ہو گئی ۔ عمران نے ایل پی کو درمیان سے پکڑ کر گھمایا تو اس سے نکلنے والی روشنی اور زیادہ پھیل گئی اور طاقتور ٹارچ کی روشنی میں تبدیل ہو کر دور تک جاتی ہوئی نظر آئی۔

" لگتا ہے میں واقعی پراسرار دنیا میں آگیا ہوں"... عمران نے حیرت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ چوکھٹے سے باہر آگیا۔ جیسے ہی اس نے کوٹھری سے قدم باہر رکھے اچانک اس کے عقب میں کمرے میں گہری تاریکی چھا گئی ۔ عمران نے پلٹ کر دیکھا اور لکڑی کے کمرے پر لائٹ ڈالی اور پھر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں کیونکہ جس لکڑی کے کمرے سے وہ نکلا تھا وہاں اب اسے کمرے کا نام ونشان تک دکھائی نہیں دے رہا تھا حالانکہ کمرے سے نکل کر عمران چند انچ بھی آگے نہیں بڑھا تھا۔ بس اس نے چوکھٹے سے باہر قدم ہی نکالے ہوں گے کہ کمرہ وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔

عمران نے روشنی زمین پر ڈالی تو زمین کا رنگ سیاہ تھا اور ہر طرف اسے سیاہ رنگ کی چھوٹی چھوٹی گھاس نما جھاڑیاں دکھائی دے رہی تھیں ۔ دور نزدیک اسے کوئی درخت یا بیل دکھائی نہیں دے

رہی تھی ۔اسے واقعی یوں لگ رہا تھا جیسے وہ کسی میدان میں کھڑا ہو عمران جہاں کھڑا تھا اسے نہ شمال کا اندازہ ہو رہا تھا نہ جنوب کا ۔ پراسرار ڈھول اور انسانوں کی لے کی آوازیں اسے البتہ دائیں طرف سے ہوا کے دوش پر لہراتی ہوئی سنائی دے رہی تھیں ۔ عمران چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے مڑ کر اس طرف چلنا شروع کر دیا جس طرف سے اسے ڈھول کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

روشنی کا ہالہ اس نے زمین کی طرف کر رکھا تھا ۔ وہ جس پراسرار اور دھند میں ڈوبی ہوئی سرزمین پر تھا ۔ وہاں سانپ اور دوسرے خطرناک حشرات الارض کی بھی کثرت ہو سکتی تھی جن سے بچنے کے لئے عمران کے پاس سوائے اس ایل پی کے اور کوئی اسلحہ موجود نہ تھا ۔یہاں تک کہ اس کے پیروں میں جوتے تک موجود نہیں تھے ۔ وہ سیاہ گھاس نما جھاڑیوں پر ننگے پاؤں چل رہا تھا۔

" رک جاؤ ۔ عمران رک جاؤ۔ تم کہاں جا رہے ہو"... اچانک عمران کو اپنے عقب سے ایک تیز اور چیختی ہوئی آواز سنائی دی تو عمران تیزی سے پلٹا ۔ اس نے روشنی کا رخ اس طرف کیا مگر اسے وہاں کوئی دکھائی نہیں دے رہا تھا حالانکہ روشنی دور تک جاتی ہوئی صاف دکھائی دے رہی تھی ۔ عمران نے اس آواز کو پہچان لیا تھا ۔ آواز اسی ورچ ڈاکٹر پالوگ کی تھی جو عمران سے لکڑی کی کوٹھری میں مل چکا تھا۔

" پالوگ "... عمران نے روشنی ادھر ادھر پھینکتے ہوئے اونچی آواز

میں کہا۔

"ہاں ۔ میں وچ ڈاکٹر پالوگ ہوں ۔ اس روشنی کو بند کر دو"... پالوگ نے اسی طرح چیختے ہوئے کہا تو عمران کے چہرے پر موجود حیرت اور زیادہ گہری ہو گئی کیونکہ پالوگ کی آواز اسے بالکل قریب اور سامنے سے سنائی دے رہی تھی لیکن اس کا وجود اسے کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

"اوہ ۔ مگر تم کہاں ہو ۔ تم مجھے دکھائی کیوں نہیں دے رہے"... عمران نے ادھر ادھر روشنی کو گھماتے ہوئے کہا۔

"میں تمہارے سامنے ہوں ۔ اس روشنی کو بند کرو"... پالوگ نے درشت لہجے میں کہا۔

"اگر تم میرے سامنے ہو تو تم مجھے دکھائی کیوں نہیں دے رہے"... عمران نے کہا۔

"میں غیبی حالت میں ہوں ۔ اس روشنی کو بند کرو گے تو میں تمہارے سامنے ظاہر ہو جاؤں گا"... پالوگ نے کہا۔ عمران نے ایک بار پھر چاروں طرف روشنی ڈالی مگر اسے پالوگ کا وجود کہیں دکھائی نہیں دیا تو اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے لائٹ آف کر دی۔

"یہ لو ۔ میں نے روشنی ختم کر دی ہے ۔ اب میرے سامنے ظاہر ہو جاؤ"... عمران نے کہا۔ اس نے اپنی انگلی ایل پی کے بٹن پر رکھ لی تھی تاکہ پالوگ اسے کسی قسم کا نقصان پہنچانے کی کوشش کرے تو وہ اسے وہیں ہلاک کر دے ۔ اس لیزر لائٹ میں واقعی اتنی پاور

تھی کہ اس سے کسی انسان کو جلا کر راکھ کیا جا سکتا تھا۔

"میں تمہارے سامنے آ گیا ہوں"... پالوگ نے کہا مگر روشنی بند ہونے کی وجہ سے وہاں اس قدر دھند چھا گئی تھی کہ عمران کو اس کا وجود کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

"اب میں اس دھند میں تمہیں کیسے دیکھ سکتا ہوں"... عمران نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اسی لئے تمہیں اگومو پلایا جا رہا تھا تاکہ تم اس دھند میں نہ صرف دیکھ سکو بلکہ اس جنگلی ماحول کو اپنانے کے ساتھ ساتھ قبائلیوں کی زبان بھی سمجھ سکو لیکن تم نے نہ صرف اگومو کو گرا دیا بلکہ تم نے زمین پر موجود سرخ چیونٹوں کا بھی خاتمہ کر دیا ہے اور پھر تم ماکڑے سے بھی باہر آ گئے ہو ۔ یہ سب کر کے تم نے اچھا نہیں کیا"... پالوگ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیا اچھا کر رہا ہوں اور کیا برا ۔ یہ میں نہیں جانتا اور یہ ماکڑا کیا ہے"... عمران نے اسی طرح جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں لکڑی کے اس کمرے کی بات کر رہا ہوں جہاں تمہیں حفاظت میں رکھا گیا تھا"... پالوگ نے کہا۔

"حفاظت ۔ اس کال کوٹھڑی میں مجھے حفاظت کے لئے رکھا گیا تھا یا قید کیا گیا تھا"... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم جو مرضی سمجھو ۔ لیکن بہرحال تم نے ماکڑے سے باہر آ کر اچھا نہیں کیا ۔ شکر کرو تم ابھی ماکڑے کے حفاظتی حصار میں ہو ۔

اگر میں تمہیں آواز دے کر نہ روکتا تو تم اس حفاظتی حصار سے بھی باہر نکل گئے ہوتے اور اگر تم اس حفاظتی حصار سے باہر نکل گئے ہوتے تو ہر طرف سے تم پر خوفناک موت جھپٹ پڑتی ۔ کیوں بھول رہے ہو کہ تم اس وقت زنگونا کے سنگلاخ جنگلوں میں ہو جہاں قدم قدم پر موت رینگتی پھر رہی ہے"... پالوگ نے درشت لہجے میں کہا۔

"ہونہہ ۔ لگتا ہے تمہاری عجیب اور نہ سمجھنے والی باتیں سن کر میں سچ مچ پاگل ہو جاؤں گا ۔ تمہاری کوئی بات بھی اب تک میری سمجھ میں نہیں آئی ۔ تم بار بار کہہ رہے ہو میں زنگونا کے سنگلاخ جنگلوں میں ہوں ۔ کہاں ہے جنگل ۔ یہاں تو دور دور تک سوائے دھند کے مجھے اور کچھ دکھائی نہیں دے رہا ۔ کیا ایسے ہوتے ہیں جنگل"... عمران نے بیزاری سے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔ اسے واقعی اب اس عجیب وغریب ماحول سے چڑ سی ہونے لگی تھی۔

"یہ جنگل ہی ہے ۔ یہاں شدید دھند کی وجہ سے تمہیں جنگل دکھائی نہیں دے رہا۔ مگر یہ جنگل کس قدر گھنا اور خوفناک ہے اس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے ۔ میں نے تمہیں بتایا ہے ناں کہ تم اس وقت ہمارے حفاظتی حصار کے اندر ہو جس کی وجہ سے تمہیں جنگل دکھائی نہیں دے رہا"... پالوگ نے کہا۔

"بس کرو ۔ بہت ہو گیا ۔ تمہاری باتیں سن سن کر میں اکتا گیا ہوں"... عمران نے اکتاہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب"... پالوگ نے چونک کر پوچھا۔

"مطلب یہ کہ مجھے بتاؤ اصل چکر کیا ہے ۔ تم کون ہو اور مجھے یہاں کس مقصد کے لئے لایا گیا ہے"... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ سنجیدگی تھی۔

"یہ سب تمہیں ابھی نہیں بتایا جا سکتا"... پالوگ نے کہا۔ اس کے لہجے میں کرختگی کا عنصر نمایاں تھا۔

"کیوں"... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"جب وقت آئے گا تو تمہیں خود بخود سب کچھ بتا دیا جائے گا"... پالوگ نے کہا۔

"ہونہہ ۔ اور وہ وقت آئے گا کب"... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"بہت جلد ۔ بس تھوڑا سا اور انتظار کر لو"... اس بار پالوگ نے پراسرار لہجے میں کہا تو عمران اس طرف گھورنے لگا جہاں اسے اب دھند میں اس کا ہیولہ نظر آنا شروع ہو گیا تھا۔

"کیا تم یہاں اکیلے ہو"... اچانک عمران نے اس سے پوچھا۔

"ہاں ۔ کیوں"... پالوگ نے حیرت سے پوچھا۔

"نہیں ۔ میں سمجھ رہا تھا تمہارے ساتھ اور کوئی بھی موجود ہے جو دھند میں مجھے دکھائی نہیں دے رہا"... عمران نے کہا۔

"تم شاید قبیلے کے دوسرے لوگوں کے بارے میں جاننا چاہتے ہو کہ وہ کہاں ہیں"... پالوگ نے کہا۔

"ہاں"... عمران نے مختصر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ سب اس وقت کالاک میں ہیں جہاں وہ سب اناتا دیوی کی پوجا کر رہے ہیں"... پالوگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ آوازیں شاید انہی وحشیوں کی ہیں۔ کیا یہ ان کا پوجا کرنے کا خاص انداز ہے"... عمران نے پوچھا۔

"ہاں"... پالوگ نے کہا۔

"اور یہ کالاک کیا ہے"... عمران نے پوچھا۔

"تم سوال بہت کرتے ہو۔ تمہیں کہا ہے ناں وقت آنے پر تمہیں سب بتا دیا جائے گا"... پالوگ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اب بتا دو گے تو کیا تمہاری زبان جل جائے گی"... عمران نے اس کی بات سن کر زیر لب مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسا ہی سمجھ لو"... پالوگ نے اسی انداز میں کہا تو عمران نے ایل پی کا رخ اچانک اس طرف کر کے اس کی تیز روشنی کا بٹن دبا دیا جہاں پالوگ موجود تھا۔ ٹارچ نما آلے سے اچانک تیز روشنی نکلی اور عمران کو پالوگ کا سیاہ وجود دکھائی دیا جیسے وہ لکڑی کی کوٹھڑی میں دیکھ چکا تھا لیکن اس نے جیسے ہی روشنی آن کی اسی لمحے پالوگ کے حلق سے ایک زور دار چیخ نکلی اور وہ اپنی جگہ سے اچھل کر کئی فٹ دور جا گرا جیسے عمران نے اسے اٹھا کر پوری قوت سے دور پھینک دیا ہو۔ پالوگ کے حلق سے انتہائی دردناک اور تیز چیخیں نکل رہی تھیں اور اس نے زمین پر گر کر اس بری طرح سے تڑپنا شروع کر دیا تھا جیسے اسے آگ میں زندہ جلایا جا رہا ہو۔

برازیل کے شمال میں زنگونا نامی جنگل کے انتہائی وسط میں جو قبیلہ آباد تھا اس کا نام کرکاش تھا۔ کرکاش قبیلے کے وحشیوں کی تعداد دو ہزار کے لگ بھگ تھی۔ اس قبیلے کے تمام وحشی بے حد لمبے تڑنگے، مضبوط اعصاب کے مالک اور طاقتور ہونے کے ساتھ ساتھ خونخوار بھی تھے۔ وہ سب کے سب سرخ رنگ کے لنگوٹ باندھتے تھے جبکہ ان کے باقی جسم برہنہ رہتے تھے۔ ان سب کے سر قدرتی طور پر صاف تھے۔ آنکھیں بڑی بڑی تھیں جن میں خونخوار چیتوں جیسی چمک تھی جس کی وجہ سے اس قدر دھند میں بھی انہیں دیکھنے میں کسی دقت کا سامنا نہیں کرنا پڑتا تھا۔ ہتھیاروں میں ان کے پاس نیزے، تیر کمان اور بڑے بڑے ترشول تھے جن سے وہ خونخوار اور انتہائی خطرناک جانوروں کا بھی آسانی سے مقابلہ کر لیتے تھے۔ برازیل کے ان جنگلوں کے پاس دو بڑے سمندر گزرتے تھے جن کی

وجہ سے وہاں بحری روئیں پیدا ہو جاتی تھیں۔ ایک سرد اور ایک گرم رو اور یہ ان گرم اور سرد بحری رووں کا ہی اثر تھا جس کی وجہ سے ان ساحلوں اور برازیل کے ان جنگلوں میں ہر وقت گہری دھند چھائی رہتی تھی۔

کرکاش قبیلے کے وحشیوں نے جنگل کے ایک حصے میں درختوں کو کاٹ کر زمین کا ایک بہت بڑا حصہ اپنے لئے صاف کر رکھا تھا۔ جہاں انہوں نے ایک خاص ترتیب میں لکڑیوں کی کمرے نما بڑی بڑی جھونپڑیاں بنا رکھی تھیں۔ انہوں نے جس قطعے کو صاف کیا تھا اس کے ارد گرد انہوں نے درختوں کے تنوں کو چاروں طرف ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر ایک بہت بڑا دائرہ سا بنا رکھا تھا جہاں سے کوئی خطرناک جنگلی جانور ان کے علاقے میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔

ان جنگلوں میں خطرناک جانوروں کی بھرمار تھی۔ ہر طرف خونخوار شیر اور چیتے گھومتے پھرتے تھے۔ وہاں بھیڑیوں کے ساتھ ساتھ دوسرے خطرناک اور خوفناک جانوروں کی بھی کوئی کمی نہیں تھی۔ ان کے علاوہ وہاں ہر طرف بڑے بڑے اژدھے، زہریلی مکڑیوں کے ساتھ ساتھ سرخ چیونٹوں جیسے حشرات الارض بھی تھے۔ ان زہریلے حشرات الارض سے بچنے کے لئے کرکاش قبیلے کے وحشی جنگل میں پیدا ہونے والی ایک خاص بوٹی کا استعمال کرتے تھے جس کی وجہ سے ان کے جسموں سے ہر وقت پسینہ اور عجیب سی بو پھوٹتی رہتی تھی

جس کی وجہ سے زہریلے حشرات الارض ان کے قریب بھی نہیں پھٹکتے تھے۔

کرکاش قبیلے کا ہر وحشی پراسرار اور قدیم شیطانی علوم کا ماہر تھا۔ وہ تمام وحشی قدیم دور کی بدروحیں تھیں جنہوں نے جنگلوں کے وحشیوں کو ہلاک کر کے ان کے جسم حاصل کر رکھے تھے۔ وہ چونکہ زیادہ عرصہ کسی ایک انسانی جسم میں نہیں رہ سکتی تھیں اس لئے یہ بدروحیں وقتاً فوقتاً انسانی جسم بدلتی رہتی تھیں اور وہ انسانی جسموں میں سما کر بالکل انسانوں جیسی بن جاتی تھیں۔ بدروح ہونے کی وجہ سے اس قبیلے کا ایک عام وحشی بھی اپنے اندر اتنی طاقتیں رکھتا تھا کہ وہ انگلی کے ایک اشارے سے ہاتھی اور گینڈے جیسے طاقتور جانوروں کو کئی فٹ دور اٹھا کر پھینک سکتا تھا۔ بڑے بڑے اور تناور درختوں کو جڑوں سے اکھاڑ پھینکنا ان کے لئے معمولی شعبدے سے زیادہ نہ تھا۔

کرکاش قبیلے کا ہر وحشی اپنے دونوں ہاتھوں کی کلائیوں اور پیروں میں لوہے کے موٹے موٹے کڑے پہنتا تھا جن کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ ان کی پراسرار طاقتوں کا راز انہی فولادی کڑوں میں پوشیدہ ہے اور یہ بھی کہا جاتا تھا کہ انہی لوہے کے کڑوں کی وجہ سے ان کے جسموں میں بے پناہ طاقت تھی۔ وہ سب ایک زور دار مکا مار کر ہاتھی جیسے جانور کی گردن توڑنے کی طاقت رکھتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ سنگاخ جنگلوں میں بسنے والے دوسرے قبائل نہ صرف ان قبیلے والوں

سے دور دور رہتے تھے بلکہ وہ بھول کر بھی ان اطراف میں نہیں جاتے
تھے ۔ یہی حال جنگلی جانوروں کا تھا ۔ وہ بھی اس قبیلے کے ارد گرد سے
کنی کترا کر نکل جاتے تھے ۔

کرکاش قبیلے کے وحشی زیادہ تر جنگلی پھلوں پر انحصار کرتے تھے
لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ جنگلی جانوروں کا گوشت بھی بڑی رغبت
سے کھاتے تھے ۔ مہینے میں ایک رات وہ جشن مناتے تھے اور جشن
کی اس رات وہ ڈھول کی تھاپ پر ایک جگہ جمع ہو کر گیت گاتے اور
خوشیاں مناتے تھے ۔ اس رات وہ بے شمار جنگلی جانوروں کو ہلاک
کر کے ان کا خون بڑے بڑے برتنوں میں جمع کرتے اور اس خون
میں وہ بے شمار جڑی بوٹیاں ڈالتے تھے اور پھر وہ ساری رات اسی
خون کو پیتے رہتے تھے ۔

کرکاش قبیلے کے تمام وحشی اناتا دیوی کی پوجا کرتے تھے ۔ اناتا
دیوی جو ایک پتھر کی مورتی تھی اور ان جھونپڑیوں سے ہٹ کر کافی
فاصلے پر ایک کھلی جگہ پر ایک چبوترے پر موجود تھی ۔ اس کا رنگ
سفید تھا ۔ وہ ایک نوجوان لڑکی کی مورتی تھی جس نے سفید رنگ کا
لبادہ پہن رکھا تھا ۔ اس کی آنکھیں بڑی بڑی اور اس کا حسن دیو مالائی
کرداروں کے حسن سے کہیں زیادہ دلفریب اور حسین تھا ۔ اس
مورتی کی پتلی ناک اور گلاب کے پھولوں کی پنکڑیوں سے نازک اور
باریک ہونٹ تھے جن کا رنگ قدرتی طور پر سرخ تھا ۔ اس کے سر
کے بال لمبے اور سنہری مائل تھے ۔ چہرہ صاف و شفاف تھا ۔ وہ

چبوترے پر اس انداز میں کھڑی تھی جیسے اس کے سامنے موت کھڑی
ہو اور وہ اسے دیکھ کر بری طرح سے خوفزدہ ہو گئی ہو ۔ اس سے پہلے
کہ وہ موت سے ڈر کر کہیں بھاگ جائے کسی نے جادو کی چھڑی گھما
کر اسے مورتی میں تبدیل کر دیا ہو ۔

جس چبوترے پر اناتا دیوی کی مورتی موجود تھی اس چبوترے کے
ارد گرد دائرے میں گہرا گڑھا بنایا گیا تھا جہاں ہر وقت آگ جلتی رہتی
تھی ۔ آگ کے شعلے مورتی کی کمر تک اونچے ہوتے تھے ۔ اس کے
علاوہ چبوترے پر سیاہ اور سرخ رنگ کے بچھو بھی گھومتے پھرتے تھے ۔
یہ انتظام کرکاش قبیلے والوں نے شاید اس مورتی کی حفاظت کے لئے
کر رکھا تھا تاکہ کوئی آسانی سے مورتی کے قریب نہ جا سکے ۔ اس کے
علاوہ اس مورتی کی حفاظت کے لئے وہاں قبیلے کے وحشی ہر وقت
موجود رہتے تھے ۔ یہ وحشی قبیلے کے سب سے زیادہ طاقتور وحشیوں
میں شمار ہوتے تھے جو اناتا دیوی کی مورتی کے دشمنوں سے نپٹنے کے
لئے ہر طرح کی صلاحیت رکھتے تھے ۔ ان وحشیوں کو ونگولے کہا جاتا
تھا جو قبیلے کے دوسرے وحشیوں سے کہیں زیادہ طاقتور اور خطرناک
تھے ۔

قبیلے کا سردار جوزاکا تھا جس کے حکم کی سرتابی کرنا قبیلے والوں
کے خواب و خیال میں بھی نہ تھا ۔ سردار جوزاکا قبیلے کا انتظام چار وچ
ڈاکٹروں کے حکم سے چلاتا تھا جو اس قبیلے کے سب سے بوڑھے اور
سب سے زیادہ طاقتور سمجھے جاتے تھے ۔ ان میں ایک وچ ڈاکٹر کا نام

رانگو، دوسرے کا ہاشنگ، تیسرے کا نام چیانگا تھا اور چوتھا وچ ڈاکٹر پالوگ تھا۔

رانگو، ہاشنگ، چیانگا اور پالوگ قبیلے سے دور شمالی پہاڑیوں میں موجود غار میں رہتے تھے جہاں وہ اپنے دیوی دیوتاؤں کی پوجا کرتے تھے۔ وہ جب بھی غاروں سے باہر آتے تو ایک ساتھ ہی باہر آتے اور ایک ساتھ واپس اپنے اپنے غاروں میں چلے جاتے تھے۔ سردار جوزاکا ان سے ہدایات لینے کے لئے آزادی سے ان کے غاروں میں چلا جاتا تھا اس کے علاوہ قبیلے کے کسی فرد کو ان غاروں کے قریب جانے کی اجازت نہیں ہوتی تھی۔ چاروں وچ ڈاکٹر عموماً جشن کی رات غاروں سے باہر نکلتے تھے اور رات گئے تک جشن منانے کے بعد واپس لوٹ جاتے تھے۔

اب بھی کرکاش قبیلے کے وحشی اناتا دیوی کے گرد گھیرا ڈالے ایک خاص ترتیب سے ایک دوسرے کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے دائیں بائیں لہرا رہے تھے۔ تین اطراف بڑے بڑے اور لمبے ڈھول پڑے تھے جن پر مامور تین وحشی ایک ساتھ ایک ہی انداز میں ان ڈھولوں پر ہاتھ مار کر انہیں بجا رہے تھے اور ڈھول کی تھاپ کے ساتھ لہراتے ہوئے وحشی تانا نانا کے الفاظ ایک خاص لے میں ادا کر رہے تھے۔ دائیں طرف لکڑیوں کی بڑی اور اونچی اونچی آبنوسی کرسیاں بنی ہوئی تھیں جن کی تعداد پانچ تھی۔ ان پر سردار جوزاکا اور تینوں وچ ڈاکٹر بیٹھے ہوئے تھے جبکہ پالوگ کی کرسی خالی تھی۔

تینوں وچ ڈاکٹروں کے قد کاٹھ ایک جیسے تھے۔ ان کے رنگ سیاہ تھے اور انہوں نے زیریں حصوں پر سرخ رنگ کی بجائے سیاہ رنگ کے لنگوٹ باندھ رکھے تھے۔ ان تینوں وچ ڈاکٹروں کی داڑھی مونچھیں بے تحاشہ بڑھی ہوئی تھیں جو برف کی طرح سفید تھیں۔ ان کے سیاہ جسموں پر سفید رنگ کے عجیب و غریب نقش و نگار بنے ہوئے تھے اور ان کے گلوں میں چھوٹی چھوٹی کھوپڑیوں کی مالاؤں کے ساتھ مختلف جانوروں کی ہڈیوں، ناخنوں اور گھونگوں کی مالائیں بھی نظر آ رہی تھیں۔

ان وچ ڈاکٹروں کے ہاتھوں اور پیروں میں تین تین زرد کڑے تھے جن پر کھوپڑیوں کے نشان بنے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ ان تینوں وچ ڈاکٹروں کے ہاتھوں میں سیاہ رنگ کے موٹے ڈنڈے نظر آ رہے تھے جن کے سروں پر نوکیلے کانٹے تھے۔ ان کے چہرے جھریوں سے بھرے ہوئے تھے۔ ہاتھ پیر کمزور مگر ان کی آنکھوں میں بے پناہ چمک تھی اور ان کی گردنیں یوں اکڑی ہوئی تھیں جیسے ان کی گردنوں میں فولادی سلاخیں تنی ہوں۔ وہ تینوں ہمشکل تھے۔ ان تینوں کی پیشانیوں پر چھوٹے چھوٹے ناگ بنے ہوئے تھے جن میں ایک کا رنگ سرخ، ایک سفید اور ایک نیلا تھا۔ یہی رنگ شاید ان تینوں کی الگ الگ پہچان تھی۔

"جوزاکا"... ان میں سے ایک بوڑھے وچ ڈاکٹر نے کہا جس کی پیشانی پر سرخ ناگ کا نشان تھا۔ اس کا نام رانگو تھا۔

"جی آقا"... سردار جوزاکا نے چونک کر اور جلدی سے اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"آج کالے جشن کی آخری رات ہے۔ جانتے ہو ناں"... رانگو نے دبنگ لہجے میں کہا۔

"جانتا ہوں آقا"... سردار جوزاکا نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اگلی بار سرخ چاند کی رات ہو گی اور اس سرخ چاند کی رات میں اناتا دیوی زندہ ہو جائے گی۔ کیا تم یہ بھی جانتے ہو"... رانگو نے کہا۔

"جی آقا۔ میں یہ بھی جانتا ہوں"... سردار جوزاکا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اناتا دیوی کے زندہ ہوتے ہی ان جنگلوں کی تاریکیاں ختم ہو جائیں گی اور ہمیں اس جنگل کی قید سے ہمیشہ کے لئے رہائی مل جائے گی"... رانگو نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جی آقا۔ میں یہ بھی جانتا ہوں"... سردار جوزاکا نے کہا۔ وہ حیرت سے رانگو کی جانب دیکھ رہا تھا جیسے سوچ رہا ہو جن باتوں کے متعلق وہ سب کچھ جانتا ہے بوڑھا وچ ڈاکٹر رانگو اس وقت انہیں کیوں دوہرا رہا ہے۔

"اگر سب کچھ جانتے ہو تو تمہیں یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ سرخ چاند کی رات کے آنے سے پہلے تمہیں کیا کرنا ہے"... رانگو نے کہا۔

"ہاں آقا۔ مجھے باشنگ آقا نے ساری تفصیل بتا دی تھی"... سردار جوزاکا نے کہا اور رانگو کو تفصیل بتانے لگا۔

"اور ہاں۔ پاناشی کا کیا ہوا"... رانگو نے کہا۔

"پاناشی۔ اناتا دیوی کی بھینٹ"... سردار جوزاکا نے استفہامیہ انداز میں کہا۔

"ہاں۔ میں اناتا دیوی کی بھینٹ کے بارے میں پوچھ رہا ہوں"... رانگو نے منہ بنا کر کہا۔

"جمیکا کے کالے گدھ اسے لے آئے ہیں آقا"... سردار جوزاکا نے جلدی سے کہا تو اس کی بات سن کر تینوں وچ ڈاکٹر چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"اوہ۔ کہاں ہے وہ اور اس کے آنے کی خبر تم نے ہمیں کیوں نہیں دی"... رانگو نے چونک کر اور درشت لہجے میں سردار جوزاکا کو گھورتے ہوئے کہا۔

"مم۔ میں جشن کی تیاریوں میں آپ کو اس کے بارے میں بتانا بھول گیا تھا آقا"... رانگو کا غضب ناک لہجہ سن کر سردار جوزاکا نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بھول گئے تھے۔ تم ہمیں اتنی اہم بات بتانا بھول گئے۔ اناتا دیوی کی بھینٹ یہاں پہنچ چکی ہے اور تم نے ہمیں اس کی خبر ہی نہیں کی۔ کیوں۔ آخر کیوں"... رانگو نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ دوسرے وچ ڈاکٹر باشنگ اور چیانگو بھی سردار جوزاکا کو غصیلی نظروں

سے گھور رہے تھے جیسے سردار جوزاکا نے اناتا دیوی کی بھینٹ کے بارے میں انہیں خبر نہ کر کے بہت بڑا گناہ کیا ہو۔

"مم ۔میں ۔میں آقا ۔وہ مم ۔میں"... ان تینوں وچ ڈاکٹروں کو اس طرح غضبناک انداز میں گھورتے پا کر سردار جوزاکا بری طرح سے ہکلانے لگا۔

"ہونہہ ۔کہاں ہے وہ"... رانگو نے غضبناک لہجے میں کہا۔

"مم ۔میں نے اسے جنگل سے باہر ماکڑے میں قید کر رکھا ہے آقا اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری وچ ڈاکٹر پالوگ نے لے رکھی ہے"... سردار جوزاکا نے گھبراہٹ سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"پالوگ ۔ہونہہ ۔پالوگ نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری کیوں لی ہے"... رانگو نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا ۔اس کی اور اس کے ساتھ دوسرے وچ ڈاکٹروں کی آنکھیں یہ سن کر غصے سے سرخ ہو گئی تھیں کہ اناتا دیوی کی بھینٹ کی حفاظت کی ذمہ داری وچ ڈاکٹر پالوگ نے لے رکھی ہے۔

"مم ۔میں نہیں جانتا آقا ۔مم ۔میں نے جب پاناشی کو ماکڑے میں قید کیا تو وچ ڈاکٹر پالوگ وہاں آ گیا ۔اس نے کہا تھا کہ وہ خود پاناشی کی حفاظت کرے گا ۔میں بھلا اس کے حکم کی سرکوبی کیسے کر سکتا تھا کیونکہ آپ کے ساتھ میں ان کا بھی حکم ماننے کا پابند ہوں"... سردار جوزاکا نے کہا۔

"ہونہہ ۔کہاں ہے پالوگ ۔فوراً بلاؤ اسے ۔وہ کون ہوتا ہے

پاناشی کی حفاظت کرنے والا ۔اس کی حفاظت کی ذمہ داری ہم نے تمہیں اور جمیکا کو دے رکھی تھی"... رانگو نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا ۔دوسرے وچ ڈاکٹر بھی شدید غصے میں نظر آ رہے تھے۔

"مم ۔میں ابھی بلاتا ہوں آقا"... سردار جوزاکا نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور جلدی سے اپنے ترشول پر کچھ پڑھ کر پھونکا اور پھر اس نے ترشول کا رخ زمین کی طرف کر دیا۔

"رک جاؤ ۔میں اسے خود بلاتا ہوں"... اس سے پہلے کہ سردار جوزاکا کا ترشول زمین کے ساتھ لگتا اچانک وچ ڈاکٹر رانگو نے تیز لہجے میں کہا تو سردار جوزاکا کا ہاتھ وہیں رک گیا۔

"ہاشنگ ،چیانگا ۔آنکھیں بند کر کے ماکڑے میں جھانکو اور دیکھو کیا یہ وہی پاناشی ہے جس کی سرخ چاند کو اناتا دیوی پر بھینٹ دی جانی ہے ۔اس کے بعد میں پالوگ کو بلاؤں گا اور پھر میں اس سے پوچھوں گا کہ اس نے ہماری اجازت کے بغیر کالاک سے باہر جانے اور پاناشی کی حفاظت کی ذمہ داری کی جرأت کیونکر کی ہے"... رانگو نے کہا ۔اس کا حکم سن کر دونوں وچ ڈاکٹروں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر آنکھیں بند کر لیں ۔رانگو نے بھی اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں اور پھر ان تینوں کے ہونٹ ہلنے لگے جیسے وہ کچھ پڑھ رہے ہوں چند لمحوں تک وہ اسی طرح پڑھتے رہے پھر اچانک ان تینوں نے ایک جھٹکے سے ایک ساتھ آنکھیں کھول دیں ۔ان کے رنگ یکلخت انتہائی سیاہ پڑ گئے تھے اور ان کے چہروں پر یکلخت زلزلے کے آثار ابھر آئے

تھے۔

"پاناشی۔ وہ پاناشی نہیں ہے۔" اس بار ان تینوں نے یک زبان ہو کر لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔ ان کی بات سن کر سردار جوزا کا بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھیل گئی تھیں اور وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے تینوں وچ ڈاکٹروں کی طرف دیکھ رہا تھا جن کے چہروں پر شدید خوف اور گھبراہٹ کے آثار دکھائی دے رہے تھے۔

بلیک زیرو کے چہرے پر شدید پریشانی جیسے ثبت ہو کر رہ گئی تھی اسے جوزف پر بھی غصہ آرہا تھا جو نجانے کس دنیا کا راگ الاپ رہا تھا۔ مہذب دنیا میں پراسرار اور ماورائی طاقتوں کی باتیں بچگانہ سی لگتی تھیں جنہیں اس دور کا باسی کسی بھی صورت قبول نہیں کر سکتا تھا۔ جوزف نے جو کچھ کہا تھا اور بلیک زیرو نے جو کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اس کے باوجود اس کا ذہن ان باتوں کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہو رہا تھا حالانکہ عمران کے ساتھ کئی بار بلیک زیرو بھی سفلی دنیا اور شیطانی ذریتوں سے ٹکرا چکا تھا مگر اس کے باوجود جو کچھ جوزف نے کہا تھا بلیک زیرو کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ عمران کے کمرے میں موجود چیزوں کو جلا کر راکھ کرنے اور اسے اغوا کرنے کے سلسلے میں کسی شیطانی ذریت کا ہاتھ ہو سکتا ہے۔
ویسے بھی جوزف کی جنگل کی باتیں اس کی فہم سے بالاتر ہوتی

تھیں جن پر وہ کبھی توجہ نہیں دیتا تھا۔ نجانے کیوں بلیک زیرو کا
دل چیخ چیخ کر اس سے کہہ رہا تھا کہ عمران کے اغوا اور اس کے کمرے
کو جلانے کے پیچھے کسی بڑی سائنسی قوت رکھنے والی مجرم تنظیم کا ہاتھ
ہو سکتا ہے۔

بلیک زیرو کی نظر میں دیوی دیوتاؤں کے قصے کہانیوں میں اچھے
لگتے تھے۔ ان کا حقیقت اور خاص طور پر اس سائنسی دور میں کوئی
تعلق نہیں تھا اس لئے وہ جوزف کو اس کے حال پر چھوڑ کر کمرے سے
باہر آ گیا تھا۔ وہ اپنے طور پر فلیٹ کا جائزہ لینا چاہتا تھا اور یہ جاننا
چاہتا تھا کہ جو تنظیم یا مجرم عمران کو اغوا کر کے لے گئے ہیں وہ کس
طرح فلیٹ میں داخل ہوئے ہوں گے اور انہوں نے عمران کو اغوا
کرنے کا کیا طریقہ اختیار کیا ہو گا۔

بلیک زیرو یہ بھی سوچ رہا تھا کہ ان مجرموں نے فلیٹ میں
داخل ہونے سے پہلے یقینی طور پر بے ہوش کرنے والی گیس چھوڑی
ہو گی اور پھر وہ کسی ماسٹر کی سے فلیٹ کا دروازہ کھول کر اندر آئے
ہوں گے اور پھر وہ عمران کو اٹھا کر لے گئے ہوں گے لیکن اگر ان کا
مقصد صرف عمران کے اغوا سے تھا تو انہیں عمران کے کمرے کو اس
طرح جلانے کی کیا ضرورت تھی۔ انہوں نے عمران کا کمرہ ہی کیوں
جلایا تھا۔ اگر ان کا مقصد عمران کو نقصان پہنچانے سے ہی تھا تو وہ
کمرے کے ساتھ عمران کو بھی ہلاک کر سکتے تھے لیکن عمران کے
کمرے میں کوئی انسانی لاش نہیں تھی اور نہ ہی وہاں انسانی گوشت

کے جلنے کی بو تھی جس سے بلیک زیرو کو قدرے اطمینان ہو گیا تھا
کہ عمران کو اغوا کیا گیا ہے۔ اگر اسے ہلاک کر کے جلا دیا گیا ہوتا تو
وہاں اس کی جلی ہوئی لاش یا کم از کم انسانی گوشت کے جلنے کی سرانڈ
ضرور ہوتی۔

اس کے علاوہ ابھی تک یہ بھی واضح نہیں تھا کہ آیا عمران کو
واقعی اغوا کیا گیا ہے یا عمران خود ان مجرموں کے پیچھے گیا ہے جو اس
کے فلیٹ میں نجانے کیا کارروائی کرنے کے لئے آئے تھے۔ عمران کا
کمرہ ایک راہداری سے گزر کر دوسری سمت میں تھا۔ اس کے کمرے
تک جانے کے لئے راہداری اور دو کمروں سے گزرنا پڑتا تھا۔ عمران
کے کمرے کا دوسرا کوئی دروازہ یا کھڑکی نہیں تھی جہاں سے مجرم اندر
داخل ہو سکتے تھے۔ عمران کا کمرہ چونکہ بری طرح سے جل چکا تھا اس
لئے بلیک زیرو کا خیال تھا کہ وہاں اسے کوئی کلیو نہیں ملے گا۔ البتہ
وہ فلیٹ کے دوسرے کمروں اور راہداری کا جائزہ لے تو ہو سکتا ہے
اس کے ہاتھ کوئی ایسا کلیو لگ جائے جس سے اسے اندازہ ہو سکے کہ
مجرموں کی تعداد کتنی ہے اور وہ وہاں کس طرف سے آئے تھے۔

بلیک زیرو کمروں اور راہداری میں گھوم پھر کر نہایت باریک
بینی سے جائزہ لینے لگا لیکن اسے وہاں ایسے کوئی آثار دکھائی نہیں دے
رہے تھے جن سے پتہ چلتا کہ وہاں کارروائی کے لئے غیر متعلق افراد
اندر آئے ہوں۔ ہر چیز اپنی جگہ نارمل حالت میں تھی اور زمین پر بھی
کوئی نشان نہیں تھا۔ کمروں اور راہداری میں قالین بچھا ہوا تھا۔ اگر

مجرم وہاں آئے ہوتے اور وہ عمران کو اٹھا کر لے گئے ہوتے تو ان
کے جوتوں کے دباؤ کے نشان یقینی طور پر قالین پر ہونے چاہئے تھے
مگر وہاں ایسا کوئی نشان نہیں تھا جس کی وجہ سے بلیک زیرو کی
پیشانی شکن آلود ہو گئی تھی۔ سلیمان جوزف کو اس کا مطلوبہ سامان
پہنچا کر وہیں آ گیا تھا اور بلیک زیرو کو کمرے کا جائزہ لیتے ہوئے بغور
دیکھ رہا تھا۔

"کچھ پتہ چلا"... سلیمان نے بلیک زیرو کو تھکے انداز میں ایک
صوفے پر بیٹھتے دیکھ کر اس کے قریب جاتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ ہر چیز نارمل ہے۔ فلیٹ میں کوئی غیر متعلق شخص
داخل نہیں ہوا۔ جہاں تک میرا خیال ہے عمران صاحب کو اغوا
نہیں کیا گیا"... بلیک زیرو نے کہا تو اس کی بات سن کر سلیمان بری
طرح سے چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ اگر صاحب کو اغوا نہیں کیا گیا تو پھر وہ کہاں
ہیں"... سلیمان نے پوچھا۔

"عمران صاحب جہاں بھی گئے ہیں اپنی مرضی سے گئے ہیں"...
بلیک زیرو نے اسی انداز میں کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر صاحب اپنی مرضی سے گئے ہوتے تو
مجھے ضرور بتا کر جاتے اور آپ نے صاحب کے کمرے کی حالت دیکھی
ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے صاحب نے اپنے کمرے کو خود آگ لگائی
ہے"... سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ خیر ایسا تو نہیں ہے"... بلیک زیرو نے کہا۔

"تو پھر"... سلیمان نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"سمجھ میں نہیں آ رہا۔ میں واقعی بری طرح سے الجھ گیا ہوں۔ میں
نے بار بار فلیٹ میں فون کیا تھا اور میں نے عمران صاحب سے واچ
ٹرانسمیٹر پر بھی رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی مگر مجھے کوئی جواب
نہیں ملا۔ جوزف کے ساتھ میں یہاں آیا تو جوزف نے جس زور سے
دروازہ پیٹا تھا اس سے کم از کم تمہاری آنکھ کھل جانی چاہئے تھی۔ پھر
میں نے بھی کئی بار کال بیل بجائی اور پھر دروازہ کھول کر خود ہی اندر
آ گیا۔ تم اپنے کمرے میں بے سدھ سو رہے تھے۔ میں نے کمرے میں
داخل ہو کر تمہیں ایک آواز دی تو تم ہڑبڑا کر جاگ تھے۔ اگر میری
ایک آواز سے تم جاگ سکتے ہو تو دروازہ پیٹنے اور کال بیل کی آواز
سن کر تم کیوں نہیں جاگے تھے اور پھر جوزف کا عمران صاحب کے
دروازے کے پاس ایک ٹانگ پر کھڑا ہوتا اور اس نے جس طرح اپنا
خون نکال کر عمران صاحب کے کمرے کے دروازے پر چھڑکا تھا تو
دروازے پر خون پڑتے ہی ایسی آوازیں آئی تھیں جیسے عمران صاحب
کے کمرے کا دروازہ فولادی ہو اور آگ سے تپ رہا ہو حالانکہ ایسا
نہیں ہے۔

عمران صاحب کے کمرے کا دروازہ لکڑی کا ہے۔ پھر عمران
صاحب کے کمرے کی ہر چیز کا جلنا مگر دیواروں اور زمین کا سیاہ نہ ہونا
بڑا عجیب سا لگ رہا تھا۔ اس کے علاوہ کمرے میں موجود چکراتا ہوا نیلا

دھواں ۔ جوزف کا پراسرار انداز اور اس کی باتیں ۔ میں واقعی بری طرح سے الجھ گیا ہوں ۔ سمجھ میں نہیں آرہا کہ یہ سب کیا چکر ہے ۔ اب تو مجھے بھی یہی لگنے لگا ہے کہ یہ واقعی شنکارہ جیسی بدروح جیسا معاملہ ہے"... بلیک زیرو نے سارے واقعات کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

"جوزف کا بھیانک پن اور اس کا انداز دیکھ کر میں بھی سہم گیا تھا۔ معلوم نہیں وہ کس گاماناشی کے دھویں اور زہریلی چمگادڑوں کی باتیں کر رہا تھا۔ اس وقت جوزف کے چہرے پر میں نے جو بھیانک پن اور خوفناکی دیکھی تھی میں نے سوچا اگر میں نے اس کی ہدایات پر عمل نہ کیا تو وہ مجھے سچ مچ مار دے گا لیکن طاہر صاحب آپ کو رات کے اس وقت صاحب سے کیا کام تھا۔ آپ جوزف کے ساتھ یہاں اچانک کس لئے آئے تھے"... سلیمان نے کہا تو بلیک زیرو نے مختصر طور پر اسے ساری بات بتا دی جسے سن کر سلیمان حیران رہ گیا۔

"ارے باپ رے ۔ تو آپ کا کیا خیال ہے ۔ جوزف جو کہہ رہا ہے وہ سچ ہے"... سلیمان نے پریشانی کے عالم میں بلیک زیرو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یقین تو مجھے بھی نہیں ہے مگر حالات اور واقعات سے تو ایسا ہی لگ رہا ہے جیسے جوزف صحیح کہتا ہے"... بلیک زیرو نے کہا۔

"آپ میرے خیال میں جوزف کے کمرے سے نکلنے کا انتظار کر رہے ہیں"... سلیمان نے کہا۔

"ہاں ۔ کیوں"... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"میں مسجد میں نماز پڑھنے جا رہا ہوں ۔ جوزف کی باتوں سے مجھے بھی ایسا ہی لگ رہا ہے جیسے صاحب اس بار واقعی کسی شیطانی چکر میں الجھ گئے ہیں ۔ نماز کے بعد میں مسجد کے امام صاحب سے بات کروں گا ۔ وہ بے حد نیک انسان ہیں ۔ ہو سکتا ہے وہ اس سلسلے میں کوئی اہم بات بتا دیں"... سلیمان نے کہا۔

"کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے"... بلیک زیرو نے کہا۔

"بس ہونے ہی والا ہے"... سلیمان نے کہا۔

"تو چلو میں بھی چلتا ہوں"... بلیک زیرو نے اٹھتے ہوئے کہا تو سلیمان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ دونوں وضو کر کے گھر سے نکلے اور سیدھے مسجد میں چلے گئے۔ انہوں نے باجماعت نماز ادا کی ۔ نماز سے فراغت کے بعد وہ دونوں وہیں رک گئے ۔ نمازی امام مسجد سے ہاتھ ملا کر وہاں سے رخصت ہو رہے تھے ۔ بلیک زیرو اور سلیمان نے آگے بڑھ کر امام مسجد سے مصافحہ کیا ۔ ان کے چہرے پر بے پناہ شفقت اور حلاوت نظر آ رہی تھی۔

"امام صاحب ۔ ہم آپ سے چند باتیں کرنا چاہتے ہیں"... سلیمان نے نہایت دھیمے مگر مؤدب لہجے میں کہا۔

"تم میرے حجرے میں اپنے ساتھی کے ساتھ چلو میں کچھ دیر میں وہیں آ رہا ہوں"... امام مسجد نے کہا۔

"آیئے طاہر صاحب"... سلیمان نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر

کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سرہلایا اور پھر وہ دونوں مسجد سے
متصل چھوٹے کمرے میں آگئے۔ وہاں چٹائی بچھی ہوئی تھی۔ بلیک
زیرو اور سلیمان وہاں بیٹھ گئے۔

"امام صاحب بہت نیک انسان ہیں۔ ایسے معاملات میں وہ عمو
ہماری مدد کرتے رہتے ہیں۔ انہوں نے خود کو کبھی ظاہر نہیں کیا مگر
ان کی مجھ پر اور عمران صاحب پر خاص کرم نوازی ہے"... سلیمان
نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سرہلا دیا۔ کچھ دیر بعد امام صاحب
وہاں آگئے۔ انہیں حجرے میں داخل ہوتے دیکھ کر بلیک زیرو او
سلیمان ان کے احترام میں اٹھ کر کھڑے ہو گئے تھے۔

"بیٹھو"... امام صاحب نے ان سے ایک بار پھر محبت بھرے
انداز میں ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔ ان کے بیٹھتے ہی بلیک زیرو اور
سلیمان بھی بیٹھ گئے۔

"میں نے معلوم کر لیا ہے تم عمران بیٹے کے بارے میں جاننا
چاہتا ہو"... امام صاحب نے کہا تو ان کی بات سن کر بلیک زیرو
چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر یکلخت بے پناہ حیرت کے تاثرات ابھر
آئے تھے۔ اسے شاید اس بات پر حیرت ہو رہی تھی کہ امام صاحب
دیکھنے میں بالکل سادہ لوح نظر آرہے تھے مگر انہوں نے جس انداز
میں عمران کے بارے میں کہا تھا لگتا تھا جیسے وہ عمران کے بارے میں
بہت کچھ جانتے ہوں۔

"جی امام صاحب۔ صاحب رات کو"... سلیمان نے اتنا ہی کہا تھا

کہ امام صاحب نے ہاتھ اٹھا کر اسے کچھ کہنے سے روک دیا۔

"میں نے استخارہ کر کے معلوم کر لیا ہے اس لئے تمہیں کچھ
بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ عمران بیٹا اس وقت وہیں ہے جہاں
اسے ہونا چاہئے تھا"... امام صاحب نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کہاں ہونا چاہئے تھا انہیں امام صاحب"... سلیمان
نے چونک کر پوچھا۔ ان کی بات سن کر بلیک زیرو بھی ایک بار پھر
چونک پڑا تھا۔

"عمران بیٹے کو اس بار عمران کے غلام جوزف کے فادر جوشوا نے
ایک خاص مقصد اور ایک نیک کام کے لئے تاریک دنیا میں بھیجا
ہے جہاں شیطانی ذریتیں پنپ رہی ہیں۔ ان شیطانی ذریتوں کا وجود
آنے والے وقت میں انسانیت کے لئے بہت بڑے خطرے کا باعث
بننے والا تھا جس کو روکنا بہت ضروری ہو گیا تھا۔ عمران بیٹا باکردار،
نیک اور صالح انسان ہے جس کی وجہ سے اسے خاص طور پر آگے لا
کر ان شیطانی ذریتوں کو فنا کرنے کا کام سونپا گیا ہے۔ عمران بیٹے
میں ایسی وہ تمام خصوصیات بدرجہ اتم موجود ہیں جو ان شیطانی
ذریتوں کو فنا کرنے کے لئے مددگار ہو سکتی ہیں"... امام صاحب نے
کہا تو بلیک زیرو اور سلیمان حیرت سے ان کی طرف دیکھنے لگے۔

"امام صاحب قطع کلامی کی معافی چاہتا ہوں۔ آپ فرما رہے ہیں
کہ عمران صاحب کو جوزف کے فادر جوشوا نے شیطانی ذریتوں کے
خاتمے کے لئے بھیجا ہے۔ کیا آپ اس بات کی کھل کر وضاحت کرنا

پسند فرمائیں گے"۔۔۔ بلیک زیرو نے امام صاحب کی طرف تعجب بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔امام صاحب کی شخصیت اس قدر پروقار اور بارعب تھی کہ بلیک زیرو بھی ان کے سامنے بے پناہ مؤدب ہو گیا تھا۔

"میں ان شیطان ذریتوں کے نام اور ان کے مذموم ارادوں کے بارے میں کھل کر نہیں بتا سکتا طاہر بیٹیا۔ان کے نام، ان کے کردار اور ان کے ارادے چونکہ شیطانیت سے منسوب ہیں اس لئے ان کے بارے میں مزید بات کر کے میں اپنی زبان ناپاک نہیں کر سکتا۔تم جو کچھ بھی جاننا چاہتے ہو اس کے بارے میں عمران بیٹے کا افریقی غلام جوزف تمہیں سب کچھ بتا دے گا۔اس کی ہر بات مسلمہ ہو گی۔وہ جو کچھ کر رہا ہے اور کرے گا اسے کرنے دو۔وہ جو کچھ کہے اس کی بات پر یقین کرنا اور اس کے ساتھ پورا پورا تعاون کرنا۔وہ جو کچھ بھی کرے گا اسی میں عمران کی بھلائی ہو گی اور اس کے کسی کام میں رکاوٹ مت ڈالنا اور نہ ہی اسے کہیں جانے سے روکنا۔وہ جو کچھ بھی کہے گا اور کرے گا اس میں سب کی بہتری ہو گی۔ہاں ایک بات البتہ میں آپ کو بتا سکتا ہوں کہ فادر جوشوا نے عمران کی مدد کے لئے تاریک جنگلوں میں اپنا ایک ساتھی وہاں کے ایک وچ ڈاکٹر کے روپ میں بھجوا دیا تھا اور اصل وچ ڈاکٹر کو وہاں سے غائب کرا دیا تھا"۔۔۔ امام صاحب نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"آپ یہ سب جوزف اور اس کے فادر جوشوا کے بارے میں کہہ

رہے ہیں"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں"۔۔۔ امام صاحب نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔تو اس کا مطلب ہے جوزف نے جو کہا تھا وہ بالکل صحیح ہے"۔۔۔ سلیمان نے کہا۔

"ہاں۔وہ جنگلوں کا شہزادہ ہے۔اس کے سر پر جن ہستیوں کا ہاتھ ہے وہ اس کے خیر خواہ اور اس کے بہت قریب ہیں جو اسے سب کچھ بتا دیتے ہیں"۔۔۔ امام صاحب نے کہا۔

"امام صاحب۔عمران صاحب کے سلسلے میں ہم کیا کریں۔میرا مطلب ہے کہ کیا میں اسے اپنے طور پر تلاش نہیں کر سکتا"۔۔۔ بلیک زیرو نے امام صاحب سے پوچھا۔

"اس کا جواب بھی وہی افریقی دے سکتا ہے۔عمران بیٹا جہاں گیا ہے اس کی واپسی اسی کے ساتھ ہو گی۔تم اکیلے کچھ بھی نہیں کر سکو گے"۔۔۔ امام صاحب نے کہا تو بلیک زیرو خاموش ہو گیا۔

"امام صاحب۔اس کا مطلب ہے صاحب کی واپسی کے لئے جو کچھ بھی کرے گا جوزف کرے گا۔کیا آپ کو یقین ہے کہ جوزف صاحب کو ان پراسرار اور خوفناک جنگلوں سے واپس لے آئے گا اور اس دوران صاحب کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا"۔۔۔ سلیمان نے امام صاحب کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا ہونے والا ہے اور کیا ہو گا اس کا فیصلہ تو وقت کرتا ہے سلیمان بیٹیا۔میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ عمران صاحب کو ٹھیک

مقصد کے لئے وہاں بھیجا گیا ہے اس لئے جو ہو گا اچھا ہو گا"... امام صاحب نے مبہم سے انداز میں کہا تو سلیمان نے سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلا دیا۔

"اب تم دونوں جاؤ۔ تمہارا ساتھی کمرے سے باہر آنے ہی والا ہے۔ تمہیں وہاں نہ پا کر وہ پریشان ہو جائے گا اور ہو سکتا ہے وہ تم دونوں کو وہاں نہ پا کر اکیلا ہی ان خطرناک جنگلوں کی طرف نکل جائے"... امام صاحب نے کہا تو سلیمان اور بلیک زیرو اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ امام صاحب بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے تھے۔ انہوں نے دونوں سے نہایت انکساری سے ہاتھ ملایا تو بلیک زیرو اور سلیمان ان کے حجرے سے نکلتے چلے گئے۔

فلیٹ پر واپس آ کر وہ عمران کے کمرے کی طرف بڑھے جس کا دروازہ بدستور بند تھا لیکن وہ جیسے ہی اندر داخل ہوئے اسی لمحے عمران کے کمرے کا دروازہ کھل گیا اور کمرے سے جوزف نکل کر باہر آ گیا۔ جوزف پر نظر پڑتے ہی سلیمان اور بلیک زیرو اچھلے بغیر نہ رہ سکے تھے۔ جوزف بے حد زخمی نظر آ رہا تھا۔ اس کے کپڑے جگہ جگہ سے پھٹے ہوئے تھے۔ اس کے چہرے، ہاتھوں اور جسم پر زخموں کے جابجا نشانات نظر آ رہے تھے جن سے خون رس رہا تھا۔ اس کا چہرہ سیاہ اور آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں اور اس کے سر کے بال سرکنڈوں کی طرح سخت اور کھڑے نظر آ رہے تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ بند کمرے میں خونخوار جانوروں سے دست بدست جنگ کر کے باہر آیا ہو۔ اس

قدر ابتر حالت کے باوجود اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ کامیابی اور فتح مندی کی مسکراہٹ جیسے وہ کوئی بہت بڑا معرکہ سر کر کے آیا ہو۔

پالوگ زمین پر گرا بری طرح سے تڑپ رہا تھا جیسے اسے آگ میں زندہ جلایا جا رہا ہو۔ اس کے حلق سے نکلنے والی چیخیں دور دور تک گونج رہی تھیں۔ عمران ایل پی کی لائٹ مسلسل اس پر پھینک رہا تھا جس کی وجہ سے پالوگ کی حالت دگرگوں ہو گئی تھی۔

"بند کرو۔ اس روشنی کو بند کرو۔ یہ روشنی میرا وجود جلا رہی ہے بند کرو اسے"... پالوگ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ عمران نے اچانک ورچ ڈاکٹر کے جسم سے ہلکا ہلکا دھواں نکلتے دیکھا۔ اس کے جسم پر یکلخت بے شمار آبلے نمودار ہو گئے تھے جو تیزی سے پھولتے جا رہے تھے۔

"اس اذیت ناک ہلاکت سے بچنا چاہتے ہو تو میں جو پوچھ رہا ہوں وہ بتا دو ورنہ اس روشنی سے میں تمہارے جسم کو سچ مچ جلا کر راکھ بنا دوں گا"... عمران نے نہایت غصے اور نفرت بھرے لہجے میں

کہا۔

"نہیں۔ نہیں۔ میں تمہیں کچھ نہیں بتا سکتا۔ تم۔ تم"... پالوگ نے بری طرح سے تڑپتے ہوئے کہا۔

"تو پھر جلتے رہو۔ میں اس روشنی کو بند نہیں کروں گا"... عمران نے غزاتے ہوئے کہا۔

"تم بہت غلط کر رہے ہو عمران۔ میں تمہارا دشمن نہیں ہوں۔ مجھے نقصان مت پہنچاؤ۔ اگر تم نے مجھے فنا کر دیا تو یہاں کوئی تمہارا مددگار نہیں ہو گا"... پالوگ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"مددگار۔ ہونہہ۔ تم میرے مددگار کیسے ہو سکتے ہو۔ تم تو شیطان کے نمائندے ہو"... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میں شیطانوں کی دنیا میں ضرور موجود ہوں مگر میں حقیقت میں ان شیطانوں کا نمائندہ نہیں ہوں۔ میں۔ میں"... پالوگ نے چیختے ہوئے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"کیا مطلب"... اس کی بات سن کر عمران نے حیرت سے کہا۔

"پہلے اس روشنی کو بند کرو۔ جلدی کرو"... پالوگ نے اسی طرح چیختے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ میں روشنی کو بند کر دوں تاکہ تم دھند کا فائدہ اٹھا کر غائب ہو جاؤ۔ کیوں"... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ نہیں۔ میں تمہیں چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گا۔ میں تو یہاں تمہاری حفاظت کے لئے موجود ہوں۔ میں تمہیں چھوڑ کر کیسے

جا سکتا ہوں"۔۔۔ پالوگ نے کہا۔اس کے جسم پر موجود آبلے اس قدر پھول گئے تھے کہ پھٹنے ہی والے تھے۔یہ دیکھ کر عمران نے ایل پی کا ایک بٹن دبا کر روشنی کو قدرے کم کر دیا۔

"اوہ۔روشنی کو کم کرنے سے کچھ نہیں ہو گا۔اسے ختم کرو۔ پوری طرح سے بند کرو روشنی"۔۔۔ پالوگ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔میں روشنی بند کر دیتا ہوں۔تم اپنے گلے سے ساری مالائیں اتار کر مجھے دے دو"۔۔۔ عمران نے کہا۔پالوگ کے گلے میں چھوٹی چھوٹی انسانی کھوپڑیوں کی بنی ہوئی مالا کے ساتھ ساتھ جانوروں کی ہڈیوں کی مالائیں اور سیاہ لکڑی کے موتیوں کی بھی مالائیں موجود تھیں۔

"مالائیں۔کون سی مالائیں"۔۔۔ پالوگ نے تیز لہجے میں کہا۔

"یہ جو تم نے اپنے گلے میں ڈال رکھی ہیں"۔۔۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"یہ رمگانے۔اوہ۔تم مجھے رمگانے اتارنے کے لئے کہہ رہے ہو"۔۔۔ پالوگ نے تکلیف اور اذیت میں ہونے کے باوجود بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"رمگانے۔ہاں۔جنگلی زبان میں تم مالاؤں کو شاید رمگانے ہی کہتے ہو۔میرا ایک افریقی نژاد ملازم ہے۔کیا نام ہے اس کا۔جاکف جر گوب، جاروم۔اوہ۔مجھے اس کا نام کیوں یاد نہیں آرہا"۔۔۔ عمران نے زور زور سے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔اسے واقعی اس وقت جوزف کا

نام یاد نہیں آرہا تھا۔اس نے ذہن پر زور دیا اور پھر اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔اسے نہ جوزف کا نام یاد آرہا تھا اور نہ اپنے کسی اور ساتھی کا۔یہاں تک کہ اسے اپنے ماں باپ اور عزیز رشتہ داروں کے نام بھی یاد نہیں آرہے تھے۔ان کے چہرے البتہ اس کے ذہن کے پردے پر ضرور ابھر رہے تھے مگر ان میں سے کسی ایک کا نام بھی اسے یاد نہیں آرہا تھا۔یہاں تک کہ عمران نے اسمائے حسنہ اور چند آیتوں کو بھی یاد کرنے کی کوشش کی مگر جیسے ہی وہ ان کے بارے میں سوچنے کی کوشش کرتا اس کا ذہن یکلخت ماؤف ہو جاتا جس کی وجہ سے عمران حقیقتاً پریشان ہو گیا تھا۔

"اوہ۔یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔میں اپنی زندگی کے تمام واقعات کے بارے میں اچھی طرح سے جانتا ہوں مگر اس وقت مجھے سوائے اپنے نام کے کسی اور کا نام کیوں یاد نہیں آرہا"۔۔۔ عمران نے پریشانی کے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"تم اس وقت تاریک دنیا میں ہو۔تمہارے ذہن سے تمہاری دنیا کے تمام نام نکال دیئے گئے ہیں۔اس روشنی کو بند کرو۔میں تمہاری مدد کروں گا۔میں تمہارا دشمن نہیں ہوں"۔۔۔ پالوگ نے چیختے ہوئے کہا۔روشنی کم ہونے کی وجہ سے اس کے جسم پر جلنے والے آبلے قدرے کم ہو گئے تھے۔

"نکال دیئے گئے ہیں۔کیا مطلب"۔۔۔ عمران نے بری طرح سے چونک کر کہا۔

"روشنی ختم کرو اور میرے ساتھ ماگانا میں چلو۔ میں وہاں چل کر تمہیں سب کچھ بتا دوں گا"۔۔۔ پالوگ نے کہا۔

"ماگانا۔ یہ ماگانا کیا ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"وہ جو پہاڑوں میں بڑے بڑے سوراخ ہوتے ہیں اور جن میں انسان اور جانور رہتے ہیں"۔۔۔ پالوگ نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے غار"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ ہم انہیں ماگانا کہتے ہیں"۔۔۔ پالوگ نے جلدی سے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یہاں پہاڑ بھی ہیں"۔۔۔ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہاں سب کچھ ہے۔ تم میری حالت پر رحم کرو۔ مجھے اس عذاب سے نجات دلاؤ اور میرے ساتھ ماگانا میں چلو۔ میں تمہیں ساری حقیقت بتا دیتا ہوں۔ اب یہ اذیت میرے لئے ناقابل برداشت ہوتی جا رہی ہے"۔۔۔ پالوگ نے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ درد تھا۔

"اپنی یہ مالائیں میرا مطلب ہے رمگانے اتار کر مجھے دے دو۔ تب میں تم پر سے یہ روشنی ہٹا دوں گا۔ میرے افریقی ساتھی کا کہنا ہے کہ تم جیسے وچ ڈاکٹروں کی پراسرار طاقتوں کا راز رمگانوں میں ہوتا ہے۔ اگر یہ تم جیسے وچ ڈاکٹروں سے حاصل کر لی جائیں تو تم لوگوں کی صلاحیتیں کمزور پڑ جاتی ہیں اور تم کسی کو نقصان پہنچانے کے قابل نہیں رہتے"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اس نے پھر ذہن پر زور دے

کر اپنے افریقی ملازم کا نام یاد کرنے کی کوشش کی تھی مگر اسے اس کی بتائی ہوئی بات پوری طرح یاد تھی صرف اس کا نام عمران کے ذہن سے جیسے مفقود ہو چکا تھا۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ انہی رمگانوں کی وجہ سے ان شیطانوں سے میری شخصیت چھپی ہوئی ہے۔ اگر میں نے ایک رمگانا بھی اتار دیا تو میں ان کے سامنے آ جاؤں گا اور وہ مجھے ایک لمحے سے بھی کم وقفے میں فنا کر دیں گے"۔۔۔ پالوگ نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"میں کچھ نہیں جانتا۔ ان رمگانوں کو اتارو ورنہ میں روشنی پھر سے تیز کر دوں گا"۔۔۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے میں واضح دھمکی تھی۔

"نہیں باس۔ ایسا مت کرنا۔ روشنی تیز مت کرنا ورنہ یہ جل جائے گا"۔۔۔ اچانک عمران کی سماعت سے جوزف کی آواز سنائی دی اور عمران جوزف کی آواز سن کر بے اختیار اچھل پڑا۔

"تم جانگو۔ ہونہہ۔ جوگاف۔ کیا نام ہے تمہارا۔ یہ تمہاری ہی آواز ہے ناں"۔۔۔ عمران نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا اور پلٹ کر چاروں طرف روشنی پھینک کر دیکھنے لگا لیکن جوزف اسے کہیں دکھائی نہیں دیا۔ اس نے روشنی تیز کر دی تھی۔ ادھر جیسے ہی ایل پی سے نکلنے والی روشنی پالوگ پر سے ہٹی وہ یکلخت وہاں سے غائب ہو گیا۔

"ہاں باس۔ میں ہی ہوں۔ تمہارا افریقی غلام"۔۔۔ جوزف کی آواز

سنائی دی تو عمران کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"او کالیئے۔ کہاں ہو تم۔ تمہاری آواز تو میں سن رہا ہوں مگر مجھے تمہاری صورت کیوں دکھائی نہیں دے رہی"... عمران نے ادھر ادھر روشنی بکھیرتے ہوئے کہا۔ اسے واقعی حیرانی ہو رہی تھی کہ اسے اپنے افریقی غلام کی آواز تو سنائی دے رہی تھی مگر وہ اسے کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

"میں تم سے بہت دور ہوں باس۔ اس وقت میں فادر جوشوا کی وجہ سے تم تک اپنی آواز پہنچانے میں کامیاب ہو رہا ہوں۔ میری بات غور سے سنو۔ تم اس وقت شیطانوں کی تاریک دنیا میں ہو۔ شیطانی طاقتیں تمہارے ارد گرد ہر طرف پھیلی ہوئی ہیں۔ وہ تمہیں ہلاک کرنا چاہتی ہیں۔ ان خوفناک جنگلوں میں تم صرف اور صرف پالوگ پر بھروسہ کر سکتے ہو۔ وہ ان شیطانی طاقتوں کا نمائندہ نہیں ہے۔ وہ جو کہہ رہا ہے اس پر عمل کرو ورنہ شیطانی طاقتیں تم پر حاوی ہو جائیں گی اور تم"... جوزف نے جلدی جلدی کہا۔

"یہ کیا بک رہے ہو۔ میرے سامنے آکر بات کرو"... عمران نے بری طرح سے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"میں آرہا ہوں باس۔ بہت جلد میں تمہارے پاس پہنچ رہا ہوں۔ جب تک میں تمہارے پاس نہیں آجاتا تم پالوگ کے ساتھ رہو۔ اسی میں تمہاری بھلائی ہے"... جوزف نے کہا۔

"وہ بدبخت روشنی پڑتے ہی غائب ہو گیا ہے۔ اب میں اسے کہاں

تلاش کروں"... عمران نے پالوگ کو اس جگہ سے غائب دیکھ کر پریشانی کے عالم میں کہا۔

"وہ پھر تمہارے سامنے آجائے گا۔ فار گاڈ سیک باس۔ دوبارہ اس پر روشنی نہ پھینکنا ورنہ اس بار وہ واقعی جل کر بھسم ہو جائے گا۔ تم نہیں جانتے روشنی پالوگ کے لئے موت ہے"... جوزف نے کہا۔

"جوبا۔ ہونہہ۔ او کالیئے۔ تمہارا نام کیا ہے۔ نجانے کیوں تمہارا نام مجھے یاد نہیں آرہا"... عمران نے کہا۔

"میرا نام جونگو ہے باس "جونگو دی گریٹ"... جوزف نے کہا۔

"جونگو۔ یہ کیا نام ہے۔ یہ نام تو میں پہلی بار سن رہا ہوں"... عمران نے حیرت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"یہی میرا نام ہے۔ ابھی اپنے ذہن پر اتنا بوجھ مت ڈالو۔ پالوگ کے ساتھ ماگانے میں چلے جاؤ وہ تمہیں سب کچھ بتا دے گا۔ پھر تمہیں ساری اصلیت کا پتہ چل جائے گا"... جوزف نے کہا۔

"جونگو۔ بڑا عجیب سا نام ہے۔ دل نہیں مان رہا کہ یہی تمہارا نام ہے۔ بہرحال تم کہتے ہو تو ٹھیک ہے"... عمران نے اس کا نام دوہراتے ہوئے کہا۔

"نام کے چکر میں مت پڑو۔ میں جو کہہ رہا ہوں اس پر عمل کرو باس۔ تم نہیں جانتے تم اس وقت کتنے بڑے خطروں میں گھرے ہوئے ہو۔ پالوگ۔ اوہ یہ کیا پالوگ کہاں گیا۔ اوہ۔ اوہ۔ پالوگ تو سچ مچ غائب ہو کر ماگانے میں چلا گیا ہے۔ اوہ۔ یہ تو بہت برا ہوا۔

بہت برا"... اچانک جوزف نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔
"کیا مطلب"... اس کی بات سن کر عمران نے چونک کر کہا۔
"پالوگ کو تم نے شدید اذیتیں دی تھیں باس۔ اس کا جسم جل گیا ہے جس پر آبلے پڑ گئے ہیں۔ وہ تمہارے خوف سے سچ مچ بھاگ کر ماگانے میں چلا گیا ہے۔ اسے ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔ اسے تمہیں اپنے ساتھ لے جانا چاہئے تھا۔ اوہ۔ اوہ۔ اب کیا ہو گا۔ تم ہر طرف سے خطروں میں گھر چکے ہو باس۔ اب تمہیں ان جنگلوں کے خطروں سے خود ہی نپٹنا ہو گا۔ وہ تمہاری طرف بڑھ رہے ہیں۔ تمہیں نقصان پہنچانے کے لئے شنگالیاں آ رہی ہیں۔ لیٹ جاؤ باس۔ زمین پر لیٹ جاؤ۔ جب تک پالوگ تمہیں آواز نہ دے یا تمہارے سامنے نہ آ جائے تم لیٹے رہنا۔ جلدی کرو۔ شنگالیاں تمہارے قریب پہنچ چکی ہیں۔ لیٹ جاؤ۔ لیٹ جاؤ باس"... جوزف نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں نجانے کیا بات تھی کہ عمران بے اختیار زمین پر لیٹ گیا۔ جیسے ہی وہ زمین پر لیٹا اسی لمحے زور زور سے کڑاکے ہونے لگے جیسے بجلیاں کڑک رہی ہوں۔ پھر اچانک وہاں بجلی کی لہریں سی چمکیں اور اچانک وہاں سرخ رنگ کی تیز روشنی پھیل گئی۔ اسی لمحے عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے یکلخت اس پر کوئی ہزاروں من وزنی چٹان آ گری ہو جس کے گرنے سے عمران کو ایسا لگا تھا جیسے اس کے جسم کی ساری ہڈیاں چور چور ہو گئی ہوں۔ وہ اپنے حلق سے نکلنے والی چیخیں کسی بھی طرح نہ روک سکا تھا۔ اس کی

چیخوں کی بازگشت دور دور تک پھیل گئی تھی اور پھر اس کی چیخیں دم توڑتی چلی گئیں۔ عمران کے ذہن میں آخری احساس جو اجاگر ہوا تھا وہ یہی تھا کہ موت کے بھیانک پنجوں نے اسے دبوچ لیا ہو۔ اس کے بعد جیسے عمران کے تمام احساسات ختم ہوتے چلے گئے۔

"پاناشی ۔ دیوی اناتا کی بھینٹ نہیں ہے ۔ یہ ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں آقا"... سردار جوزاکا نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر وچ ڈاکٹروں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ اصلی پاناشی نہیں ہے ۔ آمی ران ہے ۔ جمیکا کے کالے گدھ پاناشی کی جگہ غلط انسان کو یہاں لے آئے ہیں"... وچ ڈاکٹر رانگو نے غصے اور پریشانی سے کہا۔

"غلط انسان آمی ران کو ۔ کیا مطلب"... سردار جوزاکا کے منہ سے نکلا۔

"ہاں ۔ وہ روشنی کی دنیا کا انسان ہے جس کا ان جنگلوں میں آنا غلط ہوا ہے ۔ بہت غلط"... دوسرے وچ ڈاکٹر ہاشنگ نے پہلی بار اپنی زبان کھولتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں بھی پریشانی اور غصے کا عنصر تھا۔

"یہ پاناشی وہ نہیں ہے جس کے بارے میں ہم نے تمہیں ہدایات دی تھیں ۔ سردار جوزاکا ۔ ہم نے تمہیں پاناشی کا چہرہ بھی دیا تھا ۔ کیا تم نے اس چہرے کو جمیکا کے سامنے ظاہر نہیں کیا تھا"... تیسرے وچ ڈاکٹر چیانگا نے غصیلی نظروں سے سردار جوزاکا کو گھورتے ہوئے کہا۔

"نن ۔ نہیں آقا ۔ آپ نے مجھے پاناشی کا جو چہرہ دیا تھا وہ مجھ سے وچ ڈاکٹر پالوگ نے لے لیا تھا اور انہوں نے ہی جمیکا کو وہ چہرہ دکھا کر اپنے کالے گدھ جدید اور مہذب دنیا میں بھیج کر اسے لانے کا حکم دیا تھا"... سردار جوزاکا نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کی بات سن کر ان تینوں وچ ڈاکٹروں کے چہرے غصے کی شدت سے اور زیادہ بگڑ گئے ۔ وہ تینوں ایک دوسرے کی جانب دیکھنے لگے تھے۔

"پالوگ ۔ یہ پالوگ کیا کر رہا ہے ۔ اصل پاناشی کی جگہ اس خطرناک انسان آمی ران کو یہاں کیوں بلوایا ہے"... رانگو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اور وہ اس خطرناک انسان کی حفاظت بھی کر رہا ہے ۔ کیوں"... ہاشنگ نے اس سے بھی زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

"اور پالوگ نے نہ ہم سے اجازت لی ہے اور نہ ہی اس نے ہمیں اس سلسلے میں کچھ بتایا ہے ۔ کیا وہ ہم سے بغاوت کر رہا ہے"... تیسرے وچ ڈاکٹر چیانگا نے غصے سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"مم ۔ میں نہیں جانتا ۔ مم ۔ میں کچھ نہیں جانتا"... سردار جوزاکا

نے خوف سے لرزتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ لگتا ہے پالوگ ہمارے خلاف کوئی بھیانک سازش کر رہا ہے۔ پاناشی کی جگہ روشنی کے نمائندے کو یہاں لا کر اس نے ہمیں دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔ یقینی طور پر اس کے ارادے نیک نہیں ہیں۔ ہمیں اس کے بارے میں پتہ کرنا ہو گا۔ آؤ۔ غاروں میں جا کر مقدس کاہلوں سے پوچھتے ہیں۔ اس وقت پالوگ کی سازش سے وہی پردہ اٹھا سکتے ہیں۔ پالوگ اس وقت ہماری نظروں سے پوشیدہ ہو چکا ہے۔ اس نے ضرور اپنے منہ میں شیانگو کے پتے چھپا رکھے ہوں گے جس کی وجہ سے وہ ہمیں کہیں دکھائی نہیں دے رہا"... رانگو نے کہا تو دوسرے وچ ڈاکٹروں نے اس کی تائید میں سر ہلا دیئے۔ وہ جلدی سے آبنوسی کرسیوں سے اٹھے اور تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے ایک طرف بڑھتے چلے گئے۔ سردار جوزاکا حیرت سے بت بنا انہیں جاتے دیکھتا رہا۔

"پالوگ نے پاناشی کی جگہ جمیکا کے کالے گدھوں کے ذریعے روشنی کے نمائندے آمی ران کو یہاں بلا لیا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے بڑے آقاؤں نے پاناشی کا جو چہرہ بنا کر مجھے دیا تھا اس کی شکل تو بالکل اس پاناشی جیسی ہے۔ مگر پھر"... ان تینوں وچ ڈاکٹروں کے جانے کے بعد سردار جوزاکا نے حیرت بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر اچانک اسے جیسے کوئی خیال آیا۔ وہ بری طرح سے اچھل پڑا اور اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"اوہ۔ اوہ۔ پاناشی واقعی وہ نہیں ہے جس کا چہرہ میں نے آقا پالوگ کو دیا تھا۔ اس پاناشی کی شکل اس چہرے سے ضرور ملتی جلتی ہے مگر اس کا رنگ۔ اوہ۔ اوہ۔ اوہ۔ اصل پاناشی کا رنگ سیاہ تھا اور ماکڑے میں جو پاناشی قید ہے اس کا رنگ سفید ہے۔ اس کا مطلب ہے یہ پاناشی واقعی اناتاویوی کی بھینٹ نہیں ہے۔ وہ روشنی کی دنیا کا نمائندہ ہے۔ اوہ۔ شاید اسی لئے اس پاناشی نے اگومو کو گرا دیا تھا۔ اگر وہ اصل پاناشی ہوتا تو وہ اگومو کو نہ گراتا۔ اوہ۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ پالوگ غداری کا مرتکب کیسے ہو سکتا ہے۔ اسے پاناشی کی جگہ کسی روشنی کی دنیا کے نمائندے کو یہاں بلانے کی کیا ضرورت تھی"... سردار جوزاکا نے حیرت اور پریشانی کے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت اور پریشانی کے تاثرات تھے۔

وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اچانک وہ تیزی سے ایک طرف بڑھتا چلا گیا۔ قبیلہ جسے وہ کالاک کہتے تھے، کی حدود سے نکل کر وہ تیزی سے ایک طرف بھاگتا چلا گیا۔ جس طرف انہوں نے درختوں سے درخت ملا کر چاروں طرف سے کالاک کو بند کر رکھا تھا۔ ان جنگلوں میں ہر طرف دھند چھائی ہوئی تھی اور دور نزدیک کا ماحول نظر نہیں آتا تھا مگر سردار جوزاکا اور اس کے قبیلے کے تمام وحشی چونکہ قدیم بدروحیں تھیں اس لئے اس دھند میں انہیں دور تک ہر چیز واضح دکھائی دیتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اس قدر دھند ہونے کے باوجود وہ سب وہاں

آسانی سے گھوم پھر سکتے تھے۔ درختوں کے قریب پہنچ کر سردار جوزاکا نے اپنے ترشول کا رخ درختوں کی جانب کر کے جھٹکا تو ترشول سے بجلی کی لہریں سی نکلیں اور سامنے درختوں کے تنوں پر جا پڑیں۔ دوسرے ہی لمحے سامنے سے دو درختوں کے تنے یکلخت غائب ہو گئے اور وہاں ایک بڑا خلاء نظر آنے لگا۔ سردار جوزاکا اس خلاء سے باہر آگیا کالاک سے باہر آکر اس نے پلٹ کر خلاء کی طرف ترشول کر کے جھٹکا تو ترشول کے سروں سے پھر لہریں سی نکلیں اور اچانک اس جگہ دونوں تنے دوبارہ نمودار ہو گئے جہاں سردار جوزاکا نے اپنے لئے کالاک سے باہر جانے کا راستہ بنایا تھا۔

کالاک کو بند کر کے وہ جنگل میں ایک طرف دوڑتا چلا گیا۔ اسے جنگل میں آتے دیکھ کر جنگل کے جانور اور زمین پر رینگنے والے کیڑے مکوڑے تیزی سے کائی کی طرف چھپتے چلے جا رہے تھے جیسے اگر سردار جوزاکا کی ان پر نظر پڑ گئی تو وہ جل کر بھسم ہو جائیں گے۔

سردار جوزاکا مختلف راستوں سے ہوتا ہوا جنگل کے وسط میں موجود ایک جھیل کے پاس آگیا۔ جھیل بے حد وسیع تھی اور تاحد نگاہ پھیلی ہوئی تھی۔ اس جھیل کا پانی تاریکی میں گدلا اور سیاہی مائل نظر آ رہا تھا۔ سردار جوزاکا نے جھیل کے کنارے پر آکر اپنا ترشول جھیل کی طرف کر دیا۔ اس نے ترشول کو جھٹکا تو ترشول سے بجلی کی لہریں سی نکل کر جھیل کے پانی پر پڑنے لگیں جس جگہ لہریں پڑی تھیں جھیل کا وہ حصہ نیلا ہو گیا تھا۔

"جمیکا باہر آؤ۔ جمیکا جھیل سے باہر آؤ۔ جلدی کرو"... سردار جوزاکا نے جھیل میں ترشول سے مسلسل بجلی کی لہریں برساتے ہوئے اور چیختے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اچانک پانی کا وہ حصہ جیسے ابلنے لگا جہاں ترشول سے نکلنے والی لہریں پڑ رہی تھیں اور پھر اچانک پانی سے بڑے بڑے بلبلے پھوٹنے لگے۔ یہ دیکھ کر سردار جوزاکا نے جلدی سے اپنا ترشول پیچھے کر لیا۔ اس سے بجلی کی لہریں نکلنا بند ہو گئی تھیں۔

پانی میں مسلسل بلبلے پھوٹ رہے تھے اور ایسی آوازیں آ رہی تھیں جیسے منوں پانی ابل رہا ہو۔ اسی لمحے تیز سنائے دار آواز میں پانی میں تیز شور سنائی دیا اور پھر پانی سے دھوئیں کی چمکتی ہوئی موٹی سی لکیر نکلی اور اوپر اٹھ کر تیزی سے بل کھاتی ہوئی سردار جوزاکا کے قریب آ گئی۔ سردار جوزاکا کے قریب آتے ہی دھوئیں کی اس چمکدار لکیر نے تیزی سے بل کھانے والے انداز میں گھومنا شروع کر دیا۔ اسی لمحے تیز شرارے چمکے اور اچانک دھوئیں کی جگہ سردار جوزاکا کے قریب ایک لمبی اور بھیانک شکل والی عورت نمودار ہو گئی۔

اس عورت کے ہونٹ بے حد موٹے تھے جن سے اس کے اوپر والے دانت باہر کو جھانکتے ہوئے صاف دکھائی دے رہے تھے۔ اس کے علاوہ اس عورت کے ہاتھوں کی انگلیاں بے حد لمبی تھیں جن کے ناخن بھی پنجوں کی طرح گول اور نوکیلے نظر آ رہے تھے۔ اس کے علاوہ اس عورت کے کان سرے سے ہی غائب تھے۔ کانوں کی جگہ البتہ گہرے سوراخ ضرور تھے۔ وہ عورت پلکیں نہیں جھپک رہی

تھی جس کی وجہ سے وہ عورت کم اور چڑیل زیادہ دکھائی دے رہی تھی۔

"کیا بات ہے سردار جوزاکا۔ تم نے جمیکا کو کیوں بلایا ہے"۔ اس بدصورت عورت نے سردار جوزاکا کو گھورتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز بے حد تیز اور چیختی ہوئی تھی۔

"جمیکا۔ تمہیں پالوگ نے جس پاناشی کا چہرہ دیا تھا وہ کہاں ہے"... سردار جوزاکا نے کہا۔

"میرے پاس ہے۔ کیوں"... جمیکا نے کہا۔

"اسے لاؤ۔ جلدی کرو"... سردار جوزاکا نے کہا۔

"ابھی لاتی ہوں"... جمیکا نے کہا۔ اس نے آگے بڑھ کر پانی میں ہاتھ ڈالا اور ادھر ادھر مارنے لگی جیسے کسی چیز کو پکڑنے کی کوشش کر رہی ہو۔ دوسرے لمحے وہ سیدھی ہوئی تو اس کے ہاتھ میں ایک انسانی چہرہ تھا جو سفید مٹی کا بنا ہوا تھا اور ہو بہو عمران کے چہرے جیسا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے ماہر آزر نے عمران کو اپنے سامنے بٹھا کر بڑی نفاست سے اسے بنایا ہو۔

"یہ لو"... جمیکا نے چہرہ سردار جوزاکا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یہ وہ چہرہ نہیں ہے جو میں نے پالوگ کو دیا تھا وہ چہرہ سیاہ رنگ کا تھا اور اس کے نین نقش بھی اس چہرے جیسے نہیں ہیں"... سردار جوزاکا نے چہرے کو الٹ پلٹ کر دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب"... اس کی بات سن کر جمیکا نے چونک کر پوچھا۔

"جمیکا۔ یہ اس پاناشی کا چہرہ نہیں ہے جسے سرخ چاند کی رات کو بلاتا دیوی کی بھینٹ چڑھایا جانا تھا۔ اس چہرے کی شکل کسی حد تک اس پاناشی سے ملتی جلتی ضرور ہے جسے تمہارے کالے گدھ جدید اور مہذب دنیا سے اٹھا کر لائے ہیں مگر"... سردار جوزاکا نے کہا۔

"مگر۔ مگر کیا"... جمیکا نے بدستور حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"کیا تمہیں یہ چہرہ آقا پالوگ نے ہی دیا تھا"... سردار جوزاکا نے جمیکا کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا اس سے پوچھا۔

"ہاں"... جمیکا نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"اچھا یہ بتاؤ اس انسان تک پہنچنے اور اسے یہاں لانے میں تمہیں اور تمہارے کالے گدھوں کو کسی پریشانی کا سامنا تو نہیں ہوا تھا"... سردار جوزاکا نے پوچھا۔

"اس انسان تک پہنچنے اور اسے یہاں تک لانے میں مجھے اور میرے کالے گدھوں کو بے حد پریشانی اٹھانا پڑی تھی سردار جوزاکا۔ اس انسان کو یہاں لاتے ہوئے میرے بے شمار کالے گدھوں کو فنا ہونا پڑا تھا یہاں تک کہ میں بھی فنا ہونے سے بڑی مشکلوں سے بچ سکی تھی"... جمیکا نے کہا۔

"اوہ۔ کیسے۔ مجھے پوری تفصیل بتاؤ۔ کیا ہوا تھا"... سردار جوزاکا نے جلدی سے کہا۔

"اس پاناشی جس کا نام آمی ران ہے کو میں نے بڑی مشکلوں سے ڈھونڈا تھا۔ کوئی سفلی طاقت اس انسان کے بارے میں کچھ بتانے

کے لئے تیار ہی نہیں ہو رہی تھی۔ میں دھویں کی شکل میں گھوم پ
کر اسے تلاش کرتی رہی مگر اتنی بڑی دنیا میں اس پاناشی کا مجھے کچھ پتہ
نہیں چل رہا تھا۔ پھر اچانک مجھے ایک سفلی طاقت جو ناگ کی شکل
میں تھی اور زمین کی گہرائیوں میں رہتی تھی، نے اس پاناشی کے
بارے میں بتا دیا۔ اس کا پتہ معلوم ہوتے ہی میں فوری طور پر اس
جگہ پہنچ گئی۔ پاناشی ایک بند مکان میں سو رہا تھا۔ میں نے وہاں
کالے گدھوں، نیلی دلدلوں سے کالی چمگادڑوں اور گاناماشی کے نیلے
دھویں کو بلا لیا اور پھر میں کالے گدھوں، گاناماشی کے نیلے دھویں
اور سیاہ چمگادڑوں کے ہمراہ اس مکان کے اس کمرے میں داخل ہو
گئی جہاں پاناشی سو رہا تھا۔ گاناماشی کے دھویں نے کمرے میں پھیل
کر وہاں موجود ہر چیز کو جلا کر خاکستر کر دیا تھا۔

جب کمرے کی ہر چیز جل کر راکھ ہو گئی تو میں نے پاناشی کے سر
پر ہاتھ رکھ دیا اور وہ نہ صرف گہری نیند میں چلا گیا بلکہ کالے گدھوں
کے ساتھ اس کا جسم بھی سیاہ دھویں میں غائب ہو گیا اور پھر ہم اسے
لے کر یہاں پہنچ گئے"... جمیکا نے تمام واقعات کی تفصیل سردار
جوزاکا کو بتاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ میں سمجھ گیا۔ سب کچھ سمجھ گیا ہوں میں"... سردار
جوزاکا نے غصے اور پریشانی کے عالم میں ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"کیا سمجھ گئے ہو"... جمیکا نے چونک کر پوچھا۔

"نقلی پاناشی کو ان تاریک جنگلوں میں جس آسانی سے پہنچا دیا گیا

ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے خلاف کوئی سازش کی
جا رہی ہے"... سردار جوزاکا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سازش۔ ہمارے خلاف۔ میں سمجھی نہیں۔ تم کس سازش کی
بات کر رہے ہو"... جمیکا نے کہا۔

"یہ ہمارے خلاف سازش نہیں تو اور کیا ہے۔ تمہارے ذریعے
اصل پاناشی کی بجائے کسی اور انسان کو ان جنگلوں میں پہنچا دیا گیا
ہے تاکہ ہم اناتا دیوی پر اصل پاناشی کی بھینٹ نہ چڑھا سکیں اور ہم
اسے زندہ نہ کر سکیں۔ جب تک سرخ چاند کی رات کو اناتا دیوی کی
مورتی کو اصل پاناشی کے خون کا غسل نہیں دیا جائے گا وہ زندہ کیسے
ہو گی اور اگر وقت پر اناتا دیوی زندہ نہیں ہو گی تو جانتی ہو کیا ہو
گا"... سردار جوزاکا نے کہا۔

"کیا ہو گا"... جمیکا نے سرسراتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"اناتا دیوی کی مورتی ہمیشہ کے لئے غائب ہو جائے گی اور اس
مورتی کے غائب ہوتے ہی زنگونا کے تمام جنگل جل کر راکھ ہو
جائیں گے جس میں سینکڑوں شیطانی ذریتیں پنپ رہی ہیں۔ اس
کے علاوہ ہمارے وجود مٹی کا ڈھیر بن کر رہ جائیں گے"... سردار
جوزاکا نے کہا تو اس کی بات سن کر جمیکا بری طرح سے تڑپ اٹھی۔

"اوہ۔ اس خوفناک تباہی میں کیا میرا وجود بھی فنا ہو جائے گا"...
جمیکا نے خوف سے ڈرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں نے بتایا ہے ناں کہ یہاں کی تمام شیطانی ذریتیں

ہمیشہ کے لئے فنا ہو جائیں گی ۔ پھر تم اس خوفناک تباہی سے کیسے
بچ سکتی ہو"... سردار جوزاکا نے منہ بنا کر کہا۔

" اوہ ۔ تمہارا کیا خیال ہے ۔ یہ بھیانک سازش کون کر رہا
ہے"... جمیکا نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

" شیطانی ذریتوں کے مخالفوں کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے"...
سردار جوزاکا نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

" مگر وہ طاقتیں یہاں کیسے آ سکتی ہیں ۔ یہاں تو ہر طرف تاریکی کا
راج ہے"... جمیکا نے کہا۔

" وہ طاقتیں خود تو یہاں کسی بھی طرح نہیں آ سکتیں مگر ان کے
نمائندے ضرور اس جگہ آ سکتے ہیں ۔ ان میں ایک نمائندہ تو وہ نقلی
پاناشی آم ران ہے جسے تم لائی ہو ۔ ایک نمائندہ یہاں پہلے سے ہی
موجود ہے جو ہماری لاعلمی کا فائدہ اٹھا کر ہمارے خلاف تباہی اور
بربادی کے جال پھیلا رہا ہے"... سردار جوزاکا نے غصے اور نفرت سے
ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ کون ہے وہ ۔ کیا تم اسے جانتے ہو"... جمیکا نے چونکتے
ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ میں اسے اچھی طرح سے جانتا ہوں ۔ وہ کوئی اور نہیں
پالوگ ہے"... سردار جوزاکا نے کہا تو اس کی بات سن کر جمیکا بری
طرح سے اچھل پڑی۔

" کیا کہا ۔ پالوگ ان کا نمائندہ ہے"... جمیکا نے چیختے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ وہی ہمارے خلاف سازش کر رہا ہے ۔ اس نے جان بوجھ
کر تمہیں نقلی پاناشی کا چہرہ دیا تھا اور اب وہ خود نقلی پاناشی کی
حفاظت کر رہا ہے ۔ اس کے لئے اس نے دوسرے بڑے وچ
ڈاکٹروں سے اجازت بھی نہیں لی تھی جس سے صاف ظاہر ہو رہا ہے
کہ وہ نہیں چاہتا کہ کسی بھی طرح سرخ چاند رات کو اناتا دیوی زندہ
ہو ۔ ایسا صرف اور صرف ہماری مخالف قوتیں ہی کر سکتی ہیں اور
کوئی نہیں"... سردار جوزاکا نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

" تم ٹھیک کہہ رہے ہو سردار جوزاکا ۔ یہ سب کچھ پالوگ کا ہی
کیا دھرا ہے ۔ اب کیا ہو گا"... جمیکا نے کہا۔

" ہونا کیا ہے بڑے آقاؤں کو بھی اب تک پالوگ کی سازش کا علم
ہو گیا ہو گا ۔ وہ ماگانوں میں موجود کالے دیوتاؤں کے پاس گئے ہیں ۔
کالے دیوتا پالوگ کی ہر سازش ان کے سامنے بے نقاب کر دیں گے
پھر بڑے آقاؤں کا قہر پالوگ اور نقلی پاناشی آمی ران پر ٹوٹ پڑے گا
ان دونوں کا حشر بے حد عبرتناک ہو گا"... سردار جمیکا نے کہا۔

" اوہ ۔ اگر ایسا ہے تو پھر پریشانی کی کیا بات ہے"... جمیکا نے
اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

" پریشانی کی بات ہے جمیکا ۔ میں سوچ رہا ہوں اگر پالوگ اس
نقلی پاناشی کو لے کر نیلی روشنی والے ماگانے میں چلا گیا تو بڑے آقا
بھی اس کے خلاف کچھ نہیں کر سکیں گے کیونکہ ۔ اوہ ۔ اوہ ۔ شاید
بڑے آقا ماگانوں سے واپس آ گئے ہیں ۔ وہ مجھے پکار رہے ہیں ۔ تم ایسا

کرو اگیانا کا سیاہ منتر پڑھ کر اس چہرے پر پھونک دو۔ اس چہرے کا رنگ سیاہ ہو جائے گا اور اس کی شکل اصلی پاناشی جیسی بن جائے گی جیسے ہی اس چہرے کا رنگ سیاہ ہو تم اپنے کالے گدھوں کو لے کر چلی جانا اور اس سیاہ چہرے والے پاناشی کو ڈھونڈ لانا۔ اس پاناشی کی ایک اور نشانی میں تمہیں بتا دیتا ہوں تاکہ اس بار تم کسی غلط آدمی کو نہ لا سکو۔

اصل پاناشی کے دونوں پیروں کی انگلیوں کی تعداد چھ چھ ہے اور اس کے دائیں بازو پر ایک سرخ رنگ کے ناگ کا نشان گدا ہوا ہے
اس نے عمران کی شکل والا چہرہ واپس جمیکا کو دے دیا تھا جسے وہ غور سے دیکھ رہی تھی۔

"ٹھیک ہے۔ میں ابھی اور اسی وقت اپنے کالے گدھوں کو لے کر روانہ ہو جاتی ہوں"... جمیکا نے کہا۔

"جیسے ہی تم واپس لوٹو مجھے فوراً اطلاع کر دینا۔ اصل پاناشی کو میں خود اپنے بنائے ہوئے کالے ماکڑے میں قید کروں گا"... سردار جوزاکا نے کہا تو جمیکا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے جمیکا نے دونوں ہاتھ دائیں بائیں لہرائے تو دوسرے ہی لمحے اس کا وجود دھوئیں میں تبدیل ہو گیا۔ دھوئیں کی سفید پٹی بل کھاتی ہوئی سیدھی جھیل کی طرف گئی۔ پانی میں ایک زور دار چھپاکا ہوا اور دھوئیں کی پٹی جھیل میں اترتی چلی گئی۔ اسی لمحے سردار جوزاکا مڑا اور پھر وہ نہایت تیزی سے کالاک کی طرف بھاگتا چلا گیا۔

"جوزف۔ یہ تم ہو۔ اوہ۔ یہ تم نے اپنی کیا حالت بنا رکھی ہے اور یہ زخم"... جوزف کی بگڑی ہوئی حالت اور اسے اس قدر زخمی دیکھ کر بلیک زیرو نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور تیزی سے جوزف کے قریب چلا گیا۔ سلیمان بھی پھٹی پھٹی آنکھوں سے جوزف کی طرف دیکھ رہا تھا اور وہ بھی تیزی سے اس کے قریب آ گیا۔

"میں ٹھیک ہوں طاہر صاحب"... جوزف نے تھکے تھکے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے وہ لہرایا اور زمین پر گرنے ہی لگا تھا کہ بلیک زیرو اور سلیمان نے بیک وقت لپک کر اسے سنبھال لیا۔ ان کے چہرے واقعی جوزف کی بری حالت دیکھ کر حیرت اور پریشانی سے بگڑ گئے تھے۔

"اوہ۔ تمہارا تو سارا جسم زخموں سے بھرا ہوا ہے"... بلیک زیرو نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

"ہم ۔ مجھے صوفے پر بٹھا دیں"... جوزف نے لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں کہا ۔ اس کا بھاری بھرکم جسم کسی دیو کے وجود سے کم نہ تھا جسے سنبھالنا بلیک زیرو اور سلیمان کے لئے مشکل ہو رہا تھا لیکن اس کے باوجود ان دونوں نے جوزف کو جیسے تیسے اٹھا کر ایک صوفے پر بٹھا دیا ۔ صوفے پر بیٹھ کر جوزف نے یوں گہرے گہرے سانس لینے شروع کر دیئے جیسے وہ کئی میلوں کی دوڑ لگا کر آیا ہو ۔ اس کے سارے جسم پر واقعی بے شمار زخموں کے نشانات نظر آ رہے تھے جن سے ابھی تک خون رس رہا تھا اور اس کا لباس خون سے تر ہوتا جا رہا تھا ۔

"جوزف کی حالت بہت خراب ہے طاہر صاحب ۔ اسے فوراً ہسپتال لے جانا چاہیئے"... سلیمان نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا ۔

"نہیں ۔ مجھے کسی ہسپتال لے جانے کی ضرورت نہیں ہے ۔ یہ عارضی زخم ہیں ۔ ابھی ٹھیک ہو جائیں گے"... سلیمان کی بات سن کر جوزف نے جلدی سے کہا ۔

"عارضی زخم"... سلیمان اور بلیک زیرو کے منہ سے ایک ساتھ نکلا ۔

"ہاں ۔ یہ شیطانی ناگالوں کے لگائے ہوئے زخم ہیں جو مجھے عمل کرنے اور فادر جوشوا سے بات کرنے سے روکنا چاہتے تھے ۔ بہرحال میں تفصیل بعد میں بتاؤں گا اگر آپ دونوں پاک صاف ہیں تو باوضو ہو کر مجھ پر تین سادہ پانی کی بالٹیاں بھر کر ڈال دیں ۔ میرے زخم

خود بخود ٹھیک ہو جائیں گے"... جوزف نے کہا ۔

"ہم پاک صاف اور باوضو ہیں ۔ ہم ابھی ابھی باجماعت نماز ادا کر کے آئے ہیں"... سلیمان نے جلدی سے کہا ۔

"تو ٹھیک ہے ۔ تین بالٹیاں پانی کی بھر کر لے آؤ اور مجھ پر انڈیل دو"... جوزف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا ۔

"ابھی لاتا ہوں"... سلیمان نے جلدی سے کہا اور تیزی سے کچن کی طرف دوڑ گیا ۔ بلیک زیرو بھی کچھ سوچ کر کچن کی طرف بڑھ گیا ۔ چند ہی لمحوں میں وہ پلاسٹک کی تین بالٹیاں پانی سے بھر کر وہاں لے آئے ۔

"طاہر صاحب ۔ میرے سر پر پانی اس طرح گرائیں کہ میرے پیروں تک جسم کا کوئی حصہ خشک نہ رہ جائے"... جوزف نے کہا ۔

"اوہ ۔ اس کے لئے تمہیں اٹھ کر کھڑا ہونا پڑے گا"... بلیک زیرو نے کہا ۔

"ٹھیک ہے"... جوزف نے کہا اور اٹھنے کی کوشش کرنے لگا ۔ اس کا سارا جسم دکھ رہا تھا جیسے اسے اٹھنے میں بے پناہ تکلیف کا سامنا کرنا پڑ رہا ہو ۔

"میں مدد کروں"... سلیمان نے پریشانی کے عالم میں کہا ۔

"نہیں ۔ میں اٹھ جاتا ہوں"... جوزف نے کہا اور پھر وہ دانتوں پر دانت جما کر اٹھ کر کھڑا ہو گیا ۔ اس کی ٹانگیں بری طرح سے کانپ رہی تھیں ۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ زیادہ دیر اپنی ٹانگوں پر کھڑا نہیں

رہ سکے گا۔ اس کی بگڑتی ہوئی حالت دیکھ کر بلیک زیرو اور سلیمان کی تشویش بڑھتی جا رہی تھی۔

جوزف نے کھڑے ہو کر آنکھیں بند کر لیں۔ بلیک زیرو نے میز پر چڑھ کر اس کے سر پر بالٹی کا پانی اس انداز میں انڈیلنا شروع کر دیا کہ جوزف کا پورا جسم بھیگتا چلا گیا اور پھر جب بلیک زیرو اور سلیمان نے جوزف کے زخموں سے اچانک دھواں نکلتے دیکھا تو دونوں نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ جوزف نے دانتوں پر دانت جما کر اس بری طرح سے بھینچ رکھے تھے جیسے وہ بڑی مشکلوں سے تکلیف برداشت کر رہا ہو اور بلیک زیرو اس کے زخموں پر پانی کی بجائے تیزاب انڈیل رہا ہو کیونکہ اس کے ناک سے عجیب اور تیز آواز نکل رہی تھی اور اس کے جسم کی لرزش بھی بے حد بڑھ گئی تھی۔

جیسے ہی بلیک زیرو کی بالٹی خالی ہوئی سلیمان نے آگے بڑھ کر اسے دوسری بالٹی پکڑا دی۔ بلیک زیرو اور سلیمان نے واقعی حیرت انگیز طور پر جوزف کے جسم پر موجود زخموں کو مندمل ہوتے دیکھا۔ جوزف کے جسم پر موجود زخموں سے بدستور دھواں نکل رہا تھا مگر زخم تیزی سے مندمل ہوتے جا رہے تھے۔ جب بلیک زیرو نے جوزف پر تیسری بالٹی کا پانی ڈالا تو اس کے جسم پر موجود زخموں کے نشانات تک حیرت انگیز طور پر غائب ہوتے چلے گئے۔ جوزف کا جسم یوں نظر آنے لگا جیسے اس پر کبھی معمولی سی خراش کا نشان بھی نہ آیا ہو۔ یہ دیکھ کر بلیک زیرو اور سلیمان کی آنکھیں اور زیادہ پھیل گئی تھیں۔

"تعجب انگیز۔ انتہائی تعجب انگیز۔ سادہ پانی سے بھی اس طرح زخم مندمل ہو سکتے ہیں کہ ان کا نام و نشان باقی نہ رہے۔ یہ میری زندگی کا واقعی حیرت انگیز اور ناقابل یقین واقعہ ہے جسے آج کی سائنس کسی بھی طور پر تسلیم نہیں کرے گی"۔۔۔ بلیک زیرو نے انتہائی حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"یہ انسانی زخم نہیں تھے طاہر صاحب۔ بدروحوں اور کالے شیطانوں کے لگائے ہوئے زخم تھے جنہیں ناگالے کہا جاتا ہے۔ اگر یہ اصلی زخم ہوتے تو میڈیکل سائنس کے علاج معالجے سے انہیں ٹھیک ہونے میں کافی وقت لگ سکتا تھا"۔۔۔ جوزف نے آنکھیں کھول کر بلیک زیرو کو بتاتے ہوئے کہا۔ اس وقت اس کا چہرہ ہشاش بشاش نظر آ رہا تھا جس پر معمولی سی بھی تکلیف کا کوئی تاثر موجود نہیں تھا۔

"یہ ناگالے کون تھے جنہوں نے تمہارے جسم پر اس قدر بے دردی سے زخم لگائے تھے"۔۔۔ سلیمان نے جوزف سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"ناگالے شیطانی ذریتوں کے محافظ ہوتے ہیں جو عموماً بدروحوں کی شکل میں ہوتے ہیں۔ ان کا اپنا کوئی وجود نہیں ہوتا مگر وجود نہ رکھنے کے باوجود وہ جس انسان پر حاوی ہو جائیں اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے ہیں۔ جس وقت انہوں نے مجھ پر حملہ کیا تھا اس وقت میں موم بتیوں کے حصار میں تھا جس کی وجہ سے وہ میرے

ٹکڑے نہیں کر سکے لیکن بہر حال ان میں اتنی طاقت موجود تھی
حصار میں ہونے کے باوجود انہوں نے مجھے بری طرح سے زخمی کیا
تھا۔ تاگالوں کا اگر کسی طرح بس نہ چلے تو وہ اپنے شیطانوں
دشمنوں کے جسم پر ایک ہزار چھوٹے بڑے زخم لگانے کی ہر
کوشش کرتے ہیں تاکہ اس انسان کا جسم مٹی کا ڈھیر بن جائے۔
تو میری قسمت اچھی تھی کہ عین وقت پر فادر جوشوا وہاں آگیا تھا
اس کے آتے ہی تاگالے کمرے سے فرار ہو گئے تھے۔ اگر فادر جو
کے آنے میں چند لمحوں کی دیر ہو جاتی یا تاگالے میرے جسم پر مزید
زخم لگا کر ان زخموں کی تعداد ایک ہزار کر لیتے تو تمہیں کمرے
میرا وجود مٹی کا ڈھیر بنا ملتا"... جوزف نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا

" اوہ۔ پھر تو واقعی تمہاری قسمت اچھی ہے کہ تمہارے فادر جو
نے آکر تمہیں بچا لیا۔ ورنہ"... سلیمان نے پریشانی سے بھرپور
میں کہا۔ اس وقت وہ اور بلیک زیرو حد سے زیادہ سنجیدہ تھے۔

" اچھا جوزف۔ جس مقصد کے لئے تم عمل کر رہے تھے اس
کیا ہوا۔ عمران صاحب کے بارے میں کچھ پتہ چلا"... بلیک زیرو
اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

" ہاں۔ میں نے سب کچھ معلوم کر لیا ہے۔ فادر جوشوا نے مجھے
سب کچھ ظاہر کر دیا ہے۔ فادر جوشوا کی مدد سے نہ صرف میں نے باس
کو دیکھا ہے بلکہ ان سے بات بھی کی ہے۔ باس زندہ ہے مگر
وقت شدید خطروں میں ہے"... جوزف نے آخری جملہ تشویش

نے کہا۔

"کیا کہا۔ تم نے صاحب کو دیکھا بھی ہے اور ان سے بات بھی
ہے"... سلیمان نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔ وہ جوزف کی
طرف یقین نہ کرنے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ حیران بلیک زیرو
بھی ہو رہا تھا مگر وہ بولا کچھ نہیں تھا۔ اسے امام مسجد کے الفاظ اچھی
طرح یاد تھے کہ عمران کا افریقی ملازم سب کچھ جانتا ہے۔ وہ جو کچھ
کہتا اس کی کوئی بات غلط نہیں ہو گی اور یہ کہ وہ جو کہے اس پر
اسے پوری طرح سے یقین کرنا تھا۔ یہ امام مسجد کی ان کے لئے
ایک لحاظ سے نصیحت بھی تھی اور حکم بھی تھا جسے بلیک زیرو نے
صاف محسوس کر لیا تھا۔

" ہاں۔ میں نے باس کو برازیل کے ایک زنگونا نامی جنگل میں
دیکھا تھا۔ باس نادانستگی میں اپنے ایک خیر خواہ کو دشمن سمجھ بیٹھا تھا
اور اس کو اذیتیں دے رہا تھا جس کی وجہ سے باس کا خیر خواہ بے پناہ
تکلیف اٹھا رہا تھا۔ میں نے باس کو سمجھانے کی کوشش کی تو باس کی
توجہ میری آواز کی طرف ہو گئی جس کا فائدہ اٹھا کر باس کا خیر خواہ ان
کے ڈر سے وہاں سے غائب ہو گیا۔

اس سے پہلے کہ میں باس کو مزید سمجھاتا اچانک میں نے باس کے
گرد شنگالیوں کے سائے دیکھے۔ اس سے پہلے کہ باس پر شنگالیاں
جھپٹ کر ان پر حملہ کرتیں میں نے باس کو زمین پر لیٹنے کے لئے کہہ
دیا تاکہ وہ شنگالیوں کو نظر نہ آ سکیں۔ جیسے ہی باس زمین پر لیٹا میں

نے فادر جوشوا کی مدد سے ان پر سیاہ دھویں کی چادر پھینک دی ۔ سیاہ
چادر کے وزن سے باس کو شدید تکلیف کا تو ضرور احساس ہوا ہوگا مگر
وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ میں نے ایسا اس لئے کیا تھا تاکہ وہ شنگالیوں
کی موجودگی میں زمین سے کسی طرح بھی اٹھنے کی کوشش نہ کر سکے
اگر وہ زمین سے اٹھ جاتے اور ان پر شنگالیوں کی نظر پڑ جاتی تو وہ ایک
لمحے میں باس کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتیں ۔ بہر حال اب باس وہاں
بے ہوش پڑا ہے ۔ دعا کرو کہ انہیں کسی بھی طرح ہوش نہ آجائے ۔
ان کے ہوش میں آنے سے پہلے پالوگ انہیں اٹھا کر نیلی روشنی کے
غار میں لے جائے یا پھر میں ان تک پہنچ جاؤں"... جوزف نے تفصیل
بتاتے ہوئے کہا۔

" حرام ہے جو تمہاری کسی بھی بات کی ہمیں سمجھ آئی ہو"...
سلیمان نے سر جھٹک کر اور منہ بنا کر کہا تو جوزف اس کی جانب
غصیلی نظروں سے گھورنے لگا۔

" جوزف ۔ اسے چھوڑو ۔ اسے تو فضول میں بکنے کی عادت ہے ۔
تم مجھے بتاؤ تمہارے فادر جوشوا نے تمہیں کیا بتایا ہے ۔ اصل معاملہ
کیا ہے اور برازیل کے جنگلوں کے وچ ڈاکٹروں کا اس طرح عمران
صاحب کو وہاں لے جانے کا کیا مقصد ہے"... جوزف کو غصے میں
آتے دیکھ کر بلیک زیرو نے جلدی سے کہا۔

" کیا آپ میری باتوں کا یقین کریں گے"... جوزف نے بلیک
زیرو کی جانب خشمگیں نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ مجھے تمہاری باتوں پر یقین ہے"... بلیک زیرو نے جلدی
سے کہا۔

" اس یقین کی وجہ "... جوزف نے اس کی طرف تیز نظروں سے
دیکھتے ہوئے کہا۔

" میں جانتا ہوں جوزف ۔ تم عمران صاحب کی طرح میری بھی
عزت کرتے ہو ۔ تم نے نہ کبھی عمران صاحب کے سامنے جھوٹ بولا
ہے اور نہ میرے سامنے"... بلیک زیرو نے کہا۔

" حیرت ہے ۔ پہلے تو آپ میری بات مان ہی نہیں رہے تھے اور
اب"... جوزف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تمہارے عمل کے دوران میں نے تمہاری باتوں پر بہت غور
کیا تھا۔ تمہاری ہر بات سچائی اور حقیقت پر مبنی معلوم ہوئی تھی اور
اب جس حال میں تم کمرے سے نکلے تھے اس کے باوجود میں تمہاری
باتوں پر یقین نہ کروں یہ کیسے ہو سکتا ہے اور پھر شنکارہ کے معاملے
میں بھی تو میں تمہارے ساتھ ہی تھا۔ اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ یہ
بھی کوئی ایسا ہی معاملہ ہے"... بلیک زیرو نے کہا تو جوزف نے
دھیرے سے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔ بلیک زیرو نے
اس کے سامنے جان بوجھ کر امام مسجد کا ذکر نہیں کیا تھا جس کا
جوزف نجانے کیا مطلب لیتا اور ان سے کہہ سکتا تھا کہ انہیں اس کی
باتوں پر نہیں بلکہ امام صاحب کی باتوں پر یقین آیا ہے ۔ اس لئے
اب دوسری باتیں بھی انہی سے جا کر پوچھ لیں ۔ انہیں واپس اس

کے پاس آنے کی کیا ضرورت تھی۔ سلیمان بھی بلیک زیرو کی بات کا مطلب سمجھ گیا تھا اس لئے اس نے بھی بلیک زیرو کی بات کی تائید میں اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ آپ میری باتوں پر یقین کرنے کو تیار ہیں تو میں آپ کو سب کچھ بتا دیتا ہوں"... جوزف نے کہا۔

"بتا دو گے تو تمہاری مہربانی ہو گی ورنہ ہم تمہارے سر پر لٹھ مارنے سے تو رہے"... سلیمان نے منہ بنا کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ جوزف نے اس کی بات نہیں سنی تھی کیونکہ وہ گہرے خیالوں میں کھویا ہوا تھا اور سوچ رہا تھا کہ وہ بات کہاں سے شروع کرے۔ البتہ اس کی بات سن کر بلیک زیرو کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی تھی۔ اس نے انگلی سے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا تو سلیمان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"پہلے تو میں آپ کو یہ بتا دوں کہ باس کو شیطانی ذریتوں کی تاریک دنیا میں لے جایا نہیں گیا بلکہ انہیں ایک خاص مقصد کے لئے وہاں بھیجا گیا ہے۔ انہیں وہاں تک پہنچانے میں فادر جوشوا کا ہاتھ ہے اور جس مقصد کے لئے باس کو وہاں پہنچایا ہے وہ بھی مجھے معلوم ہو گیا ہے"... جوزف نے اپنی بات کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

"کیا مقصد ہے ان کا"... بلیک زیرو نے کہا۔

برازیل کا ایک جزیرہ ہے جسے زنگونا کہا جاتا ہے۔ وہ جزیرہ سطح سمندر سے ہزاروں فٹ اونچا ہے اور ہزاروں ایکڑ تک پھیلا ہوا ہے۔

اس جزیرے پر بڑے بڑے پہاڑوں کے درمیان ہر طرف بڑے بڑے اور خوفناک جنگل موجود ہیں جنہیں تاریک جنگل یا پھر سنگاخ جنگل کہا جاتا ہے۔ ان جنگلوں کے پاس سے چونکہ سمندروں کی گرم اور سرد روئیں آپس میں ٹکراتی ہیں اس لئے وہاں ہر طرف دھند سی چھائی رہتی ہے جس کی وجہ سے انہیں عموماً تاریک جنگل کہا جاتا ہے۔ ان جنگلوں میں دنیا بھر کے خطرناک اور خوفناک جانور موجود ہیں۔ ان جنگلوں میں جانوروں کے ساتھ ساتھ انسانی قبیلوں کی بھی کمی نہیں ہے۔ وہاں مختلف تہذیبوں کے بے شمار قبائل آباد ہیں لیکن وہ تمام کے تمام قبائل اندھیرے اور پستی کی دنیا کے باشندے ہیں جو شیطانی ذریتوں کے نمائندے ہیں۔

انہی میں ایک قبیلہ کرکاش ہے جو سنگاخ جنگلوں میں سب سے بڑا اور سب سے طاقتور قبیلہ سمجھا جاتا ہے۔ اس قبیلے کا ہر وحشی اپنی ذات میں خود ایک بہت بڑا شیطان ہے جن کے پاس ہر قسم کی شیطانی طاقتیں موجود ہیں۔ اس قبیلے کے بارے میں مجھے جو کچھ فادر جوشوا نے بتایا ہے میں آپ کو وہ سب کچھ بتا دیتا ہوں تاکہ آپ کو ساری باتیں آسانی سے سمجھ میں آ جائیں"... جوزف یہ کہہ کر چند لمحوں کے لئے رکا پھر اس نے دوبارہ کہنا شروع کر دیا۔

"فادر جوشوا کے کہنے کے مطابق کرکاش قبیلہ تقریباً نو سو سالوں سے آباد ہے۔ وہاں موجود وہ سب کی سب بدروحیں ہیں جو انسانی جسموں میں سموئی ہوئی ہیں۔ وہ چونکہ شیطانی ذریتوں سے تعلق رکھتے

ہیں اس لئے ان پر بڑھاپا نہیں آتا۔ اس قبیلے کے وحشیوں کی تعدا
سینکڑوں میں ہے۔ قبیلے کے تمام افراد صرف مرد ہیں۔ ان میں نہ
کوئی عورت ہے، نہ بچہ اور نہ کوئی بوڑھا۔ وہ سب کے سب لمبے
تڑنگے طاقتور اور بے انتہا، ماورائی طاقتیں رکھنے والے وحشی ہیں۔ ان
سب کو جو بھی طاقتیں ملی ہوئی ہیں وہ سب انہیں ایک بڑی شیطانی
بدروح جس کا نام اناتا دیوی ہے، نے دے رکھی ہیں۔ اناتا دیوی کا
شمار بہت بڑی شیطانی ذریتوں میں بھی ہوتا ہے۔

سینکڑوں سال پہلے اناتا بھی ایک بدروح تھی جو دنیا کی
خوبصورت لڑکیوں کو ہلاک کر کے ان کے جسموں میں سما جاتی تھی
وہ انسانی روپ میں جنگلوں کے انسانوں اور جانورں پر اپنا تسلط
جمائے ہوئے تھی۔ اناتا چونکہ شیطانی ذریت تھی اور وہ انتہائی بے
رحم اور طاقتور تھی اس لئے شیطان نے اسے ان جنگلوں کی دیوی بنا
دیا تھا۔ اناتا دیوی بن کر بے حد خوش ہوئی تھی۔ دیوی بن کر وہ
سنگاخ جنگلوں میں پوری طرح سے حکمران ہو گئی تھی۔ سنگاخ
جنگلوں کے انسان و حیوان سب اس کے تابع ہو گئے تھے۔

اناتا نے دیوی بن کر سنگاخ جنگلوں میں انسانوں اور جانوروں پر
ظلم و ستم کے پہاڑ توڑنا شروع کر دیئے تھے۔ اس نے سنگاخ جنگلوں
کی ہر ذی روح کو اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اناتا دیوی پر
سنگاخ جنگلوں پر حکمرانی کا ایسا نشہ طاری ہو گیا تھا کہ اس نے خود کو
واقعی شیطان کی سب سے بڑی اور عظیم دیوی سمجھنا شروع کر دیا تھا۔

ان جنگلوں کے ساتھ ساتھ وہ افریقہ کے جنگلوں کے وچ ڈاکٹروں کو
اپنے تابع کر کے انہیں اپنے سامنے جھکانا چاہتی تھی۔ اس مقصد کے
لئے اس نے جنگل کے وحشیوں کو چن کر اپنا ایک خاص قبیلہ بنا لیا
تھا۔ وہ اس قبیلے کے وحشیوں کو ہر طرح کی شیطانی طاقتوں سے نواز
رہی تھی اور انہیں اس قابل بنا رہی تھی کہ وہ سب اس کے ساتھ مل
کر افریقہ کے وچ ڈاکٹروں کو اس کے سامنے جھکنے پر مجبور کر دیں۔

اناتا دیوی کے ظلم و ستم سے سنگاخ جنگلوں کے دوسرے قبیلوں
کے وحشی پہلے ہی نالاں تھے اس پر کرکاش قبیلے والوں نے بھی ظلم و
ستم کے پہاڑ توڑنا شروع کر دیئے تو ان قبیلے والوں نے سنگاخ
جنگلوں کو چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ سنگاخ
جنگل چھوڑ کر جاتے اناتا اور اس کے دست راست کرکاش قبیلے والے
موت بن کر ان قبیلے والوں پر چھا جاتے۔ اناتا نے بدروحوں کے
ساتھ جو انسانی روپ میں تھے افریقہ کے جنگلوں میں حملہ کر دیا۔ ان
کا افریقہ کے وچ ڈاکٹروں کے ساتھ زبردست مقابلہ ہوا۔ افریقہ کے
جنگلوں میں ایک مہان وچ ڈاکٹر شاشولا بھی تھا جس نے اپنی
طاقتوں سے اناتا کو پتھر کی مورتی بنا دیا۔ چونکہ اناتا دیوی ایک
بدروح تھی اس لئے جیسے ہی وہ پتھر کی مورتی بنی وہاں ہر طرف
شیطانی تاریکی پھیل گئی۔

اناتا دیوی سن سکتی تھی، دیکھ سکتی تھی مگر نہ وہ بول سکتی تھی
اور نہ ہی اپنی جگہ سے حرکت کر سکتی تھی۔ زنگولا کے وچ ڈاکٹروں

نے اناتا دیوی کو بتایا کہ اب اسے اس وقت تک اس حالت میں رہنا ہو گا جب تک وچ ڈاکٹر شاشولا کا ہمشکل پیدا نہیں ہو جاتا۔ چاہے صدیاں گزر جائیں۔ جب وہ انسان پیدا ہو گا تو تاریک جنگلوں کے آسمان پر چاند نکلنا شروع کر دے گا۔ تین سو اکسٹھ چاند راتوں میں یہ جنگل والے جشن منائیں گے اور پھر جب تین سو ساٹھواں چاند نمودار ہو گا تو اس کا رنگ سرخ ہو گا۔ اس سرخ چاند رات میں اناتا دیوی پر اس انسان کی بھینٹ دی جائے گی اور اس انسان نے جس نے اپنی زندگی میں بے شمار بے گناہ اور معصوم لوگوں کو ہلاک کیا ہو گا۔ اس انسان کو ہلاک کر کے اس کے خون سے اناتا دیوی کی مورتی کو غسل دیا جائے گا جس سے اناتا دیوی دوبارہ اپنی اصلی حالت میں آجائے گی۔

صدیاں گزر گئیں، سنگاخ جنگل اور وہاں بسنے والے قبائل آج بھی اسی طرح آباد ہیں اور اناتا دیوی کا بسایا ہوا خاص کرکاش قبیلہ اور اس قبیلے کی بدروحیں انسانی جسموں میں آج بھی زندہ ہیں جو دن رات اناتا دیوی کی مورتی کی پوجا کرتے رہتے ہیں اور ڈھول کی دھم دھم اور تانا نانا کی لے پر ناچتے رہتے ہیں جس کی وجہ سے ان کی طاقتوں میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ وقت گزرتا گیا اور پھر کئی صدیوں بعد آخر کار تاریک جنگلوں میں پہلی بار آسمان پر چاند نظر آ گیا۔ اس چاند کو دیکھ کر کرکاش قبیلے والوں کو پتہ چل گیا کہ وہ انسان کرہ ارض پر پیدا ہو چکا ہے۔

کرکاش قبیلے نے اس رات خوب جشن منایا۔ اس جشن میں قبیلے کے چاروں پجاری بھی شامل ہوئے تھے۔ وہ قبیلے والوں اور اناتا دیوی کو خوشخبریاں سنانے لگے۔ اناتا دیوی جو سن اور دیکھ سکتی تھی کو معلوم ہوا کہ اس کی زندگی کے دن قریب آگئے ہیں تو وہ بے حد خوش ہوئی۔ کرکاش قبیلے والوں کو تین سو انسٹھ چاند راتوں کا جشن منانا تھا جیسے ہی تین سو ساٹھویں سرخ رات آتی ان کی اناتا دیوی کو زندہ ہو جانا تھا۔ اب جب چاند راتیں شروع ہوئیں تو فادر جوشوا نے اپنا ایک نائب باگزان کو وچ ڈاکٹر پالوگ کے روپ میں وہاں بھجوا دیا اور اصل پالوگ کو غائب کر دیا۔

یہ تو تھی اناتا دیوی اور اس کے قبیلے کرکاش کا پس منظر اب میں آپ کو دوسری طرف لاتا ہوں۔ میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ سنگاخ جنگلوں میں موجود کرکاش قبیلے کی طرح اور بھی بے شمار قبیلے وہاں آباد ہیں۔ وہ سب کے سب تاریکی کے بھنور میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اناتا دیوی نے جنگل کے گرد ایسا گہرا حصار بنا دیا تھا کہ وہ چاہ کر بھی ان جنگلوں سے باہر نہیں جا سکتے تھے۔ باگزان کو جب اس انسان کا چہرہ دکھایا گیا جسے اناتا دیوی کی بھینٹ چڑھایا جانا تھا اور جسے پاناشی کہا جاتا تھا تو باگزان نے فادر جوشوا سے رابطہ کیا تو فادر جوشوا نے اسے عمران کے چہرے کا سکیچ بھجوا دیا۔

جس انسان کو اناتا دیوی کی بھینٹ چڑھایا جانا تھا اس کا رنگ سیاہ تھا جبکہ دوسرا انسان جس کا رنگ سفید تھا اور اس کی شکل بھی

کسی حد تک اس انسان سے ملتی تھی ۔ وہ انسان جو اپنے ملک کے
دشمنوں اور شیطانی ذریتوں کے خلاف نبرد آزما ہوتا آیا تھا، کو باگزان
نے سنگلاخ جنگلوں میں لے جانے کا بندوبست کر لیا ۔ چنانچہ ان
شیطانی ذریتوں نے جن میں سے ایک کا نام جمیکا ہے، نے بجائے اناتا
کی اصل بھینٹ کے اس انسان کو اغوا کر کے وہاں پہنچا دیا جو واقعی
برازیل کے جنگلوں اور شیطانی ذریتوں کے لئے بہت بڑا خطرہ بن سکتا
تھا اور طاہر صاحب وہ انسان کوئی اور نہیں باس ہے ۔ میرا گریٹ
باس علی عمران"... جوزف نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور یہ کہتے
ہوئے اس کا سینہ فخر سے تن گیا تھا ۔ بلیک زیرو اور سلیمان جو
نہایت انہماک اور دلچسپی سے جوزف کی زبانی اناتا دیوی، شیطانی
ذریتوں اور برازیل کے جنگلوں کی پراسرار اور ہولناک داستان سن
رہے تھے انہیں جوزف کی باتوں سے پہلے ہی اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ
کون سے دوسرے انسان کی بات کر رہا ہے ۔ دوسرا امام صاحب نے
بھی انہیں بتا دیا تھا کہ عمران کو ایک خاص مقصد کے لئے ان
پراسرار اور ہولناک جنگلوں میں پہنچایا گیا ہے ۔ اسے وہاں کیوں
پہنچایا گیا ہے یہ جوزف کی زبانی انہیں اب سمجھ میں آ رہا تھا ۔

"باگزان خود کو اور باس کو ان شیطانوں سے چھپا کر رکھنا چاہتا تھا
تاکہ سرخ چاند رات آئے اور جب اناتا دیوی کو بھینٹ دینے کا وقت
ہو تو اصلی بھینٹ کی جگہ وہ باس کو عین وقت پر ان کے سامنے لے
آئے تاکہ انہیں اتنا وقت نہ مل سکے کہ وہ اصلی پاناشی کو لا کر اناتا

دیوی کو اس کے خون کا غسل دے سکیں ۔ اسے روشنی کی دنیا کے
قائندوں نے بتا دیا تھا کہ اگر سرخ چاند رات کو اناتا دیوی کی مورتی
کو اصلی پاناشی کی بھینٹ کے خون سے غسل نہ دیا گیا تو اناتا دیوی
کی مورتی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ان سنگلاخ جنگلوں میں فنا ہو جائے گی ۔

باگزان نے اناتا دیوی اور برازیل کے جنگلوں کی شیطانی ذریتوں
کو فنا کرنے کا پروگرام ترتیب دے دیا تھا ۔ اس نے باس کو جنگلوں
کے ایک خاص حصے میں لکڑی کے بنے ہوئے ایک بہت ہی خاص
کمرے میں چھپا رکھا تھا اور اس نے وہاں باس کی حفاظت کا بھی پورا
بندوبست کر رکھا تھا مگر باس نے غلطی کی ۔ وہ نہ صرف اس لکڑی
کے کمرے سے نکل گیا بلکہ اس نے باگزان کے ایک حفاظتی حصار کو
بھی توڑ دیا اور باگزان کو اپنا دشمن سمجھ کر اسے شدید زخمی بھی کر دیا
جس کی وجہ سے باگزان اپنی جان بچانے کے لئے ایک خاص غار میں
چلا گیا جس کی وجہ سے باس شدید خطروں میں گھر گیا ہے ۔

میں نے فادر جوشوا کی مدد سے باس کو وقتی طور پر گہری نیند سلا
دیا ہے اور اس پر سیاہ دھوئیں کی وزنی چادر بھی تان دی ہے تاکہ وہ
اناتا دیوی کے وچ ڈاکٹروں اور شیطانی ذریتوں کے شر سے محفوظ رہ
سکے ۔ باس کی غلطی کی وجہ سے نہ صرف وہ بلکہ باگزان بھی ان وچ
ڈاکٹروں کی نظروں میں آ گیا ہے ۔ اب باس کے ساتھ ساتھ باگزان
کی زندگی بھی شدید خطرے میں ہے ۔ وچ ڈاکٹر باس اور باگزان کو
ہلاک کرنے کے لئے ان پر شیطانی طاقتوں کے ساتھ حملے کرائیں گے

مجھے باگران اور باس کو ان شیطانوں سے بچانا اور انہیں وہاں سے نکال کر لانے کے لئے خاص طور پر برازیل کے خوفناک جنگلوں میں جانا ہو گا"... جوزف یہ بتا کر ایک بار پھر خاموش ہو گیا۔

" اوہ ۔ اس قدر خطرناک اور پراسرار جنگلوں میں جا کر کیا تم عمران صاحب اور باگران کو بچا کر لانے میں کامیاب ہو جاؤ گے"... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔ میں جنگلوں کا شہزادہ ہوں ۔ میں ہی ان جنگلوں میں جا سکتا ہوں ۔ وہاں کے ماحول اور ان جنگلوں کی شیطانی ذریتوں کا صرف میں ہی مقابلہ کر سکتا ہوں"... جوزف نے سر ہلا کر کہا۔

" ہونہہ ۔ جنگلوں کا شہزادہ ۔ شکل دیکھی ہے تم نے کبھی اپنی آئینے میں ۔ شہزادے ایسے ہوتے ہیں"... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

" اس کی کوئی خاص وجہ "... اس سے پہلے کہ جوزف سلیمان کی بات کا کوئی جواب دیتا بلیک زیرو نے جوزف سے مخاطب ہو کر جلدی سے پوچھا۔

" ایک تو فادر جوشوا کا ہاتھ میرے سر پر ہے اور دوسری بات یہ کہ شیطانی ذریتوں کے خاتمے کا وقت اب قریب آ گیا ہے ۔ اناتا دیوی اور اس کی تمام شیطانی ذریتوں کو صرف جونگو کی مدد سے فنا کیا جا سکتا ہے"... جوزف نے کہا۔

" جونگو ۔ یہ جونگو کون ہے"... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

" بچپن میں میرے ماں باپ نے میرا نام جونگو ہی رکھا تھا ۔ پھر

بدل کر جوزف رکھا تھا"... اس بار جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" جوزف ۔ یہ بتاؤ کیا ان خطرناک اور پراسرار جنگلوں میں تم اکیلے جاؤ گے"... بلیک زیرو نے کہا۔

" ہاں ۔ میں اکیلا جاؤں گا ۔ یہ درست ہے کہ برازیل کے جنگلوں کے راستے بے حد خطرناک ہیں اور میں آپ کو یہ بھی بتا چکا ہوں کہ تاریک جنگل برازیل کے ایک بڑے جزیرے پر ہے اور وہ جزیرہ سطح سمندر سے ہزاروں فٹ بلندی پر ہے ۔ اس جزیرے پر ہر وقت دھند چھائی رہتی ہے جس کی وجہ سے جزیرہ اور جنگل نظر نہیں آتے ۔ جزیرے میں بے شمار کٹاؤ بنے ہوئے ہیں جن سے سمندر گزرتا ہے ۔ انہی راستوں سے گزر کر اور پہاڑ اور میدان عبور کرنے کے بعد ہی ان تاریک جنگلوں میں پہنچا جا سکتا ہے ۔ اس تاریک جنگل کے تمام راستے بے حد دشوار گزار ہیں ۔ اس کے علاوہ تاریک جنگل بے حد گھنا، تاریک اور دنیا کے ہر قسم کے خطرناک جانوروں سے بھرا ہوا ہے جس سے بچے بغیر جنگل سے گزرنا ناممکنات میں سے ہے"... جوزف نے کہا۔

" کیا آج تک اسی جزیرے اور جنگلوں میں کوئی نہیں گیا اور ویسے بھی یہ سیٹلائٹ کا زمانہ ہے ۔ کیا سیٹلائٹ سے اس جزیرے اور جنگلوں کو نہیں دیکھا جا سکتا"... بلیک زیرو نے کہا تو اس کی بات سن کر جوزف ہنس پڑا۔

" ان جنگلوں میں دھند تو قدرتی طور پر بحری رووں کی وجہ سے ہے

مگر وہاں ماورائی طاقتوں کا راج ہے جس کی وجہ سے وہاں تاریکی بھی ہے جس کی وجہ سے سیٹلائٹ سے اس تاریکی میں کچھ نہیں دیکھا جا سکتا اور ان جنگلوں میں جو بھی جاتا ہے شیطانی طاقتیں فوراً ان کا خاتمہ کر دیتی ہیں اس لئے اس طرف اب کوئی نہیں جاتا"... جوزف نے کہا۔

" اور تم ان خطرناک، دشوار اور خوفناک جنگلوں کے تمام راستے آسانی سے عبور کر سکتے ہو کیونکہ تم جنگل پرنس ہو"... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" جنگل پرنس ۔ ہاں میں جنگل پرنس ہوں"... جوزف نے پہلے چونک کر اور پھر زیر لب مسکراتے ہوئے کہا ۔ شاید اسے سلیمان کا دیا ہوا جنگل پرنس کا خطاب پسند آ گیا تھا۔

" ہونہہ ۔ میں نہیں مانتا"... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" مت مانو ۔ مجھے تمہاری تصدیق کی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔ میں کیا ہوں یہ میں اور میرا فادر جوشوا اچھی طرح سے جانتا ہے"... جوزف نے کہا۔

" جوزف ۔ کیا عمران صاحب ان جنگلوں سے نکل کر خود واپس نہیں آ سکتے"... بلیک زیرو نے کسی خیال کے تحت پوچھا۔

" نہیں ۔ اناتا دیوی نے جنگل کے گرد جو حصار صدیوں پہلے بنایا تھا وہ آج بھی اسی طرح قائم ہے ۔ اس حصار کے اندر تو داخل ہوا جا سکتا ہے مگر کسی کا حصار سے باہر نکلنا ناممکن ہے ۔ باس جس قدر

بھی کوشش کر لے وہ جنگل سے باہر نہیں نکل سکتا"... جوزف نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" اور تم جب ان جنگلوں میں جاؤ گے تب ۔ کیا تم بھی ان جنگلوں سے باہر نہیں آ سکو گے"... سلیمان نے جلدی سے کہا۔

" مجھے ان جنگلوں سے باہر آنے کے لئے اناتا دیوی کے تمام حصار توڑنے پڑیں گے ۔ اس کے لئے اناتا دیوی اور دوسری تمام شیطانی طاقتوں کا فنا ہونا ضروری ہے"... جوزف نے کہا۔

" ان جنگلوں تک پہنچنے کے لئے تم کون سا راستہ اختیار کرو گے"... بلیک زیرو نے پوچھا۔

" میں ہوائی سفر کر کے پہلے آٹومیا جاؤں گا جہاں سے وہ جزیرہ ایک سو کلومیٹر دور ہے ۔ پھر سمندری راستوں کے ذریعے وہاں پہنچوں گا"... جوزف نے کہا۔

" کیوں ۔ تمہیں اس قدر پرپیچ اور دشوار گزار راستوں سے ان جنگلوں تک پہنچنے کی کیا ضرورت ہے ۔ کسی ہیلی کاپٹر سے بھی تو تم ان جنگلوں میں جا سکتے ہو"... سلیمان نے کہا تو جوزف بے اختیار ہنسنے لگا۔

" اس میں ہنسنے والی کون سی بات ہے"... جوزف کو ہنستا دیکھ کر سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

" ہنسنے والی بات نہیں تو اور کیا ہے ۔ میں نے بتایا تو ہے کہ اس سارے جزیرے کے گرد دھند اور تاریکی ہے ۔ دھند بہت اونچائی تک

ہے جس کی وجہ سے اس جزیرے پر سے کوئی جہاز یا ہیلی کاپٹر گزر
کی کوشش نہیں کرتا مبادا جزیرے کے کسی اونچے پہاڑ کی چوٹی
ٹکرا جائے۔ اس کے علاوہ ایک دو مرتبہ کچھ لوگوں نے اس جزیرے
کو سر کرنے کے لئے بلندی پر ہیلی کاپٹر لے جانے کی کوشش کی تھ
مگر جیسے ہی وہ ہیلی کاپٹر جزیرے کے اوپر لے گئے وہ اس جزیرے
گر کر تباہ ہو گیا۔ آج تک ان ہیلی کاپٹر والوں کا کچھ پتہ نہیں چل
اس کے علاوہ بہت سے باہمت افراد نے اس جزیرے اور ان جنگلو
میں جانے کی کوشش کی تھی لیکن جو لوگ بھی اس جزیرے پر گ
تھے وہ آج تک واپس نہیں آئے"... جوزف نے کہا۔

"جوزف۔ تم اس جزیرے اور ان جنگلوں میں کیسے جاتے ہو۔
میں نہیں جانتا اور نہ ہی میں تمہیں وہاں جانے سے روکوں گا لیکن
میرے خیال میں تمہارا وہاں اکیلے جانا خطرناک ہو سکتا ہے۔ کسی
کسی کو تم اپنے ساتھ ضرور لے جاؤ۔ کہو تو میں سیکرٹ سروس کے
چند ممبران کو تمہارے ساتھ بھیج دیتا ہوں"... بلیک زیرو نے جوزف
کی ساری باتیں سن کر ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اس جزیرے اور جنگلوں میں جانا واقعی بے حد خطرناک او
مشکل ہے لیکن میرا بہر حال وہاں جانا بہت ضروری ہے۔ میرے بگ
باس کی ان جنگلوں سے واپسی ناممکن ہے۔ میں کسی اور کو اپنے
ساتھ لے جا کر اسے کسی خطرے میں نہیں ڈال سکتا اس لئے میرا
اکیلا ہی ان جنگلوں میں جاؤں تو بہتر رہے گا"... جوزف نے کہا۔

"نہیں جوزف۔ کسی نہ کسی کو تو تمہیں بہر حال اپنے ساتھ لے
نا ہی ہو گا۔ تم خود کو جنگل پرنس کہہ رہے ہو تو جنگل پرنس کم از
اپنے ایک دو ساتھیوں کی حفاظت تو بہر حال کر ہی لے گا"...
یک زیرو نے کہا۔

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن"... بلیک زیرو کی بات سن کر جوزف نے
اتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیا۔ معاملہ عمران صاحب کا ہے اور عمران صاحب کو
ں سے واپس لانا ہمارے لئے بے حد ضروری ہے اس لئے تم کسی
کسی کو اپنے ساتھ ضرور لے جاؤ۔ سیکرٹ سروس کے ممبران
یں بخوبی جانتے ہیں۔ جو تمہاری نظر میں ان جنگلوں میں جانے کا
ہو اس کے بارے میں بتا دو میں بطور ایکسٹو اسے تمہارے ساتھ
انہ کر دوں گا۔ اگر کہو تو میں خود تمہارے ساتھ چلنے کے لئے تیار
ں"... بلیک زیرو نے کہا۔ وہ شاید سنگاخ جنگلوں سے عمران کو
پس لانے کے لئے خود جوزف کے ساتھ جانا چاہتا تھا یا شاید جوزف
پراسرار باتیں سن کر اسے اشتیاق پیدا ہو گیا تھا کہ وہ سنگاخ
لوں کی پراسرار اور ماورائی دنیا کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکے۔

"کیا یہ ضروری ہے"... جوزف نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد
م سے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ بہت ضروری ہے۔ تمہارے ساتھ کسی ایک کا ہونا بہت
ری ہے جوزف۔ تم نے وہ مثال تو سنی ہو گی بعض اوقات کھوٹا

سکہ بھی کام آجاتا ہے"... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہونہہ ۔ ٹھیک ہے ۔ میں اپنے ساتھ کسی ایک کو لے جا
ہوں"... جوزف نے سر جھٹک کر کہا۔ اسے رضامند ہوتے دیکھ
بلیک زیرو کی آنکھوں میں چمک آ گئی تھی۔

"گڈ ۔ بتاؤ تمہاری نظر میں ایسا کون سا شخص ہے جو تمہار
ساتھ جنگلوں میں جانے کے لئے موزوں رہے گا"... بلیک زیرو
جلدی سے کہا۔

"آپ نے کہا ہے کہ میں جسے چاہوں اپنی مرضی سے اپنے
لے جا سکتا ہوں اور میں جس کا نام لوں گا آپ اسے میرے ساتھ
دیں گے"... جوزف نے غور سے بلیک زیرو کی طرف دیکھتے ہوئے
اس کے لہجے میں یکلخت پراسراریت سی عود کر آئی تھی۔

"ہاں ۔ ہاں ۔ تم اس کا نام بتاؤ ۔ وہ تمہارے ساتھ ضرور جا
اگر تم مجھے بھی کہو گے تو میں بھی تمہارے ساتھ جانے سے انکار نہ
کروں گا"... بلیک زیرو نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ اگر آپ میرے ساتھ کسی کو بھیجنے کے لئے
ہیں تو میں اپنے ساتھ سلیمان کو لے جانا چاہتا ہوں ۔ کیا آپ
میرے ساتھ بھیجنا پسند کریں گے"... جوزف نے سلیمان کا نام
ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر بلیک زیرو اور سلیمان دونوں
بری طرح اچھل پڑے۔

"کک ۔ کک ۔ کیا کہا ۔ تم اپنے ساتھ جنگلوں میں مجھے لے

چاہتے ہو ۔ تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے کالے جن ۔ میں اور تمہارے
ساتھ جنگلوں میں جاؤں گا ۔ تم نے مجھے ٹارزن کی نسل کا انسان سمجھ
رکھا ہے کیا"... سلیمان نے بھناتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"طاہر صاحب بتائیں ۔ کیا آپ میرے ساتھ سلیمان کو بھیجیں
گے یا میں اکیلا چلا جاؤں"... جوزف نے سلیمان کی باتوں کو نظرانداز
کرتے ہوئے کہا۔

"طاہر صاحب سے کیا پوچھتے ہو ۔ میں بتاتا ہوں تمہیں ۔ میں
تمہارے ساتھ جنگلوں میں تو کیا کسی گلی کی نکر تک جانا گوارا نہیں
کروں گا ۔ تمہارا کیا پتہ تم مجھے ان جنگلوں میں لے جا کر کہیں دفن
کر دو یا کسی جنگلی جانور کی بھینٹ چڑھا دو اور تم میرے ویسے ہی
سب سے بڑے دشمن ہو ۔ میں کبھی بھی اور کسی بھی حال میں
تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا"... سلیمان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"جوزف ۔ کیا تم سلیمان کے علاوہ کسی اور کو اپنے ساتھ نہیں
لے جا سکتے"... بلیک زیرو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا ۔ اسے شاید
توقع نہیں تھی کہ جوزف اس طرح سلیمان کا نام لے دے گا۔

"نہیں ۔ میں صرف اور صرف سلیمان کو ہی اپنے ساتھ لے جاؤں
گا اور کسی کو نہیں"... جوزف نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے اور
فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"کیسے لے جاؤ گے ۔ کوئی زبردستی ہے کیا ۔ جاؤ ۔ میں نہیں جاتا
تمہارے ساتھ"... سلیمان نے غراتے ہوئے کہا۔

"نہیں سلیمان۔ جوزف نے اگر تمہیں اپنے ساتھ لے جانے کا فیصلہ کیا ہے تو اس نے کچھ سوچ کر ہی کیا ہے۔ تمہیں اس کے ساتھ جانا ہوگا"... بلیک زیرو نے سلیمان کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"آپ بھی طاہر صاحب۔ آپ بھی اس کالے بھوت کا ساتھ دے رہے ہیں۔ میں آپ کو جنگلوں کا وحشی نظر آتا ہوں کیا۔ قسم ہے میرے باپ دادا میں سے آج تک کوئی کسی جنگل میں نہیں گیا اور نہ ہی میرا دور نزدیک کا رشتہ دار شکاری ہے۔ ان جنگلوں میں جا کر میں کیا کروں گا۔ جوزف بتا تو رہا ہے ان جنگلوں میں کس قدر خطرناک جانور اور حشرات الارض موجود ہیں اور ان جنگلوں میں جانے کے راستے کس قدر دشوار گزار ہیں۔ آپ اس کی باتوں میں نہ آئیں۔ یہ کسی کو اپنے ساتھ نہیں لے جانا چاہتا اس لئے جان بوجھ کر یہ آپ کے سامنے میرا نام لے رہا ہے"... سلیمان نے غصے سے جوزف کو گھورتے ہوئے کہا۔

"کچھ بھی ہو۔ تمہیں ہر حال میں جوزف کے ساتھ جانا ہے۔ کیا تم امام صاحب کی بات بھول گئے ہو"... بلیک زیرو نے کہا۔

"امام صاحب۔ کون امام صاحب"... جوزف نے چونکتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے اسے امام مسجد اور ان سے ہونے والی باتوں کے متعلق بتا دیا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے آپ امام صاحب کی وجہ سے میری باتوں پر یقین کر رہے ہیں ورنہ شاید آپ میری باتوں پر یقین نہ

کرتے"... جوزف نے کہا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ بہرحال یہ طے ہو گیا ہے تمہارے ساتھ سلیمان جائے گا۔ تم اپنی ضرورتوں کے سامان کے بارے میں بتا دو۔ میں تمہیں تمہاری اور سلیمان کی ضرورتوں کی تمام چیزیں مہیا کر دوں گا اور تمہارے برازیل کے جنگلوں تک پہنچنے کا انتظام بھی کرا دوں گا۔ ٹھیک ہے سلیمان"... بلیک زیرو نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے طاہر صاحب۔ میں تو مذاق کر رہا تھا۔ صاحب موت کے منہ میں ہیں اور میں ان کی مدد کو نہ جاؤں یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ صاحب کو بدروحوں اور برازیل کے درندوں سے بچانے کے لئے میری جان بھی کیوں نہ چلی جائے میں اس کی بھی پرواہ نہیں کروں گا"... سلیمان نے سنجیدہ ہو کر بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔ سلیمان کو سنجیدہ ہوتے دیکھ کر بلیک زیرو کے چہرے پر سکون آگیا اور بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا تو جوزف بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں بھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔ مجھے چند چیزیں اپنے ساتھ لے جانی ہیں۔ جن چیزوں کی مجھے ضرورت ہے وہ میں آپ کے ساتھ جا کر خود خرید لوں گا"... جوزف نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں عمران کے فلیٹ سے نکلتے چلے گئے۔

کالاک میں تینوں وچ ڈاکٹرز موجود تھے۔ وہ بے حد غصے میں نظر
رہے تھے اور پریشانی کی وجہ سے ان کے چہرے بگڑ کر پہلے سے کئی گ
بھیانک اور خوفناک ہو گئے تھے۔ تینوں وچ ڈاکٹر انہی آبنو
کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ سردار جوزاکا وہاں پہنچا تو وہ غصے ا
بھیانک نظروں سے اسے گھورنے لگے۔

"تم کہاں چلے گئے تھے جوزاکا"... وچ ڈاکٹر رانگو نے سردار جوز
کو دیکھ کر غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"میں وچ ڈاکٹر پالوگ کی حقیقت جاننے کے لئے جمیکا کے پا
گیا تھا آقا"... سردار جوزاکا نے آگے بڑھ کر تینوں وچ ڈاکٹرز
سلام کرتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ کیا بتایا ہے جمیکا نے"... رانگو نے غراتے ہوئے کہا
سردار جوزاکا نے اسے ساری بات بتا دی۔

"ہونہہ۔ ہم تینوں نے بھی پالوگ کی اصلیت جان لی ہے۔
دیوتاؤں نے ہمیں اس کے بارے میں سب کچھ بتا دیا ہے۔ وہ
باگزان ہے جو پالوگ کے روپ میں ہمارے ساتھ رہ کر ہمیں دھوکہ
دے رہا تھا۔ اصل پالوگ کو افریقہ کے وچ ڈاکٹر فادر جوشوا نے
غائب کرا دیا ہے۔ فادر جوشوا ہمیں اور اناتا دیوی کو فنا کر دینا چاہتا
ہے۔ اس نے جان بوجھ کر اصلی پاتاشی کی جگہ دوسرے انسان آمی
ران کو یہاں بلایا ہے تاکہ اناتا دیوی جب زندہ ہو تو آمی ران اس کو
فنا کر دے کیونکہ آمی ران ہی وہ انسان ہے جس کے ہاتھوں اناتا
دیوی فنا ہو سکتی ہے۔ اس کے سر پر نیک ہستیوں کا ہاتھ ہے اور
فادر جوشوا کا ساتھ بھی"... وچ ڈاکٹر رانگو نے کہا۔

"اوہ۔ یہ پالوگ نجانے کتنے عرصے سے ہمارے ساتھ ہے اور
ہمیں اس پر ذرا بھی شک نہیں ہوا کہ وہ اصلی نہیں ہے"... سردار
جوزاکا نے حیرت سے منہ کھولتے ہوئے کہا۔

"وہ بہت چالاک ہے۔ اس نے خود کو ہم سے چھپائے رکھا تھا
جس کی وجہ سے ہم اس کے بارے میں کچھ نہیں جان سکے تھے۔ لیکن
اب اس کی حقیقت ہم پر کھل چکی ہے اور ہم اس کے ارادوں کو جان
گئے ہیں۔ وہ غدار ہے اور غداروں کو ہم کیا سزا دیتے ہیں یہ تم جانتے
ہو"... وچ ڈاکٹر رانگو نے کہا۔

"ہاں آقا۔ آپ مجھے حکم دیں میں اس بدبخت کو ابھی آپ کے
قدموں میں لا پھینکتا ہوں"... سردار جوزاکا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔ تمہیں ایسا ہی کرنا ہے ۔ پالوگ اور اس آمی ران کو تم نے پکڑ کر لانا ہے ۔ ان دونوں کو ہم اس قدر بھیانک سزا دیں گے جس کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتے"... تیسرے وچ ڈاکٹر چیانگا نے کہا۔

"آقا ۔ پالوگ تک پہنچنے اور اسے پکڑ کر یہاں لانے میں مجھے شدید دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا ۔ کیا آپ مجھے چند شنگالیاں دے سکتے ہیں ۔ شنگالیوں کی مدد سے میں نہ صرف ان دونوں تک آسانی سے پہنچ جاؤں گا بلکہ انہیں پکڑنا بھی میرے لئے مشکل نہیں ہو گا"... سردار جوزاکا نے کہا۔

"شنگالیاں ۔ اوہ ۔ ٹھیک ہے ۔ ہم تمہیں دس شنگالیوں کا سردار بناتے ہیں ۔ جاؤ انہیں ساتھ لے جاؤ اور جلد سے جلد پالوگ اور نقلی پاناشی آمی ران کو پکڑ کر ہمارے سامنے لاؤ"... رانگو نے کہا ۔ اس نے اپنے دوسرے وچ ڈاکٹر ساتھیوں کی طرف دیکھا اور پھر ان تینوں نے ایک ساتھ آنکھیں موند لیں ۔ وہ چند لمحے عجیب سی زبان میں کچھ پڑھتے رہے اور پھر انہوں نے ایک ساتھ اچانک آنکھیں کھول دیں۔

"دس شنگالیاں سامنے آ جائیں"... ان تینوں نے یک زبان ہو کر چیختے ہوئے کہا ۔ اسی لمحے وہاں ایک زوردار کڑاکا ہوا اور اچانک زمین پر سرخ رنگ کے دھوئیں کا ایک ہالہ سا نمودار ہوا اور پھر سرخ دھوئیں کا ہالہ تیزی سے اوپر اٹھتا چلا گیا ۔ پھر اس دھوئیں نے تیزی سے سمٹ کر انسانی شکل و صورت اختیار کرنا شروع کر دی اور پھر دوسرے لمحے وہاں ایک سرخ رنگ کی نہایت بدصورت اور پھٹی

پھٹی آنکھوں والی ایک لڑکی دکھائی دینے لگی ۔ اس لڑکی نے مختصر سا باس پہنا ہوا تھا ۔ اس کا سر گنجا اور چہرہ لمبوترہ تھا ۔ اس لڑکی کے ہاتھ پاؤں بے حد پتلے پتلے تھے اور انگلیاں لمبی جن کے ناخن بے حد بڑھے ہوئے اور چھریوں کی طرح تیز نظر آ رہے تھے۔

"شنگالی حاضر ہے آقا"۔ سرخ رنگت والی بدصورت لڑکی نے تینوں وچ ڈاکٹروں کے سامنے جھکتے ہوئے نہایت مؤدبانہ لہجے میں کہا ۔ اس کی آواز بھی پھٹی پھٹی سی تھی ۔ اسی لمحے ایک اور دھماکہ ہوا اور ایک اور سرخ دھوئیں کا ہالہ نمودار ہو کر تیزی سے اوپر کی جانب اٹھتا چلا گیا ۔ اس سرخ دھوئیں نے بھی سمٹ کر ایک لڑکی کی شکل اختیار کر لی ۔ وہ لڑکی بھی پہلی سرخ لڑکی جیسی تھی ۔ اس نے بھی جھک کر مؤدبانہ انداز میں وچ ڈاکٹروں کو سلام کیا ۔ پھر یکے بعد دیگرے اس طرح کڑاکے ہوتے چلے گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے وہاں خوفناک شکلوں والی دس سرخ لڑکیاں نمودار ہو گئیں ۔ ان سب نے وچ ڈاکٹروں کے سامنے جھک کر باری باری شنگالی حاضر ہے آقا کہا تھا۔

"ہم شنگالیوں کو حکم دیتے ہیں کہ وہ سردار جوزاکا کے ساتھ جنگلوں میں جائیں اور جا کر نقلی وچ ڈاکٹر پالوگ اور اس نقلی پاناشی آمی ران کو تلاش کر کے لائیں جسے پالوگ یہاں لایا ہے ۔ ہم شنگالیوں کو یہ بھی حکم دیتے ہیں کہ وہ ان دونوں مجرموں کو آہنی زنجیروں میں جکڑ کر اور زمین پر گھسیٹتے ہوئے کالاک میں ہمارے

سامنے لائیں"... تینوں وچ ڈاکٹروں نے ایک ساتھ اور یک زبان ہو کر ان شنگالیوں کو گھورتے ہوئے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"ہم اپنے آقاؤں کے حکم کی تعمیل کریں گی"... تمام شنگالیوں نے ایک ساتھ جھک کر چیختے ہوئے کہا مگر ان کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"جنگلوں میں جا کر تمہیں سردار جوزاکا کے حکم کی بھی تعمیل کرنی ہو گی"... تینوں وچ ڈاکٹروں نے کہا۔

"ہم سردار جوزاکا کے حکم کی تعمیل کرنے کے لئے تیار ہیں"... شنگالیوں نے پھر ایک ساتھ کہا۔

"جاؤ۔ سردار جوزاکا کے ساتھ جاؤ۔ ہم ان دونوں مجرموں کو جلد سے جلد اپنے قدموں میں دیکھنا چاہتے ہیں"... تینوں وچ ڈاکٹروں نے کہا۔

"حکم کی تعمیل ہو گی آقا"... شنگالیوں نے کہا اور مڑ کر سردار جوزاکا کی جانب دیکھنے لگیں جیسے اس کے حکم کی منتظر ہوں۔

"آؤ"... سردار جوزاکا نے کہا۔ اس نے زور سے اپنا ترشول زمین پر مارا۔ ایک دھماکہ ہوا اور اس کا جسم یکلخت سیاہ دھوئیں میں تبدیل ہو گیا اور پھر وہ دھواں یکلخت ہوا میں تحلیل ہوتا چلا گیا۔ جیسے ہی سردار جوزاکا کا جسم سیاہ دھوئیں میں تبدیل ہو کر ہوا میں تحلیل ہوا یکے بعد دیگرے دس بار کڑاکے ہوئے اور شنگالیوں کے وجود بھی سرخ دھوئیں میں تبدیل ہوتے چلے گئے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے سرخ دھوئیں بھی جیسے ہوا میں تحلیل ہو کر وہاں سے غائب ہوتے چلے گئے۔

عمران کے ذہن میں عجیب سی سنسناہٹ ہو رہی تھی۔ اس کا جسم بار بار لرزتا اور پھر اس کے ذہن میں روشنی لپکتی اور پھر غائب ہو جاتی وہ شاید ہوش میں آنا چاہ رہا تھا مگر کوئی عجیب سی طاقت تھی جو اسے ہوش میں آنے سے روک رہی تھی۔ ایک بار جو عمران کے ذہن میں روشنی کی چمک لہرائی تو عمران نے یکلخت اپنے ذہن کو جیسے وہیں لاک کر لیا۔ اس کے ذہن میں تیز سنسناہٹ ہونے لگی اور وہ اپنے ذہن کو ایک جگہ لاشعوری طور پر مرتکز کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ ایسا کرنے سے اس کا سارا جسم اکڑنے لگا تھا اور اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی اس کے وجود کو اٹھا اٹھا کر پٹخ رہا ہو اور جیسے کوئی اس کے سر پر زور زور سے ہتھوڑے برسا رہا ہو۔ کافی دیر تک عمران کی یہی حالت رہی پھر آخر کار اس کی کوشش رنگ لائی اور اس کا ذہن بیدار ہو گیا۔

جیسے ہی اس کا ذہن بیدار ہوا اسے اپنے جسم پر شدید بوجھ کا احساس ہوا جیسے وہ کسی منوں وزنی چٹان کے نیچے دبا ہوا ہو۔ اس کی آنکھیں کھل گئی تھیں مگر اس کے سامنے سوائے دھند کے اور کچھ نہیں تھا۔ عمران کو اپنے جسم کی ہڈیاں ٹوٹی ہوئی معلوم ہو رہی تھیں۔ وہ تڑپنا چاہتا تھا مگر جس وزن کے نیچے وہ دبا ہوا تھا اس کی وجہ سے وہ اپنے جسم کو معمولی سی بھی حرکت نہیں دے پا رہا تھا۔ وہ چیخنا چاہتا تھا مگر آواز جیسے اس کے حلق میں ہی گھٹ کر رہ گئی تھی۔

اسے یاد آگیا تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا تھا۔ وہ وچ ڈاکٹر پالوگ سے اس کی اصلیت جاننے کی کوشش کر رہا تھا جس پر اس نے پالوگ کو روشنی کی وجہ سے بے بس کر دیا تھا۔ ایسے میں اسے اپنے افریقی ساتھی کی آواز سنائی دی جس کا نام اسے یاد نہیں آ رہا تھا۔ اس افریقی نے عمران کو مخاطب کر کے اسے اپنا نام جونگو بتایا تھا لیکن جونگو کا نام عمران کے ذہن کے کسی خانے میں موجود نہیں تھا۔ وہ اپنے ساتھی کی آواز کو بخوبی پہچان رہا تھا۔ اس کا چہرہ بھی عمران کو یاد تھا مگر اس کا نام جیسے عمران کے ذہن سے مٹ سا گیا تھا۔

جونگو کی آواز سن کر عمران اس کی طرف متوجہ ہو گیا تھا جس کا فائدہ اٹھا کر پالوگ وہاں سے غائب ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ عمران کو اچانک جونگو نے کہا کہ وچ ڈاکٹر پالوگ اس کا دشمن نہیں بلکہ اس کا خیر خواہ ہے جس کو وہ اذیتیں دے کر غلطی کر رہا ہے اور پالوگ اس سے خوفزدہ ہو کر کسی ماگانے میں چلا گیا ہے جس کی وجہ

سے عمران ہر طرف سے خطروں میں گھر گیا تھا۔ پھر جونگو نے اس سے کہا تھا کہ وہ زمین پر لیٹ جائے۔ اس کو ہلاک کرنے کے لئے شنگالیاں وہاں آ گئی ہیں۔

جونگو نے جس بری طرح سے چیخ کر اسے زمین پر لیٹنے کے لئے کہا تھا اس کے لہجے میں نجانے ایسی کیا بات تھی کہ عمران فوری طور پر زمین پر لیٹ گیا تھا۔ پھر اچانک وہاں ہر طرف زور زور سے بجلی کڑکنے کی آواز سنائی دینے لگی اور پھر اچانک وہاں سرخ رنگ کی تیز روشنی پھیل گئی۔ اسی لمحے عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس پر ہزاروں من وزنی چٹان آ گری ہو جس کی وجہ سے عمران کو اپنے جسم کی ہڈیاں چور چور ہوتی محسوس ہوئی تھیں۔ عمران اپنے حلق سے نکلنے والی چیخوں کو نہ روک سکا تھا۔ اسے یہی محسوس ہوا تھا جیسے اسے موت کے بھیانک پنجوں نے دبوچ لیا ہو اور پھر اس کے بعد عمران کو اپنا ہر احساس ختم ہوتا ہوا معلوم ہوا تھا۔ اس کے بعد عمران کو اب ہوش آیا تھا۔ ہوش میں آنے کے باوجود عمران اپنے جسم پر شدید وزن محسوس کر رہا تھا۔

"ہونہہ۔ میرے جسم پر کوئی ٹھوس چیز موجود نہیں ہے اس کے باوجود مجھے اس قدر دباؤ کیوں محسوس ہو رہا ہے کہ میں اپنے جسم کو حرکت ہی نہیں دے پا رہا"... عمران نے دل ہی دل میں سوچا۔ اسے واقعی اپنے جسم پر صرف دباؤ محسوس ہو رہا تھا۔ کسی ٹھوس چیز کے موجود ہونے کا اسے کوئی احساس نہیں تھا۔

"جونگو۔ جونگو"... عمران نے حلق سے آواز نکالنے کی کوشش کی
مگر اس کی آواز اس کے حلق میں ہی گھٹ گئی تھی۔

"ہونہہ۔ میں خواہ مخواہ کس مصیبت میں مبتلا ہو گیا ہوں۔
جونگو۔ جونگو کہاں ہو تم"... عمران نے سوچا اور ایک بار بھرپور زور
صرف کر کے جونگو کو آوازیں دینے لگا لیکن جونگو کا نام اس کی زبان
تک تو ضرور آتا تھا مگر اس کے منہ سے آواز بالکل نہیں نکلتی تھی۔
اچانک عمران کو ایل پی کا خیال آیا۔ عمران نے اپنا ذہن اس ہاتھ کی
طرف مرتکز کیا تو اسے اپنے ہاتھ میں ایل پی کی موجودگی کا احساس
ہونے لگا۔ ہاتھ میں ایل پی کا احساس ہوتے ہی عمران کے جسم میں
جیسے سرشاری کی لہریں سی دوڑتی چلی گئیں۔ اس نے آنکھیں بند کر
کے سانس روک لیا اور یوگا کی ایک مخصوص مشق کو یاد کر کے اس
نے اپنا سارا ذہن اس ہاتھ کی جانب مبذول کر لیا جس میں ایل پی
موجود تھا۔

وہ اپنے تمام احساسات اور خیالات کو ختم کر کے اپنی پوری توجہ
اس ہاتھ اور ہاتھ میں موجود ایل پی کی طرف مبذول کر رہا تھا یہاں
تک کہ اچانک اسے اپنی انگلیوں میں حرکت کا احساس ہونے لگا۔
عمران نے اور زیادہ دلجمعی سے اپنے ذہن کے ساتھ اپنی جسمانی طاقت
کو بھی اس ہاتھ کی طرف بڑھانا شروع کر دیا اور پھر اس کا ہاتھ حرکت
میں آ گیا۔ جیسے ہی عمران کا ہاتھ حرکت میں آیا عمران نے ایل پی کو
مضبوطی سے تھامتے ہوئے اور اس پر ایک انگلی پھیرتے ہوئے اس کی

ک اوپر کی طرف اٹھا دی اور پھر اس نے ایک انگلی کو ایل پی کے
یک بٹن پر رکھتے ہوئے اچانک اس بٹن کو دبا دیا۔

جیسے ہی اس نے ایل پی کا بٹن دبایا اسی لمحے تیز اور نہایت
خوفناک کڑاکا ہوا اور عمران کی آنکھوں کے سامنے اچانک نیلے رنگ
کی تیز روشنیاں چمکنے لگیں۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے اپنے جسم پر
چھائے ہوئے بوجھ کو ختم ہوتے ہوئے محسوس کیا۔ نیلے رنگ کی تیز
روشنیاں چند لمحے اسی طرح چمکتی اور کڑکتی رہیں اور پھر یکلخت نیلی
روشنیاں غائب ہو گئیں۔ اسی لمحے عمران تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا
جیسے زمین پر لگے سپرنگوں نے اسے یکلخت اچھال دیا ہو۔

جہاں عمران موجود تھا وہاں ہلکی ہلکی سرخ روشنی چھائی ہوئی تھی
اور دھند بھی جیسے کم ہو گئی تھی جس کی وجہ سے اس روشنی میں
عمران کو اب واقعی جنگل دکھائی دینا شروع ہو گیا تھا۔ ہر طرف گھنے
اور تناور درخت ہی درخت تھے۔ زمین پر ہر طرف جھاڑیاں اگی ہوئی
تھیں اور عمران کو دور سے بے شمار جنگلی جانوروں کی آوازیں سنائی
دے رہی تھیں۔ عمران کو ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ کسی میدان سے
نکل کر اچانک اس گھنے اور خوفناک جنگل میں پہنچ گیا ہو۔

"وہ رہا آمی ران۔ پکڑو اسے"... اچانک عمران نے ایک چیختی
ہوئی آواز سنی۔ عمران تیزی سے پلٹا تو اسے ایک درخت کے پاس وہ
وحشی دکھائی دیا جو اسے لکڑی کی کوٹھڑی میں خون نما کوئی مشروب
پلانا چاہتا تھا۔ پالوگ نے عمران کو اس کا نام سردار جوزاکا بتایا تھا۔

سردار جوزاکا وہاں اکیلا نہیں تھا بلکہ اس کے قریب ایک سرخ رنگ کی عجیب ہیئت اور نہایت بدصورت لڑکی کھڑی تھی جس نے مختصر سا لباس پہن رکھا تھا۔ اس لڑکی کا سر گنجا تھا اور اس کے ہاتھ بے حد دبلے پتلے تھے۔ سردار جوزاکا کی آواز سن کر اس لڑکی نے بھی تیزی سے پلٹ کر عمران کی جانب دیکھا اور پھر جیسے ہی سردار جوزاکا نے کہا کہ وہ رہا پاناشی اسے پکڑو تو سرخ لڑکی تیزی سے حرکت میں آئی اور اپنی پتلی پتلی ٹانگوں سے نہایت تیزی سے بھاگتی ہوئی عمران کی طرف بڑھنے لگی۔ اس عجیب اور سرخ رنگت والی لڑکی کی رفتار بے حد تیز تھی۔ وہ جس تیزی سے بھاگتی ہوئی عمران کی طرف آرہی تھی یوں لگتا تھا جیسے وہ آن واحد میں عمران کے قریب پہنچ جائے گی۔

اس سرخ رنگت والی لڑکی نے اپنے لمبے لمبے ناخنوں والی انگلیاں پھیلا رکھی تھیں۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ عمران کے قریب آکر اپنی ناخنوں سے عمران کو بری طرح سے زخمی کر دے گی۔ سرخ رنگت والی خوفناک لڑکی کو اس انداز میں اپنی طرف آتا دیکھ کر عمران نے ہاتھ میں موجود ایل پی کا رخ اس کی جانب کرتے ہوئے بٹن پریس کر دیا۔ ایل پی کے سرے سے سرخ رنگ کی ایک پتلی سی اور ایک فٹ لمبی لکیر سی نکلی اور آن واحد میں سرخ رنگت والی لڑکی سے جا ٹکرائی اور اس لڑکی سے ٹکراتے ہی سرخ روشنی کی لکیر جیسے اس کے وجود میں گم ہوتی چلی گئی۔

اسی لمحے اچانک ایک ہولناک دھماکہ ہوا اور بھاگتی ہوئی سرخ

رنگت والی لڑکی کا جسم پھٹ کر ہزاروں ٹکڑوں میں تبدیل ہو گیا جیسے اس کے جسم کے ساتھ طاقتور بم لگا ہو اور اس کے دھماکے سے اس کے ٹکڑے اڑ گئے ہوں۔

"اوہ۔ یہ کیا ہو گیا۔ شنگالی فنا ہو گئی۔ تم نے شنگالی کو فنا کر دیا۔ اوہ۔ اوہ"... سرخ رنگت والی بھیانک لڑکی کے وجود کو اس طرح ٹکڑے ٹکڑے ہوتے دیکھ کر دور کھڑے سردار جوزاکا نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کی جانب دیکھ رہا تھا۔ عمران کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے کیونکہ وہ جس کوٹھڑی میں قید تھا وہاں پالوگ اور یہ سردار جوزاکا اس سے جنگلی زبان میں باتیں کر رہے تھے۔ نہ عمران کو ان کی باتوں کی سمجھ آرہی تھی اور نہ شاید انہیں۔ مگر اب عمران کو سردار جوزاکا کی زبان صاف سمجھ میں آرہی تھی جیسے وہ عمران کی زبان میں ہی بات کر رہا ہو۔

"سردار جوزاکا۔ تم سردار جوزاکا ہو ناں"... عمران نے ایل پی کا رخ سردار جوزاکا کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں سردار جوزاکا ہوں۔ تم۔ تم نقلی پاناشی آمی ران۔ تم نے عظیم وچ ڈاکٹروں کی شنگالی کو فنا کر دیا ہے۔ یہ تم نے کیا کر دیا ہے۔ تم نے عظیم وچ ڈاکٹروں کی ایک کنیز شنگالی کو فنا کر کے بہت برا کیا ہے۔ اب تمہاری ہلاکت بے حد بھیانک ہو گی۔ عظیم وچ ڈاکٹر تمہارے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے نکوڑوں کو کھلا دیں گے"... سردار جوزاکا نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ ساتھ

ہی اس نے اپنا ترشول اٹھا کر عمران کی جانب کر کے جھٹک دیا
اس کے ترشول سے نیلے رنگ کی لہریں سی نکل کر بجلی کی سی تیز
سے عمران کی جانب بڑھیں لیکن اس سے پہلے کہ نیلی لہریں عمرا
سے ٹکراتیں عمران نے اچانک اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی اور دوسر
طرف ہو گیا۔ سردار جوزاکا کے ترشول سے نکلنے والی لہریں ایک تنا
درخت سے جا ٹکرائی تھیں۔

اسی لمحے وہ درخت اس جگہ سے یوں غائب ہو گیا جیسے اس جگ
درخت کا کبھی کوئی نام و نشان تک نہ ہو۔ سردار جوزاکا نے ترشو
کا رخ عمران کی جانب کر کے ایک بار پھر جھٹکا۔ ترشول سے پھر نی
لہریں نکل کر عمران کی جانب لپکیں مگر عمران اس بار بھی چھلانگ
کر ان لہروں سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اس بار عمران نے
چھلانگ لگا کر دوسری طرف آتے ہوئے ایل پی کا بٹن دبا کر سرد
جوزاکا پر ریز فائر کر دی۔ سرخ رنگ کی ایک فٹ لمبی لکیر نکل
سردار جوزاکا کی طرف بڑھی اور اس کے سینے سے ٹکرا کر اس کے جس
میں گم ہوتی چلی گئی۔

سردار جوزاکا کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ اچھل کر کئی فٹ دو
جا گرا۔ اس طرح اچانک اچھل کر گرنے کی وجہ سے اس کے ہا
سے ترشول نکل کر دور جا گرا تھا۔ سردار جوزاکا زمین پر گرتے ہی
تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ اٹھتے ہی تیزی سے اپنے ترشول کی جانب
لپکا۔

"اوہ۔ یہ کیا۔ میں نے سردار جوزاکا پر بلاسٹنگ ریز کا فائر کیا تھا۔
اس سے سردار جوزاکا کا جسم دھماکے سے پھٹ جانا چاہئے تھا مگر"...
عمران نے حیرت بھری نظروں سے سردار جوزاکا کی طرف دیکھتے
ہوئے کہا۔ اس سے پہلے کہ سردار جوزاکا اپنے ترشول کے قریب پہنچتا
عمران نے اس پر ایک بار پھر بلاسٹنگ ریز فائر کر دی۔ بلاسٹنگ ریز
اس بار سردار جوزاکا کی کمر سے ٹکرائی اور اس کے جسم میں گم ہوتی چلی
گئی۔ اس بار بھی سردار جوزاکا کو زور دار جھٹکا لگا اور وہ پوری قوت
سے فضا میں اچھلا اور بری طرح سے قلابازیاں کھاتا ہوا ایک بڑے
درخت کے تنے سے ٹکراتا ہوا نیچے جا گرا تھا لیکن اس بار بھی اس کے
جسم میں دھماکہ نہیں ہوا تھا اور نہ ہی اس کے حلق سے کوئی اذیت
بھری چیخ نکلی تھی۔

اب تو عمران واقعی بری طرح سے چکرا کر رہ گیا تھا۔ بلاسٹنگ
ریز سے سردار جوزاکا کے پرخچے اڑ جانے چاہئیں تھے لیکن بلاسٹنگ ریز
سے سردار جوزاکا بری طرح سے اچھل اچھل کر گر تو رہا تھا لیکن اس
کے جسم کے پرخچے نہیں ہوئے تھے جیسے وہ گوشت پوست کا انسان
نہ ہو۔ سردار جوزاکا زمین پر گرا حیرت اور خوف بھری نگاہوں سے
عمران کی جانب دیکھ رہا تھا۔ اس نے ایک بار پھر اٹھ کر بھاگ کر
اپنے ترشول کی جانب جانا چاہا مگر عمران نے اس پر ریز پھینک کر
اسے دور پھینک دیا۔

"شنگالیو۔ جلدی آؤ۔ پاناشی آمی ران یہاں ہے"... اس بار سردار

جوزاکا نے گرتے ہی حلق کے بل چیخ کر کہا۔ جیسے ہی اس نے چیخ کر شنگالیوں کو آواز دی یکلخت عمران کے سامنے یکے بعد دیگرے تین کڑاکے ہوئے۔ زمین پر تین جگہ سرخ رنگ کا دھواں سا پھیلا اور تیزی سے اوپر اٹھتا چلا گیا۔

دوسرے ہی لمحے اس دھویں نے سمٹ کر پہلے جیسی خوفناک شکل کی تین لڑکیوں کا روپ دھار لیا۔ ان کی شکلیں بالکل ایک جیسی تھیں۔ عمران پر نظر پڑتے ہی ان کی آنکھیں چمکیں۔ وہ حلق کے بل غرائیں اور پھر نہایت خوفناک انداز میں عمران کی طرف بڑھنے لگیں۔ عمران نے جو ان تین ہمشکل خوفناک چہروں والی سرخ لڑکیوں کو اپنی طرف آتے دیکھا تو اس نے ان تینوں پر باری باری اور نہایت تیزی سے بلاسٹنگ ریز فائر کر دیں۔ جیسے ہی بلاسٹنگ ریز ان سرخ لڑکیوں پر پڑیں یکے بعد دیگرے تین خوفناک دھماکے ہوئے اور ان تینوں لڑکیوں کے پرخچے اڑ گئے۔

ان لڑکیوں کے پرخچے اڑتے ہی ہر طرف جیسے دھویں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے پھیل گئے تھے اور پھر وہ دھواں اچانک وہاں سے غائب ہو گیا۔ عمران کی توجہ جیسے ہی ان سرخ لڑکیوں کی طرف مبذول ہوئی سردار جوزاکا بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر اپنے ترشول کی طرف لپکا لیکن اس سے پہلے کہ وہ ترشول اٹھاتا عمران نے اس پر ایک بار پھر ریز فائر کر دی۔ اس بار ریز سردار جوزاکا کی گردن پر پڑی تھی۔ سردار جوزاکا کو ایک زبردست جھٹکا لگا اور وہ قلابازیاں کھانے والے

انداز میں الٹتا پلٹتا ہوا ایک بار پھر دور جا گرا۔ ترشول اٹھانے کی حسرت جیسے اس کے دل میں ہی رہ گئی تھی۔

سردار جوزاکا جس طرح بار بار اپنے ترشول کی طرف لپک رہا تھا اس سے عمران کو اندازہ ہو گیا تھا کہ سردار جوزاکا کا ترشول ضرور کسی خاص اہمیت کا حامل ہے۔ دوسرے یہ کہ سردار جوزاکا نے اس پر بجلی کی لہریں بھی اسی ترشول سے پھینکیں تھیں اس لئے عمران اسے اس کے ترشول کی طرف آنے سے روک رہا تھا۔ عمران نے گرے ہوئے سردار جوزاکا پر ایک بار پھر بلاسٹنگ ریز کا فائر کیا تو سردار جوزاکا کا جسم اچھلا اور ترشول سے اور دور جا گرا۔ یہ دیکھ کر عمران نے چھلانگ لگائی اور نہایت تیزی سے ترشول کی جانب بڑھنے لگا۔

" اوہ۔ آمی ران باسو کا حاصل کرنے آ رہا ہے۔ شنگالیو۔ سب کی سب سامنے آ جاؤ۔ اسے روکو۔ اگر اس نے باسو کا اٹھا لیا تو غضب ہو جائے گا"... سردار جوزاکا نے عمران کو ترشول کی طرف بڑھتے دیکھ کر بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔ اسی لمحے وہاں پھر کڑاکے ہوئے اور سرخ دھویں کے بادل سے اٹھے اور پھر دھویں کے بادل پہلے جیسی خوفناک سرخ لڑکیوں میں تبدیل ہو گئے۔

ان لڑکیوں کی تعداد سات تھی اور وہ عمران کے سامنے نمودار ہوئی تھیں۔ عمران ان کو دیکھ کر یکلخت ٹھٹھک گیا۔ اچانک ایک سرخ لڑکی نے ایک زوردار چیخ ماری اور اپنی جگہ سے یوں اچھلی جیسے اسے زمین پر لگے سپرنگوں نے اچھال دیا ہو۔ اس نے فضا میں بلند

ہوتے ہی اپنا رخ تبدیل کیا اور پھر توپ سے نکلے ہوئے گولے کی
طرح سیدھی عمران کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس نے اچانک اور اس
انداز میں عمران پر چھلانگ لگائی تھی کہ عمران کو اس پر بلاسٹنگ ریز
فائر کرنے کا موقع ہی نہیں ملا تھا۔ لڑکی جسے سردار جوزاکا نے شنگالی
کہا تھا آن واحد میں اس کے قریب پہنچ گئی تھی اور پھر اس سے پہلے کہ
وہ کسی توپ سے نکلے ہوئے گولے کی طرح عمران سے ٹکراتی عمران
بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ سے ہٹ گیا اور شنگالی اس کے قریب
سے گزرتی ہوئی دوسری طرف جا گری۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتی
عمران نے تیزی سے گھوم کر اس کی طرف بلاسٹنگ ریز فائر کر دی۔
بلاسٹنگ ریز شنگالی سے ٹکرائی اور اس کے جسم میں گم ہوتی چلی گئی
اسی لمحے دھماکہ ہوا اور اس شنگالی کا جسم بھی ٹکڑوں میں تبدیل ہو
گیا اور پھر دھواں بن کر ہوا میں تحلیل ہوتا چلا گیا۔

اسی لمحے باقی شنگالیوں نے بھی چیخیں مارتے ہوئے اپنی جگہوں
سے چھلانگیں لگائیں اور وہ انتہائی خوفناک انداز میں عمران پر حملہ آور
ہو گئیں۔ عمران نے انہیں اس انداز میں اپنی طرف آتے دیکھا تو وہ
بھی اپنی جگہ سے اچھلا۔ اس نے چھلانگ لگا کر قلابازی کھائی اور ہوا
میں اچھلی ہوئی ایک شنگالی پر بلاسٹنگ ریز فائر کرتے ہوئے اس نے
دونوں ٹانگیں پھیلا کر ایک شنگالی کے پیٹ میں ماریں۔ وہ شنگالی
جس پر عمران نے بلاسٹنگ ریز فائر کی تھی وہ فضا میں ہی بکھر گئی جبکہ
دوسری شنگالی جس کے پیٹ میں عمران نے ٹانگیں ماری تھیں وہ فضا

میں جھٹکا کھا کر رول ہوتی ہوئی اپنے پیچھے آنے والی دو شنگالیوں سے
ٹکرائی اور انہیں لئے ہوئے زمین پر گر گئی۔ وہاں دھند میں چونکہ
سرخ رنگ کی روشنی پھیلی ہوئی تھی اس لئے عمران کو وہاں کا ماحول
صاف دکھائی دے رہا تھا۔ البتہ اسے اس بات کا اندازہ نہیں تھا کہ
یہ رات کا وقت ہے یا دن کا۔

باقی شنگالیاں جو عمران کے قریب تھیں انہوں نے اچانک
جھپٹ کر عمران کو پکڑنے کی کوشش کی مگر عمران قلابازی کھا کر
جیسے ہی سیدھا ہوا اس نے دائیں طرف چھلانگ لگاتے ہوئے ایک
اور شنگالی کو بلاسٹنگ ریز کا شکار بنا لیا۔ اس سے پہلے کہ گری ہوئی
شنگالیاں اٹھ کر عمران پر حملہ آور ہوتیں عمران نے زمین پر لوٹ
لگاتے ہوئے ان پر مسلسل بلاسٹنگ ریز پھینکتے ہوئے ان سے دور
ہٹتا چلا گیا۔ وہ اب تک سات شنگالیوں کے بلاسٹنگ ریز سے پرخچے
اڑا چکا تھا۔

اب اس کے سامنے تین شنگالیاں تھیں جو ایک جگہ کھڑی عمران
کو خونخوار نظروں سے گھور رہی تھیں اور سردار جوزاکا زمین پر پڑا
حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران اور اس کے ہاتھ میں موجود
چھوٹی سی لوہے کی سلاخ کو دیکھ رہا تھا جس میں سے باریک سی سرخ
روشنی کی دھار نکلتی تھی اور شنگالیوں کے پرخچے اڑ جاتے تھے اور وہی
روشنی کی سرخ دھار اسے بھی زمین سے اٹھا اٹھا کر دور پھینک رہی
تھی۔ شنگالیوں کا خاتمہ کرتے ہوئے بھی عمران کی نظریں مسلسل

سردار جوزاکا اور اس کے ترشول پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ کسی بھی حالت میں سردار جوزاکا کو اس ترشول کے قریب نہیں پہنچنے دینا چاہتا تھا۔

"تمہیں کیا ہو گیا ہے شنگالیو۔ ایک معمولی سا انسان تمہاری گرفت میں نہیں آ رہا"... سردار جوزاکا نے چیختے ہوئے کہا تو تینوں شنگالیاں تیزی سے عمران پر جھپٹ پڑیں مگر عمران نے پارے کی طرح تڑپ کر کرانے کے مخصوص داؤ استعمال کرتے ہوئے اپنے ہاتھ پیر چلا کر ان تینوں شنگالیوں کو دور اچھال پھینکا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتیں عمران نے مزید دو شنگالیوں پر بلاسٹنگ ریز فائر کر دی۔

جب سردار جوزاکا نے دو اور شنگالیوں کو فنا ہوتے دیکھا تو اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہوتا چلا گیا۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور اس نے بجلی کی سی تیزی سے اپنے ترشول کی طرف دوڑ لگا دی۔ یہ دیکھ کر عمران نے تیزی سے اس پر بلاسٹنگ ریز کا فائر کیا مگر اس بار جیسے ہی عمران نے اس پر بلاسٹنگ ریز کا فائر کیا سردار جوزاکا بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور بلاسٹنگ ریز اس کے نیچے سے نکلتی چلی گئی۔ بلاسٹنگ ریز ایک اور درخت کے تنے سے ٹکرائی تھی۔ دوسرے ہی لمحے ایک ہولناک دھماکہ ہوا اور اس درخت کے تنے کے پرخچے اڑ گئے اور پھر زوردار کڑکڑاہٹ کی آواز کے ساتھ وہ بڑا درخت نیچے گرتا چلا گیا۔

اسی لمحے آخری شنگالی نے بھی موقعے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے عمران پر چھلانگ لگا دی۔ عمران بجلی کی طرح تڑپا۔ اس نے نہ صرف

دونوں ٹانگیں مار کر شنگالی کو دور اچھال دیا تھا بلکہ اس نے ایک بار پھر سردار جوزاکا پر بلاسٹنگ ریز کا فائر کر دیا تھا۔ سردار جوزاکا جو اس بار ترشول کے قریب پہنچ گیا تھا اور اس نے ترشول بھی اٹھا لیا تھا عمران کی بلاسٹنگ ریز اس بار اس کے ترشول پر پڑی تھی اور پھر ایک زور دار دھماکہ کے ساتھ سردار جوزاکا کے ہاتھ میں موجود ترشول کے ٹکڑے اڑ گئے اور سردار جوزاکا جیسے اپنی جگہ پتھر کا بت بن کر رہ گیا۔

شاید اس کے خواب و خیال میں بھی نہ تھا کہ اس کے ترشول کے اس طرح ٹکڑے اڑ سکتے ہیں۔ اس کے ہاتھ میں اس کے ترشول کا چھوٹا سا ڈنڈا رہ گیا تھا جسے وہ پکڑے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا۔

عمران نے ایک بار پھر زمین پر لوٹ لگائی اور آخری شنگالی جو زمین سے اٹھ کر اس پر حملہ کرنے کے لئے پر تول رہی تھی، بلاسٹنگ ریز فائر کر دی۔ بلاسٹنگ ریز شنگالی کی پیشانی سے ٹکرا کر جیسے اس کی پیشانی میں اترتی چلی گئی۔ اسے یکلخت ایک زور دار جھٹکا لگا اور پھر اچانک دھماکے سے اس کے بھی پرخچے اڑ گئے۔ اس کے ٹکڑے فضا میں بکھر کر سرخ دھوئیں میں تبدیل ہو گئے تھے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے دھوئیں کے ٹکڑے ہوا میں تحلیل ہوتے چلے گئے۔

"بس یا ابھی تمہاری اور شنگالیاں باقی ہیں"... عمران نے نفرت سے سردار جوزاکا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تت۔ تم۔ تم نے ساری شنگالیوں کو فنا کر دیا ہے اور تم نے

میرے باسوکا کو بھی تباہ کر دیا ہے۔تت۔تم"... سردار جوزاکا نے کانپتے ہوئے کہا۔اس کا چہرہ خوف کی شدت سے بری طرح بگڑا ہوا تھا۔

"اب تمہاری باری ہے۔تیار ہو جاؤ"... عمران نے کہا۔اس نے ایل پی کا روشنی پھینکنے والا دوسرا بٹن دبا دیا جس سے طاقتور ٹارچ جیسی روشنی نکلتی تھی۔ عمران نے دیکھا تھا کہ سردار جوزاکا پر بلاسٹنگ ریز کا صرف اس حد تک اثر ہو رہا تھا کہ وہ اچھل اچھل کر دور جا گرتا تھا مگر شنگالیوں کی طرح اس کے جسم کے پرخچے نہیں اڑتے تھے اس لئے عمران نے اس پر روشنی پھینکنے کے بارے میں سوچا تھا کہ جس طرح تیز روشنی کی وجہ سے پالوگ کا برا حشر ہوا تھا اور اس کے جسم پر آبلے پڑ گئے تھے ہو سکتا ہے اسی طرح یہ روشنی سردار جوزاکا کے لئے بھی زہر قاتل بن جائے کہ اچانک سردار جوزاکا مڑا اور پھر نہایت تیزی سے عمران کی مخالف سمت میں بھاگتا چلا گیا۔

"ارے۔ارے۔کہاں جا رہے ہو۔رکو سردار جوزاکا"... سردار جوزاکا کو اس طرح بھاگتے دیکھ کر عمران نے چیختے ہوئے کہا اور پھر اس نے بھی سردار جوزاکا کے پیچھے دوڑ لگا دی لیکن سردار جوزاکا کی رفتار بے حد تیز تھی۔وہ بھاگتے ہوئے تیزی سے گھنے درختوں کے پیچھے گم ہو گیا تھا۔

"سردار جوزاکا۔سردار جوزاکا"... سردار جوزاکا کو درختوں کے پیچھے گم ہوتے دیکھ کر عمران نے رکتے ہوئے اسے زور زور سے آوازیں

دینا شروع کر دیں لیکن سردار جوزاکا اگر وہاں ہوتا تو اس کی بات کا جواب دیتا۔وہ تو بھاگتا ہوا نجانے کہاں سے کہاں نکل گیا تھا۔ عمران ٹارچ جیسی روشنی چاروں طرف گھمانے لگا۔پھر اچانک جیسے اس پر کوئی چیز آ پڑی۔عمران کے ہاتھ کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور اس کے ہاتھ سے اس کا لیزر پوائنٹر گر پڑا۔زمین پر گرنے کے باوجود پوائنٹر آف نہیں ہوا تھا اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس پر گرنے والی چیز اس کے گرد لپٹی جا رہی ہو۔عمران اپنی جگہ جیسے بت سا بن گیا تھا۔اس کے جسم پر رسی کی طرح لپٹنے والی چیز ایک لمبا اور پتلا سا ناگ تھا جس کی تیز پھنکار عمران صاف سن رہا تھا۔

"کچھ بھی ہو طاہر صاحب ۔ میں برازیل کے جنگلوں میں نہیں جاؤں گا ۔ اس کالے بھوت کے ساتھ تو کبھی بھی نہیں"... سلیمان نے بلیک زیرو کی طرف دیکھتے ہوئے جان بوجھ کر اداکاری کرتے ہوئے کہا جو جوزف کے ساتھ دو تین گھنٹوں میں ہی واپس فلیٹ پر آ گیا تھا ۔ جوزف اور بلیک زیرو نے بڑے بڑے سفری بیگ اٹھا رکھے تھے جن میں وہ نجانے کیا کیا چیزیں بھر لائے تھے ۔ جوزف اور بلیک زیرو جیسے ہی صوفوں پر بیٹھے سلیمان نے بلیک زیرو کو اپنا فیصلہ سنا دیا تھا ۔ اس کی بات سن کر دونوں ہی چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے ۔

"سلیمان ۔ اب کیا ہو گیا ہے ۔ پہلے تو تم مان گئے تھے"... اس کی بات سن کر بلیک زیرو نے اسے غصیلی اور حیرت نظروں سے گھورتے ہوئے کہا ۔

"نہیں طاہر صاحب ۔ آپ بے شک مجھ سے ناراض ہوں، مجھے ڈانٹ لیں یا پھر میرے سر پر جوتے مار لیں لیکن مجھے اس کالے بھوت کے ساتھ جانے کے لئے مجبور نہ کریں"... سلیمان نے اسی انداز میں کہا ۔

"کیوں ۔ آخر تم جوزف کے ساتھ جانے سے کیوں گھبرا رہے ہو ۔ تمہارا کیا خیال ہے جوزف کیا تمہیں سچ مچ جنگلوں میں ہلاک کرنے کے لئے لے جا رہا ہے"... بلیک زیرو نے اسے گھورتے ہوئے کہا ۔ اس کی بات سن کر جوزف کے ہونٹوں پر دھیمی سی مسکراہٹ آ گئی تھی ۔

"نہیں ۔ یہ بات نہیں ہے"... سلیمان نے کہا ۔

"تو پھر کیا بات ہے"... بلیک زیرو نے کہا ۔

"میں ایک معمولی سا باورچی ہوں ۔ مجھے سوائے کھانا پکانے کے اور کچھ نہیں آتا ۔ جوزف نے بتایا ہے کہ جنگلوں میں ہر طرح کے خطرناک اور خونخوار جانور موجود ہیں ۔ اگر جنگل میں میرے سامنے شیر آ گیا تو پھر"... سلیمان نے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا ۔

"تو کیا ہو گا"... جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"تو میرا وہ نکل جائے گا"... سلیمان نے جلدی سے کہا ۔

"وہ کیا"... بلیک زیرو نے بے اختیار پوچھا ۔

"وہ جو چھوٹے بچوں کا رات کو سوتے میں بستر پر نکل جاتا ہے"... سلیمان نے شرماتے ہوئے کہا ۔ پہلے تو بلیک زیرو اس کی طرف

حیرت سے دیکھتا رہا پھر جیسے ہی اسے سلیمان کی بات کا مطلب
میں آیا تو وہ بے اختیار ہنس پڑا۔ اس کی بات سن کر جوزف
مسکرا دیا تھا۔ سلیمان نے جس انداز میں بات کی تھی اس
صاف پتہ چلتا تھا کہ وہ مذاق کر رہا ہے۔

"وہ تو تمہارا پہلے ہی مجھے دیکھ کر نکل جاتا ہے۔ اس میں نئی بار
کیا ہے"... جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو کی ہنسی
ہو گئی۔

"دیکھا طاہر صاحب۔ یہ آپ کے سامنے کس طرح میرا مذاق ا
رہا ہے۔ یہ آپ کے سامنے باز نہیں آ رہا تو مجھ غریب کا اکیلے جنگل
میں کیا حال کرے گا"... سلیمان نے رونی صورت بناتے ہوئے کہا۔

"تم نے بات ہی ایسی کی ہے جس کا جواب ایسا ہی ہو
چاہئے"... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"آپ بھی۔ آپ بھی میرا مذاق اڑا رہے ہیں۔ جائیے۔ آپ ا
بھی کر لیں اب تو میں اس کے ساتھ کسی صورت بھی نہیں جاؤں
گا"... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے
سے باہر نکل گیا۔

"ارے۔ ارے۔ کہاں جا رہے ہو۔ سلیمان۔ سلیمان"... بلیک
زیرو نے اسے اس طرح باہر جاتے دیکھ کر چونکتے ہوئے کہا۔

"رہنے دیں طاہر صاحب۔ یہ ابھی واپس آ جائے گا اور یہ میرے
ساتھ جائے گا بھی"... جوزف نے کہا تو بلیک زیرو چونک کر اس کی

طرف دیکھنے لگا۔

"تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ وہ تمہارے ساتھ ضرور جائے گا"...
بلیک زیرو نے جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"فادر جوشوا نے مجھے بتایا تھا۔ زنگونا جنگلوں میں میرے ساتھ
جانے کے لئے سلیمان کا ہی انتخاب کیا گیا ہے"... جوزف نے کہا۔

"انتخاب کیا گیا ہے۔ کیا مطلب"... بلیک زیرو نے اور زیادہ
حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"جس طرح باس کو ان جنگلوں میں خصوصی طور پر پہنچایا گیا ہے
اسی طرح مجھے اور سلیمان کو بھی ان جنگلوں میں جانے کا حکم دیا گیا
ہے"... جوزف نے گول مول سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں ابھی تک تمہاری بات کا مطلب نہیں سمجھا"... بلیک زیرو
نے کہا۔

"نہ ہی سمجھیں تو اچھا ہے۔ آپ بس اتنا ہی جان لیں کہ ان
شیطانی ذریتوں کا خاتمہ میرے، باس اور سلیمان کے ہاتھوں ہی ہو
گا"... جوزف نے اسی انداز میں کہا۔

"اوہ۔ عمران صاحب کا اور تمہارا ان جنگلوں میں جانے کا مقصد
تو سمجھ میں آتا ہے مگر سلیمان۔ اس سلسلے میں اس کا انتخاب کیوں کیا
گیا ہے"... بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ میں نہیں جانتا اور نہ ہی اس کے بارے میں مجھے فادر جوشوا
نے کچھ بتایا ہے۔ انہوں نے بس مجھے یہی حکم دیا تھا کہ میں اپنے

ساتھ سلیمان کو ان جنگلوں میں لے جاؤں۔ فادر جوشوا کا حکم میں بھلا
کیسے ٹال سکتا ہوں"... جوزف نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یہ بات تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتائی۔ تم تو کسی کو
اپنے ساتھ لے جانے کے لئے رضامند نہیں ہو رہے تھے"... بلیک
زیرو نے کہا۔

"ایسے ہی۔ میں سلیمان کو اچانک چونکانا چاہتا تھا"... جوزف نے
مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"اچھا چھوڑو۔ یہ بتاؤ تم نے جو چیزیں اس مہم کے لئے لی ہیں کیا
وہ مکمل ہیں یا تمہیں کسی اور چیز کی بھی ضرورت ہے"... بلیک زیرو
نے پوچھا۔

"نہیں۔ ان کے علاوہ مجھے کسی اور چیز کی کوئی ضرورت نہیں
ہے"... جوزف نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم اپنے سفر پر کب روانہ ہونا چاہتے ہو"... بلیک
زیرو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میں آج رات ہی سلیمان کو لے کر نکل جاؤں گا"... جوزف نے
کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تمہارا اور سلیمان کا یہاں سے سمارا اور
شوتان سے برازیل کی آخری ریاست آٹو میا تک جانے کے ایئر ٹکٹ
بک کرا دیتا ہوں۔ اس سے آگے تمہیں کیسے جانا ہے یہ تم جانو
کیونکہ تم نے کہا تھا کہ آٹو میا سے آگے جانے کے راستے تم خود بتاؤ

گے"... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں بس۔ آپ مجھے اور سلیمان کو آٹو میا تک پہنچا دیں۔ آٹو میا
سے آگے زنگونا اور اس سے آگے اس تاریک جزیرے تک کیسے جانا
ہے یہ میں اچھی طرح سے جانتا ہوں"... جوزف نے اثبات میں سر
ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں انتظام کرتا ہوں"... بلیک زیرو نے اٹھتے
ہوئے کہا۔ اسی لمحے سلیمان کافی کے تین مگ لئے اندر داخل ہوا۔

"ارے۔ ارے۔ آپ کہاں جا رہے ہیں۔ میرے ہاتھ کی بنی
ہوئی آخری کافی تو پیتے جائیں"... سلیمان نے اسے اٹھتے دیکھ کر جلدی
سے کہا۔

"آخری کافی"... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

"جی ہاں۔ آپ مجھے اس کالے بھوت کے ساتھ دنیا کے سب سے
خوفناک جنگلوں میں بھیج رہے ہیں۔ اللہ جانے میں وہاں سے زندہ
سلامت لوٹتا بھی ہوں یا نہیں اس لئے اس کافی کو آخری کافی سمجھ کر
ہی پی لیں۔ پھر میرے ہاتھ کی بنی ہوئی کافی آپ کو کہاں نصیب ہو
گی"... سلیمان نے روتی سی صورت بناتے ہوئے کہا اور اس کی
صورت دیکھ کر بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ دوبارہ صوفے پر
بیٹھ گیا تو سلیمان نے ایک کافی کا مگ اسے دے دیا اور ایک مگ
جوزف کی طرف بڑھا دیا۔

"میں کافی نہیں پیتا"... جوزف نے بیزاری سے کہا۔

"پی لو بدصورت بھوت کی آخری کالی اولاد۔ پی لو۔ میں نے
میں بہت تھوڑا سا زہر ملایا ہے۔ تمہیں مرنے میں زیادہ تکلیف ن
ہو گی"... سلیمان نے لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔

"زہر"... اس کی بات سن کر جوزف نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ بالکل چٹکی بھر زہر ملایا ہے میں نے۔ اسے پیو اور مرجا
تم نے میرا جنگلوں میں لے جا کر جو حال کرنا ہے وہ میں بخوبی ج
ہوں۔ تم سے یہیں چھٹکارہ حاصل کر لوں اس سے اچھی بات
میرے لئے کیا ہو سکتی ہے"... سلیمان نے اس کی جانب دیک
ہوئے کہا۔

"پہلے تم خود اسے پی کر دیکھ لو اگر مر گئے تو ٹھیک ورنہ ہو
ہے اس زہر میں بھی ملاوٹ ہو۔ تمہارے ہوتے ہوئے یہاں ک
خالص چیز بھلا کیسے مل سکتی ہے"... جوزف نے جواباً مسکرا
ہوئے کہا تو اس کے کاٹ دار جملے پر بلیک زیرو مسکرا اٹھا۔ وہ حی
ہو رہا تھا کہ جوزف باقاعدہ سلیمان کے ساتھ نوک جھونک پر ا
تھا حالانکہ جوزف خشک مزاج اور انتہائی سنجیدہ طبیعت کا مالک
جو صرف عمران کے سامنے اپنے دانت نکوستا تھا ورنہ عموماً سب
اسے سنجیدہ اور سپاٹ روپ میں دیکھا تھا جیسے وہ مسکرانا جانتا ہ
ہو۔

"دیکھ لیں طاہر صاحب۔ اس کے ارادے نیک نہیں ہیں۔
اس کے ارادے نیک ہوتے تو یہ کبھی مجھے زہر چکھنے کا مشو

ہے"... سلیمان نے بلیک زیرو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو بلیک
زیرو کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔

"اگر کہو تو میں اس زہر کو چکھ کر دیکھ لوں"... بلیک زیرو نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے باپ رے۔ اگر اس زہر کو آپ نے چکھ لیا تو ایکس دو کا
کیا ہو گا"... سلیمان نے جلدی سے کہا۔

"ایکس دو"... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ایکس کا ترجمہ میں نہیں جانتا ہاں ٹو کو البتہ دو کہا جاتا ہے"...
سلیمان نے کہا تو بلیک زیرو اس کی بات سن کر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"ایکس دو کو چھوڑو تم اپنی کہو۔ اگر جنگلوں میں جا کر تمہارا سچ مچ
دم نکل گیا تو تمہارا کیا ہو گا"... جوزف نے اس کے ہاتھ سے کافی کا
مگ لیتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو کی ہنسی تیز ہو گئی۔

"اس کی فکر نہ کرو۔ میں اپنے ساتھ ٹیپیوں کا پورا بنڈل لے
جاؤں گا۔ تمہیں بھی اگر ضرورت محسوس ہو تو تم بھی استعمال کر
لینا"... سلیمان نے کہا اور اس بار بلیک زیرو کسی بھی طرح اپنے
حلق سے نکلنے والے قہقہے کو نہ روک سکا جبکہ اس کا جواب سن کر
جوزف برے برے منہ بنانے لگا جیسے کافی میں اس نے سچ مچ زہر کی
کڑواہٹ محسوس کر لی ہو۔

"طاہر صاحب۔ آپ کے جانے کے بعد مجھے امام صاحب نے بلوایا
تھا"... سلیمان نے اچانک کہا۔

" اوہ ۔ کیا کہہ رہے تھے وہ "... بلیک زیرو نے امام صاحب کا ۔
کر سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

" انہوں نے مجھے دو امام ضامن دیئے ہیں ۔ ایک میرے لئے ا
عمران صاحب کے لئے ۔ ان کا کہنا ہے کہ میں وہ خود جا کر امام ضام
صاحب کو دوں اس لئے میرا اب اس کالے بھوت کے ساتھ جانا ا
زیادہ ضروری ہو گیا ہے "... سلیمان نے جیب سے دو امام ضامن نکا
کر بلیک زیرو کو دکھاتے ہوئے کہا تو جوزف بھی چونک کر ان ک
طرف دیکھنے لگا ۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ ان امام ضامنوں ک
اہمیت کو اچھی طرح جانتا ہو۔

" اچھا کیا جو تم نے امام ضامن باندھ لیا ہے ورنہ جنگل ک
بدروحیں تمہارا خون پینے کے لئے تم سے چمٹ جاتیں اور میں انہیں
کبھی منع نہ کرتا "... جوزف نے کہا۔

" ہونہہ ۔ ذرا بھی ہنسی نہیں آئی تمہاری بات سن کر "... سلیمان
نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اچھا سلیمان ۔ اب سنجیدہ ہو جاؤ ۔ باتیں بگھار کر وقت ضائع
مت کرو اور جوزف کے ساتھ جانے کے لئے اپنی تیاری مکمل کر
لو "... بلیک زیرو نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

" میں جانتا تھا آپ دونوں نے مجھ غریب کو ہلاک کرنے کا یقینی
پروگرام بنا لیا ہے ۔ آپ کسی طور پر مجھے بخشنے والے نہیں ہیں اس
لئے میں نے اپنی تیاری پہلے ہی مکمل کر لی ہے "... سلیمان نے کہا۔

" کیا تیاری کی ہے تم نے "... جوزف نے چونک کر پوچھا۔

" میں بازار سے شکاری لباس، لانگ شوز، ایک شکاری چاقو،
ایک خنجر، ایک پستول اور دور مار رائفل خرید لایا ہوں ۔ نجانے
جنگلوں میں کب کسی چیز کی ضرورت پڑ جائے "... سلیمان نے کہا تو
بلیک زیرو ہنس پڑا۔

" ہونہہ ۔ ان سب چیزوں کی تمہیں لانے کی کیا ضرورت تھی ۔
تم وہاں شکار کرنے جا رہے ہو کیا "... جوزف نے منہ بنا کر کہا۔

" ہاں ۔ شکار ہی کرنے جا رہا ہوں ۔ تمہیں کیا اعتراض ہے "...
سلیمان نے اس کی جانب غصیلی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

" وہاں جا کر تم کس کا شکار کرو گے "... بلیک زیرو نے اس کی
طرف مسکرا کر دیکھتے ہوئے کہا۔

" اس کالے ریچھ کے سوا میں اور کس کا شکار کر سکتا ہوں ۔ بس
ایک موقع مل گیا تو میں اس کو وہیں ہلاک کر کے دفن کر آؤں گا "...
سلیمان نے دانت چباتے ہوئے کہا۔

" اور میرا بس چلا تو میں وہیں تمہارے ٹکڑے کر کے جنگلی
درندوں کو کھلا دوں گا "... جوزف نے جواباً اس کے انداز میں کہا۔

" تم دونوں نے تو یہیں آپس میں لڑنے کا پروگرام بنا لیا ہے تو
وہاں جا کر کیا کرو گے "... بلیک زیرو نے کہا۔

" وہاں جا کر جنگلی جانوروں اور آدم خور انسانوں سے ہم نے پنگ
پانگ کھیلنا ہے اور ہم نے وہاں جا کر کیا کرنا ہے "... سلیمان نے کہا

تو بلیک زیرو ہنستا ہوا اٹھ گیا۔ اس نے کافی کا خالی مگ میز پر رکھا اا
پھر انہیں اللہ حافظ کہتا ہوا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ سلیمان نے بلیک
زیرو اور جوزف کے خالی کئے ہوئے مگ اٹھائے اور خاموشی سے باہ
نکلتا چلا گیا اور جوزف کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا۔

سردار جوزاکا بری طرح کانپتا ہوا کالاک پہنچا تو تینوں وچ ڈاکٹر
اس کا حلیہ دیکھ کر بری طرح سے چونک اٹھے۔ وہ تینوں اسی طرح
آبنوسی کرسیوں پر بیٹھے شاید اس کی واپسی کے منتظر تھے۔
" جوزاکا۔ یہ تم نے اپنی کیا حالت بنا رکھی ہے۔ شنگالیاں کہاں
ہیں اور آمی ران اور پالوگ۔ ان دونوں کو بھی تم اپنے ساتھ نہیں
لائے "... وچ ڈاکٹر رانگو نے حیرت زدہ نظروں سے سردار جوزاکا کی
جانب دیکھتے ہوئے کہا۔
" شنگالیاں فنا ہو گئی ہیں آقا۔ اس آمی ران نے ساری شنگالیوں
کو فنا کر دیا ہے "... سردار جوزاکا نے خوف سے تھر تھر کانپتے ہوئے کہا
اس کی بات سن کر تینوں وچ ڈاکٹر بری طرح سے چونک اٹھے تھے۔
ان تینوں کے چہروں پر شدید غضب کے آثار تھے۔
" شنگالیاں فنا ہو گئی ہیں۔ آمی ران نے انہیں فنا کر دیا ہے۔ یہ

تم کیا کہہ رہے ہو جوزاکا۔ کیا تم ہوش میں تو ہو۔ شنگالیوں کو کون فنا کر سکتا ہے۔ وہ دلدل کی سرخ بدروحیں ہیں۔ انہیں فنا کرنا ناممکن ہے۔ پھر تم"... رانگو نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"مم۔ میں سچ کہہ رہا ہوں آقا۔ پاناشی کے پاس سرخ آگ کی لکیریں پھینکنے والا ایک جادوئی ہتھیار ہے۔ اس نے اپنے اسی جادوئی ہتھیار سے سرخ روشنی کی لکیریں پھینک کر تمام شنگالیوں کو فنا کر دیا ہے اور اس نے میرے مقدس ہتھیار باسوکا کو بھی جلا کر راکھ کر دیا ہے۔ میں برباد ہو گیا ہوں آقا۔ میری ساری طاقتیں باسوکا میں تھیں۔ وہ جل کر راکھ بن چکا ہے۔ اب میرے پاس کوئی طاقت نہیں ہے۔ میں برباد ہو گیا ہوں آقا"... جوزاکا نے بری طرح گڑگڑاتے ہوئے کہا تو تینوں وچ ڈاکٹر حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر سردار جوزاکا کو ایسی نظروں سے دیکھنے لگے جیسے انہیں شک ہو کہ سردار جوزاکا یا تو پاگل ہو گیا ہے یا پھر اس نے تیز نشہ آور بوٹی کھا لی ہے جس کی وجہ سے وہ ناقابل یقین اور بہکی بہکی باتیں کر رہا ہے۔

"جوزاکا"... وچ ڈاکٹر رانگو نے اس کی طرف خونخوار نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"آقا"... سردار جوزاکا اس کی گرجدار آواز سن کر سر سے پاؤں تک کانپ اٹھا تھا۔

"جو کچھ ہوا ہے اس کی ہمیں پوری تفصیل بتاؤ"... رانگو نے اس کی جانب گھورتے ہوئے کہا۔

"آقا۔ میں آپ کے حکم سے شنگالیوں کو لے کر جنگل کے اس حصے میں گیا تھا جہاں پالوگ نے پاناشی آمی ران کو ایک ماکڑے میں قید کر رکھا تھا مگر جب میں وہاں پہنچا تو وہاں نہ ماکڑا موجود تھا نہ پاناشی آمی ران اور نہ پالوگ کا کچھ پتہ چل رہا تھا۔ میں جنگل میں شنگالیوں کے ساتھ ان دونوں کو ہر جگہ تلاش کرتا پھر رہا تھا کہ اچانک مجھے ایک جگہ پاناشی آمی ران نظر آ گیا۔ اسے جنگل میں دیکھ کر میں بری طرح سے چونک اٹھا۔ میں نے اس وقت چیخ کر ایک شنگالی کو آواز دی۔ شنگالی وہاں ظاہر ہوئی تو میں نے اسے پاناشی کو پکڑنے کا حکم دیا۔ میرے حکم پر شنگالی جیسے ہی آمی ران کی طرف بڑھی اچانک آمی ران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی لوہے کی ایک چھوٹی سی سلاخ سے سرخ روشنی کی باریک سی لکیر اس شنگالی پر پھینک دی۔

سرخ روشنی کی لکیر شنگالی کے جسم میں غائب ہو گئی اور پھر اس سے پہلے کہ شنگالی آمی ران کے قریب پہنچتی اچانک ایک زبردست دھماکہ ہوا اور میں نے شنگالی کو ٹکڑے ٹکڑے ہو کر فضا میں بکھرتے دیکھا۔ شنگالی کو اس طرح ایک سرخ روشنی کی معمولی سی لکیر سے فنا ہوتے دیکھ کر میں حیرت زدہ رہ گیا تھا۔ مجھے اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ سرخ دلدلوں کی سب سے خطرناک اور ناقابل تسخیر بدروح کو اس طرح روشنی کی ایک معمولی لکیر سے بھی فنا کیا جا سکتا ہے"... سردار جوزاکا نے کہا اور پھر اس نے تفصیل کے

ساتھ ساری بات ان وچ ڈاکٹروں کو بتا دی جسے سن کر وہ تینوں حیرت سے بت بنے رہ گئے۔

" منگارا کا ہتھیار ۔ اوہ ۔ سرخ روشنی کی لکیر پھینکنے والا تو منگارا کا ہتھیار ہے جو یہاں سے لاکھوں کوس دور سنسان اور ویران نیلے جزیرے کی گرم اور انتہائی گہری دلدلوں میں کہیں رہتا ہے ۔ اس کا ہتھیار آمی ران کے پاس کیسے آگیا ۔ آمی ران کو کیسے معلوم ہو گیا کہ سرخ دلدلوں کی بدروح کو منگارا کے ہتھیار سے فنا کیا جا سکتا ہے"... رانگو نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

" منگارا کا ہتھیار ۔ اوہ ۔ یہ کام یقینی طور پر اس نقلی پالوگ کا ہے"... وچ ڈاکٹر ہاشنگ نے غصے اور پریشانی سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" تم کہہ رہے ہو کہ تمہیں اور شنگالیوں کو پالوگ کہیں دکھائی نہیں دیا تھا ۔ اس بات سے تمہارا کیا مطلب ہے جوزاکا"... رانگو نے سردار جوزاکا کی جانب تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

" میں نے اور شنگالیوں نے پورے جنگلوں کو چھان مارا تھا آقا مگر پورے جنگل میں وہ کہیں موجود نہیں ہے ۔ پھر میں نے تمام پہاڑوں اور ان کے ماگانوں میں بھی جھانکا تھا مگر تمام ماگانے خالی پڑے تھے ۔ البتہ "... سردار جوزاکا کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

" کیا مطلب ۔ البتہ سے کیا مطلب ہوا"... رانگو نے کرخت لہجے میں کہا۔

" شمالی علاقے کی سوراک نامی پہاڑیوں میں موجود ایک پہاڑی کے ماگانے میں، میں نہیں جھانک سکا"... سردار جوزاکا نے کہا۔

" اوہ ۔ کیوں ۔ اس ماگانے میں تم نے کیوں نہیں جھانکا"... رانگو نے کہا ۔ اس کے لہجے میں حیرت کا عنصر تھا۔

" اس ماگانے میں نیلی روشنی ہے آقا"... سردار جوزاکا نے کہا اور اس کی بات سن کر تینوں وچ ڈاکٹر چونک پڑے۔

" نیلی روشنی ۔ تمہارا مطلب ہے اس ماگانے میں روشنی کے نمائندوں نے روشنی کر رکھی ہے"... رانگو نے تیز لہجے میں کہا۔

" ہاں آقا ۔ وہ نیلی روشنی والا ماگانا روشنی کے نمائندوں کا ماگانا ہے جس میں ہم میں سے کوئی بھی نہیں جا سکتا اور نہ اس میں جھانکنے کی جرأت کر سکتا ہے"... سردار جوزاکا نے کہا۔

" ہونہہ ۔ یہ ماگانا تو اناتا دیوی کے دور سے پہلے سے وہاں اسی حالت میں موجود ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہاں روشنی کے چند نمائندے موجود ہیں جو نہ اس ماگانے سے باہر آتے ہیں اور نہ ہی انہیں ہم میں سے آج تک کسی نے دیکھا ہے"... رانگو نے پریشانی اور غصے سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" اگر پالوگ اس ماگانے میں گیا ہے تو ہم میں سے نہ کوئی اسے دیکھ سکتا ہے اور نہ اس تک پہنچ سکتا ہے ۔ جہاں تک میرا خیال ہے جس طرح پالوگ پورے جنگل میں مجھے اور شنگالیوں کو کہیں نظر نہیں آیا وہ یقینی طور پر اس نیلی روشنی والے ماگانے میں روپوش ہو

گیا ہے"... سردار جوزاکا نے کہا۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے جب تک پالوگ اس نیلی روشنی والے ماگانے سے باہر نہیں آجاتا ہم اس کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھا سکتے"... رانگو نے غصے اور پریشانی سے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"جوزاکا۔ پالوگ کا زندہ رہنا ہم سب کے لئے اور خاص طور پر اناتا دیوی کے لئے بہت بڑا خطرہ بن سکتا ہے۔ اسے نیلی روشنی والے ماگانے سے کسی طرح باہر لانے کی ترکیب سوچو۔ اگر وہ سرخ چاند رات تک زندہ رہا تو ہمارے لئے پھر کوئی نئی مصیبت کھڑی کر سکتا ہے۔ مجھے ڈر ہے کہیں وہ روشنی کی طاقتوں کے ذریعے جونگو کو یہاں نہ بلا لے۔ اگر جونگو یہاں آگیا تو پھر اناتا دیوی اور ہم سب فنا ہو جائیں گے۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے"... رانگو نے پریشانی سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"جونگو۔ یہ جونگو کون ہے آقا"... سردار جوزاکا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"شیطانی دنیا کا سب سے بڑا اور خطرناک دشمن ہے وہ۔ اس جونگو کی وجہ سے تو اناتا دیوی نے ہم سب کو مصیبت میں ڈال رکھا ہے"... رانگو نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر اس نے سردار جوزاکا کو جونگو اور فادر جوشوا کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ اگر جونگو سچ مچ ان جنگلوں میں آگیا تو کیا واقعی اس کی وجہ سے اناتا دیوی اور ہم سب فنا ہو جائیں گے"... سردار جوزاکا نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن ہم اسے کسی بھی طرح ان جنگلوں میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ ہمارا ماگانوں سے باہر رہنے کا اصل مقصد بھی یہی ہے کہ جونگو جب کبھی اس طرف آنے کی کوشش کرے گا تو ہمیں اس کے بارے میں فوری پتہ چل جائے گا اور ہم ان جنگلوں بلکہ اس جزیرے سے باہر ہی اس کا خاتمہ کرنے کی کوشش کریں گے لیکن اس کے باوجود بھی وہ اگر کسی طرح ان جنگلوں میں آپہنچا تب بھی ہم تینوں مل کر اس کا خاتمہ کر دیں گے۔ وہ کب آتا ہے، کیسے آتا اس کے بارے میں ہم کچھ نہیں جانتے۔ اس کے لئے ہم نے ان جنگلوں میں، جزیرے پر اور جزیرے کے ارد گرد سمندر میں دور دور تک اس کے لئے موت کے حصار پھیلا رکھے ہیں۔ وہ جب بھی آئے گا سمندری راستے سے ہی اس طرف آئے گا اور اس کے پہنچنے کی ہمیں فوراً خبر ہو جائے گی اور ہم اس کا فوری کوئی نہ کوئی بندوبست کر لیں گے۔

بہرحال جونگو جب آئے گا تب آئے گا۔ فی الحال تو ہمارے لئے پالوگ اور اس پاناشی نے نئی پریشانیاں کھڑی کر دی ہیں۔ ان دونوں کا ہر حال میں خاتمہ بہت ضروری ہے۔ ایسا نہ ہو ہم ان سے الجھتے رہیں اور جونگو اس موقع کا فائدہ اٹھا کر ان جنگلوں تک پہنچ جائے"... وچ ڈاکٹر رانگو نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"پالوگ کو نیلی روشنی والے ماگانے سے باہر لانے کا میرے پاس ایک طریقہ ہے آقا۔ لیکن اس آمی ران نے میرا باسوکا جلا دیا ہے۔

اس کا اب میں خاتمہ کس طرح کر سکتا ہوں"... سردار جوزاکا نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں واقعی۔آمی ران نے تمہارا باسوکا جلا کر تمہیں سخت مشکل میں ڈال دیا ہے جوزاکا۔ قبیلے کے رواج اور روایات کے مطابق اگر کوئی انسان قبیلے کے سردار کے ہاتھ میں موجود باسوکا کو گرا کر اس پر قبضہ کر لے یا اسے جلا دے تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ وہ قبیلے کے سردار سے اس کی سرداری چھین کر خود سردار بننے کا ارادہ رکھتا ہے۔ تم نے جو تفصیل بتائی ہے اس کے مطابق پاناشی نے نہ صرف تمہارے ہاتھوں سے باسوکا کو گرا دیا تھا بلکہ اسے جلا بھی دیا ہے۔ یہ سب اس نے جان بوجھ کر کیا ہے یا اتفاقاً ایسا ہوا ہے دونوں صورتوں میں اب تمہیں اس آمی ران سے باقاعدہ جنگ کرنا پڑے گی اس جنگ میں جس کی جیت ہو گی وہی قبیلے کا سردار ہو گا اور نیا باسوکا بھی اسے دے دیا جائے گا۔ تم یہ بھی اچھی طرح سے جانتے ہو کہ سرداری کی اس جنگ میں جس کی ہار ہوتی ہے اس کا انجام کیا ہوتا ہے"... رانگو نے کہا تو سردار جوزاکا کانپ کر رہ گیا۔

"مم۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں آقا۔ سرداری کی اس جنگ میں جو ہارے گا اس کو ہمیشہ کے لئے زہریلی دلدلوں میں پھینک دیا جاتا ہے اور زہریلی دلدل اس کے وجود کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیتی ہے چاہے وہ زندہ انسان ہو یا وہ کوئی بدروح ہو"... سردار جوزاکا نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اگر آمی ران نے تمہیں کسی بھی طرح ہار سے دوچار کر دیا ہارا بھی یہی انجام ہو گا"... رانگو نے سرد لہجے میں کہا۔

"جانتا ہوں آقا۔ لیکن آمی ران سے میری جنگ تب ہو سکتی ہے ب وہ سرداری کے عہدے پر پہنچنے کے لئے تین کڑی آزمائشوں سے ا گزرتا"... سردار جوزاکا نے جلدی سے کہا۔

"ہاں۔ اس کے لئے واقعی آمی ران کو پہلے تین کڑی آزمائشوں گزرنا ہو گا۔ آزمائش کے مطابق اسے ہمارے چار ونگولوں سے لڑ ن کا خاتمہ کرنا ہو گا۔ پھر اسے تین روز تک سیاہ جھیل کی گہرائی رہنا ہو گا۔ اس کے بعد اسے تین انسانوں کا خون پینا ہو گا اور پھر کے بعد اس کا اور تمہارا مقابلہ ہو گا اور مقابلے میں جیتنے والا نئے کا اور سرداری کے عہدے کا مالک ہو گا"... وچ ڈاکٹر رانگو نے

"کیا آمی ران یہ سب کر لے گا"... سردار جوزاکا نے کہا۔

"یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا"... رانگو نے کہا۔

"لیکن آقا۔ آمی ران نے مجھ سے باقاعدہ جنگ کا اعلان نہیں کیا ہ تو مجھ سے اور شنگالیوں سے اپنی جان بچانے کی کوشش کر رہا ہ منگارا کے ہتھیار سے نکلنے والی سرخ لکیر اتفاقاً میرے باسوکا سے گئی تھی جس کی وجہ سے میرا باسوکا جل گیا تھا"... سردار جوزاکا اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے کہا۔

"کچھ بھی ہو۔ اب تمہارا اور آمی ران کا مقابلہ اٹل ہے۔ باسوکا

تمہارے پاس موجود نہیں ہے جس کی وجہ سے تم سرداری ک
بیٹھے ہو۔ جب تک تم آمی ران سے مقابلہ جیت کر دوسر
حاصل نہیں کر لیتے اس وقت تک سرداری کے عہدے پر
سکتے۔ تمہاری جگہ کرکاش قبیلے کی سرداری تمہارا نائب
سنبھالے گا"... رانگو نے کرخت لہجے میں کہا۔

" تمبورا۔ مم۔ مگر آقا"... سردار جوزاکا نے التجائیہ لہجے میں

" جوزاکا۔ یہ ہمارا نہیں اناتا دیوی کا کیا ہوا قدیم فیصلہ
ہمیں اور تمہیں ہر حال میں اناتا دیوی کے اصولوں کی پاسدار
ہے۔ سمجھے تم"... رانگو نے کڑک کر کہا تو سردار جوزاکا سہم
گیا۔

" ٹھیک ہے آقا"... سردار جوزاکا نے سہمے ہوئے لہجے میں ک

" اب جاؤ اور جا کر تمبورا کو بلا لاؤ اور اپنے گلے سے تمام
اتار کر اسے دے دو۔ تمبورا جا کر اس آمی ران کو ڈھونڈ کر لا
تب ہم پہلے اس آمی ران سے تین آزمائشیں لیں گے اور اس
تمہارا اور اس کا مقابلہ کرایا جائے گا۔ اس کے بعد جو جیتے گا
کے رمگانے اور نیا باسوکا اسے دے دیا جائے گا"... رانگو نے ک

" جو حکم آقا"... سردار جوزاکا نے کہا اور انہیں جھک کر سلا
ہوا تھکے تھکے انداز میں اپنے قبیلے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس
بگڑا ہوا تھا اور اس کی آنکھیں غصے اور نفرت سے سکڑی ہوئی
اس کا بس نہیں چل رہا تھا ورنہ وہ اس آمی ران کے اپنے

ے کر دیتا۔ اس آمی ران نے اس کا باسوکا جلا دیا تھا جس کی وجہ
ہ اس سے اس کی سرداری چھین گئی تھی اور اب وچ ڈاکٹر رانگو
ہ واضح لفظوں میں اس کو حکم دیا تھا کہ اب وہ دوبارہ سردار اس
ورت میں بن سکتا ہے جب وہ آمی ران سے مقابلہ کرے اور اسے
ست دے دے۔

سردار جوزاکا کو علم تھا کہ اس سے مقابلہ کرنے سے پہلے اس آمی
ں کو تین خوفناک آزمائشوں سے گزرنا پڑے گا۔ ان آزمائشوں میں
ے سب سے پہلی آزمائش چار ونگولوں سے مقابلہ تھا۔ ونگولے جو
کاش قبیلے کے سب سے طاقتور اور بہادر تھے جن کا مقابلہ خود سردار
زاکا بھی نہیں کر سکتا تھا۔ ان ونگولوں میں اتنی طاقت تھی کہ وہ
ھی کو بھی اٹھا کر زمین پر پٹخ سکتے تھے۔ سردار جوزاکا نے ان
گولوں کو شیروں اور چیتوں کے نرخرے اپنے دانتوں سے ادھیڑتے
یکھا تھا۔ وہ مکا مار کر بڑے سے بڑے تناور درخت کے بھی دو
ے کر سکتے تھے۔ ایک ونگولے میں اگر اتنی طاقت تھی تو آمی ران
و ایک ساتھ چار ونگولوں سے مقابلہ کرنا تھا جن سے جیت اس کے
لئے ناممکن تھی۔

سردار جوزاکا کو یقین تھا کہ آمی ران ان ونگولوں کے مقابلے میں
ہار جائے گا اور ان کے ہاتھوں بدترین اور بھیانک موت مر جائے
ے۔ اسے فکر صرف اس بات کی تھی کہ جب تک آمی ران زندہ تھا
ں وقت تک اسے سرداری نہیں مل سکتی تھی اور اس کی جگہ اس کا

نائب تمبورا قبیلے کا سردار بن جاتا جو سردار جوزاکا کو کسی طرح
نہیں تھا۔

وہ کرکاش قبیلے کی طرف جاتے ہوئے مسلسل سوچ رہا تھا
اسے کوئی ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے کہ کسی طرح آمی ران ہلاک ہو
جائے۔ آمی ران کے ہلاک ہونے کی وجہ سے اس پر کوئی پروا
نہیں آئے گی۔ ظاہر ہے جب آمی ران ہی زندہ نہیں رہے گا تو ا
مقابلہ کس سے ہوگا۔ مقابلے کی جب نوبت ہی نہیں آئے گی تو
ڈاکٹروں کو مجبوراً اسے دوسرا باسو کا دینا پڑے گا اس طرح وہ کر
قبیلے کا سردار ہی رہے گا۔

لیکن اس کے لئے مسئلہ تھا کہ وہ آمی ران کو ہلاک کرنے کے
کیا کرے۔ اگر اس کے پاس باسوکا ہوتا تو وہ اس سے مسلسل
ران پر وار کرتا رہتا تو وہ یقیناً اسے ہلاک کرنے میں کامیاب ہو جا
باسوکا کے جلنے کی وجہ سے اس سے اس کی بڑی طاقتیں چھن گئی
جس کی وجہ سے وہ خود کو ماورائی طاقتوں میں ادھورا سمجھ رہا
وہاں سے چونکہ کالے چاند کی رات کا جشن ختم ہو گیا تھا اس لئے
وہاں نہ ڈھول کی تھاپ سنائی دے رہی تھی اور نہ وحشی تانا تا
مخصوص راگ الاپ رہے تھے۔ اب ہر طرف گہری خاموشی
تھی۔

"اوہ۔ اوہ۔ اگر ایسا ہو جائے تو آمی ران کو آسانی سے ہلاک
جا سکتا ہے"... سردار جوزاکا کو اچانک ایک خیال آیا تو وہ ٹھٹھک

رک گیا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اپنے
ارد گرد کسی کو نہ پا کر وہ دائیں طرف مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا
جھاڑیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جھاڑیوں میں پگڈنڈی نما راستہ بنا
ہوا تھا جس پر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا شمال کی طرف جا رہا تھا۔ مختلف
راستوں سے گزرتا ہوا وہ جنگل کے سرے پر آگیا۔ اس طرف گھنے اور
تناور درخت تھے۔ وہاں سے جھینگروں کے ساتھ ساتھ مختلف
حشرات الارض اور ناگوں کے پھنکارنے کی آوازیں سنائی دے رہی
تھیں۔ جوں جوں سردار جوزاکا آگے بڑھتا جا رہا تھا پھنکاروں کی
آوازیں تیز سے تیز ہوتی جا رہی تھیں۔

یوں لگ رہا تھا جیسے اس کے گرد بے شمار بڑے بڑے اور
خوفناک سانپ رینگ رہے ہوں۔ درختوں کی شاخیں بھی ہلنا
شروع ہو گئی تھیں جن سے بے شمار سانپ لپٹے ہوئے اور شاخوں پر
جھول رہے تھے مگر سردار جوزاکا ان سانپوں کی پھنکاروں اور ان کی
موجودگی سے ذرا بھی ہراساں نہیں ہوا تھا۔ اس کے پیروں تلے بے
شمار حشرات الارض آ رہے تھے جن میں سرخ چیونٹے، چھوٹے سانپ
اور بچھو وغیرہ شامل تھے۔ ان میں سے بہت سے بچھوؤں نے سردار
جوزاکا کو کاٹا بھی تھا مگر ان کے کاٹنے اور ان کے زہر کا سردار جوزاکا پر
کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

درختوں کے گرد گھومتا ہوا سردار جوزاکا ایک بڑے اور پرانے
برگد کے درخت کے قریب آ کر رک گیا۔ یہ درخت دوسرے

درختوں کی نسبت کافی بڑا تھا۔اس کا تنا دس درختوں کے تنوں کے
برابر تھا اور وہ ہر طرف پھیلا ہوا نظر آرہا تھا۔اس درخت کی ہر شاخ
پر مختلف نسلوں کے سانپ لپٹے ہوئے تھے جنہوں نے سردار جوزاکا کو
دیکھ کر زور زور سے پھنکارنا شروع کر دیا تھا۔یوں معلوم ہو رہا تھا
جیسے اس درخت پر شاخوں اور پتوں کی بجائے سانپ ہی سانپ
ہوں۔

سردار جوزاکا کی نظریں اس درخت کے تنے پر جمی ہوئی تھیں جس
پر ایک سفید رنگ کے سانپ کا پھن بنا ہوا تھا۔اس کا منہ کھلا ہوا
تھا اور اس کی گول گول آنکھیں انگاروں کی طرح چمکتی دکھائی دے
رہی تھیں۔یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے درخت کے تنے میں سوراخ
اور اس سوراخ میں سے سفید رنگ کے سانپ نے سر باہر نکال رکھا
ہو۔سردار جوزاکا نے نیفے میں اڑسا ہوا خنجر نکال کر دائیں ہاتھ میں
اور جلدی جلدی کچھ پڑھ کر اس خنجر پر پھونکنے لگا۔

اس نے تین بار خنجر پر کچھ پڑھ کر پھونکا اور پھر اس نے اپنا بایاں
ہاتھ کھول کر آگے کر دیا۔دوسرے لمحے اس کا خنجر والا ہاتھ حرکت
میں آیا اور اس کی بائیں ہتھیلی پر ایک گہرا زخم بنتا چلا گیا۔زخم سے
یکلخت خون پھوٹ نکلا تھا۔خون سے اس کی ہتھیلی بھر گئی تھی
خون قطروں کی صورت میں اس کے پیروں کے پاس گرنا شروع
گیا تھا۔سردار جوزاکا نے پھر کوئی منتر پڑھا اور اس نے اپنی ہتھیلی
میں بھرے ہوئے خون پر پھونک ماری اور ساتھ ہی اس نے خون

درخت پر بنے سفید ناگ پر پھینک دیا۔

"آکاما۔میرے سامنے آؤ آکاما"... سردار جوزاکا نے اس سفید نشان
کی طرف دیکھتے ہوئے کرخت لہجے میں کہا۔اس نے زخمی ہتھیلی
سیدھی کر لی تھی۔زخم سے خون نکل کر ایک بار پھر اس کی ہتھیلی پر
جمع ہونا شروع ہو گیا تھا۔

"آکاما۔میں کرکاش قبیلے کا سردار جوزاکا تمہیں حکم دے رہا ہوں۔
میرے سامنے آؤ۔آکاما۔جلدی"... سردار جوزاکا نے پہلے سے زیادہ
سخت لہجے میں کہا تو اچانک درخت کی جڑ سے تیز اور خوفناک پھنکار کی
آواز سنائی دی۔اس پھنکار کی آواز کے ساتھ ہی اس درخت پر موجود
اور زمین پر موجود سانپوں میں کھلبلی سی مچ گئی۔زمین پر موجود
سانپ تیزی سے ادھر ادھر رینگ گئے تھے جبکہ اس درخت پر موجود
سانپوں نے زمین پر گرنا شروع کر دیا تھا۔

"جلدی آؤ آکاما۔میں زیادہ دیر انتظار نہیں کر سکتا"... سردار جوزاکا
نے غراتے ہوئے کہا تو درخت کی جڑ سے پھر پھنکار سنائی دی اور ایک
سفید رنگ کا بہت بڑا سانپ پھنکارتا ہوا باہر آگیا۔سانپ یوں تو
دبلا پتلا تھا مگر وہ بے حد لمبا تھا۔اس کا پھن پھیلا ہوا اور ہلکے نیلے
رنگ کا تھا جبکہ اس کی آنکھیں سرخ تھیں اور انگاروں کی طرح دہک
رہی تھیں۔جیسے ہی سفید سانپ اس درخت کی کھوہ سے باہر نکلا اس
درخت سے گرنے والے سانپ وہاں سے کائی کی طرح چھٹ گئے اور
دیکھتے ہی دیکھتے دائیں بائیں بھاگتے چلے گئے۔سانپ لہراتا ہوا سردار

جوزاکا کے سامنے آگیا اور سردار جوزاکا کے قریب آکر سر اٹھا کر کھڑا
گیا اور زور زور سے پھنکارنے لگا۔

"لو۔ پہلے میرے خون کی بھینٹ لو۔ پھر میں تم سے بات کر
ہوں"... سردار جوزاکا نے خون سے بھری ہتھیلی اس کے قریب کر
ہوئے کہا۔ وہ اس خوفناک سانپ سے ذرا بھی نہیں گھبرا رہا تھا جا
اس سانپ کی پھنکاریں اور اس کی لپلپاتی ہوئی سرخ زبان سرد
جوزاکا کو اپنے چہرے سے چھوتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ سرد
جوزاکا نے خون سے بھری ہتھیلی اس کی طرف کی تو آکاما سرخ سر
آنکھوں سے ہتھیلی میں بھرا ہوا خون دیکھنے لگا اور پھر اس نے سر جھ
کر اپنا منہ سردار جوزاکا کی ہتھیلی پر موجود خون سے لگا دیا۔ جیسے ہ
ہتھیلی سے خون ختم ہوا سردار جوزاکا نے مٹھی بند کر کے ہاتھ پیچھے
لیا۔

"بس۔ میں اس سے زیادہ تمہیں خون نہیں دے سکتا"... سرد
جوزاکا نے کہا تو آکاما سانپ اور زور زور سے پھنکارنے لگا جیسے و
سردار جوزاکا سے مزید خون مانگ رہا ہو۔

"آکاما۔ میں نے تمہیں اپنے خون کی بھینٹ دی ہے۔ میں تم سے
وعدہ کرتا ہوں کہ میں تمہیں جنگل کے دس سنہری ہرنوں کے خو
کی بھینٹ بھی دوں گا لیکن اس سے پہلے تمہیں میرا ایک کام کرنا ہ
گا"... سردار جوزاکا نے آکاما سانپ سے مخاطب ہو کر کہا تو سانپ نے
سے پھنکار دیا جیسے وہ اس سے کام کے بارے میں پوچھ رہا ہو۔

"جنگلوں کے وسط میں ایک سفید فام انسان موجود ہے۔ اسے جا
کر تلاش کرو اور اسے ہلاک کر دو۔ چاہو تو تم اس کا سارا خون پی
سکتے ہو۔ جب تم اس سفید فام انسان کو ہلاک کر دو گے تو میں
دوبارہ یہاں آؤں گا اور اپنے ساتھ دس سنہری ہرنوں کا خون بھی لاؤں
گا۔ بولو۔ کیا تم میرا یہ کام کرو گے"... سردار جوزاکا نے کہا تو آکاما
سانپ سر جھکا کر زور زور سے پھنکارنے لگا جیسے وہ سردار جوزاکا کے
کام کی ہامی بھر رہا ہو۔

"بہت خوب۔ تو جاؤ۔ جلدی جاؤ اور جا کر اس سفید فام انسان کو
جلد سے جلد ہلاک کر دو"... سردار جوزاکا نے کہا تو آکاما نے ایک بار
پھر پھنکار ماری۔ اس نے اپنا سر زمین پر رکھا اور پھر وہ نہایت تیزی
سے ایک طرف رینگتا چلا گیا۔ اس کی رفتار بے حد تیز تھی۔ دیکھتے
ہی دیکھتے وہ درختوں اور جھاڑیوں میں گم ہو گیا۔

"ہونہہ۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ آمی ران آکاما سے کیسے بچ نکلتا
ہے۔ آکاما جب اس آمی ران کو کاٹے گا تو اس آمی ران کا جسم یکلخت
گل سڑ جائے گا اور اس کے جسم کا یہاں نشان تک باقی نہیں رہے
گا"... سردار جوزاکا نے سینہ پھلاتے ہوئے کہا۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا
پھر وہ مڑا اور واپس اس راستے کی طرف ہو لیا جس طرف سے وہ آیا تھا
وہ کرکاش قبیلے میں جا کر نائب سردار تمبورا کو بلانے کی بجائے سیدھا
وچ ڈاکٹروں کے پاس جانا چاہتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ جب تک وہ
وچ ڈاکٹروں کے پاس پہنچے گا اس وقت تک آکاما آمی ران کو ہلاک کر

چکا ہو گا اور سردار جوزاکا انہیں اطمینان سے پاناشی کی ہلاکت کی اطلاع دے سکتا تھا۔ آمی ران کی ہلاکت کا سن کر وچ ڈاکٹروں کو لامحالہ نیا باسوکا اسے دینا پڑتا اور انہیں اسے ہی کرکاش قبیلے کا سردار تسلیم کرنا پڑتا تھا۔

جوزف، سلیمان کے ساتھ ایک تیز رفتار اور جدید لانچ میں سوار تھا۔ لانچ سمندر میں زنگونا جزیرے کی طرف برق رفتاری سے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ بلیک زیرو نے جوزف اور سلیمان کے سفر کا تمام انتظام کر دیا تھا۔ وہ دونوں پہلے سمارا پہنچے تھے پھر انہوں نے شوتان تک کا سفر کیا تھا اور پھر وہ شوتان سے برازیل پہنچے تھے جہاں انہوں نے ایک ہوٹل میں ایک روز آرام کیا اور اگلے روز وہ برازیل کی ایک ریاست آٹومیا جا پہنچے۔ آٹومیا میں بھی انہوں نے ایک ہوٹل میں قیام کیا اور پھر جوزف سلیمان کو ہوٹل کے کمرے میں چھوڑ کر زنگونا کے جنگلوں میں جانے کے انتظام کرنے کے لئے چلا گیا۔

وہ تقریباً سارا دن گزارنے کے بعد واپس آیا تھا۔ اس نے آتے ہی سلیمان کو تیار ہونے اور جنگلوں کی طرف سفر کرنے کا مژدہ سنا دیا جس پر سلیمان نے رات کو سمندر میں سفر کرنے پر اسے الٹی سیدھی

سنائی شروع کر دی تھیں مگر جوزف جیسے اس کی کوئی بات سن ہی نہیں رہا تھا۔ اس نے اپنا سامان پیک کیا اور سلیمان کو زبردستی کھینچ کر کمرے سے باہر لے گیا۔ پھر ان دونوں نے ہوٹل چھوڑا اور ایک ٹیکسی میں سوار ہو کر ساحل پر آ گئے جہاں ایک جدید اور بہت بڑی لانچ ان کے لئے تیار کھڑی تھی۔ سلیمان اس جدید لانچ کو دیکھ کر خوش ہو گیا تھا۔ لانچ میں باقاعدہ دو کیبن بنے ہوئے تھے جن میں آرام دہ بستر بھی موجود تھے۔

لانچ میں کھانے پینے کے سامان کے ساتھ جوزف نے اپنا سامان بھی رکھ لیا تھا اور وافر مقدار میں ڈیزل کے کین بھی رکھوا لئے تھے تاکہ سفر میں انہیں کسی قسم کی دشواری نہ ہو۔ پھر وہ دونوں لانچ میں سوار ہوئے۔ سلیمان تو فوراً کیبن میں گھس گیا جبکہ جوزف کنٹرول روم میں آ گیا تھا اور پھر اس نے لانچ اسٹارٹ کی اور اسے لے کر سمندر میں آ گیا۔ اسے لانچ چلاتے ہوئے دو گھنٹے ہو چکے تھے۔ راستے میں اسے نیوی کے کوسٹ گارڈز نے روکنے کی کوشش کی تھی لیکن بلیک زیرو نے اسے ایک سپیشل انٹرنیشنل وائلڈ سروے سرٹیفکیٹ دے دیا تھا جس کی وجہ سے جوزف اور سلیمان دنیا کے تمام جنگلوں میں آسانی سے آجا سکتے تھے اور اپنی حفاظت کے لئے اپنے ساتھ ہر قسم کا اسلحہ لے جا سکتے تھے۔

یہی وجہ تھی کہ جوزف اپنے ساتھ ہر قسم کا اسلحہ لے آیا تھا۔ جس لانچ پر وہ زنگونا کے جنگلوں کی طرف جا رہے تھے جوزف نے اس لانچ

کو بھاری قیمت دے کر خرید لیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ کوسٹ گارڈز نے انہیں معمولی چیکنگ کے بعد جانے دیا تھا۔

سلیمان کافی دیر تک کیبن میں آرام دہ بستر پر لیٹا رہا تھا پھر وہ بھی اٹھ کر جوزف کے پاس آ گیا تھا۔ جوزف نے مین ہیڈ لائٹ آن کر رکھی تھی جس کی روشنی دور تک جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی جو تیز روشنی میں قطروں کی صورت میں گرتی ہوئی صاف دکھائی دے رہی تھی۔ جوزف سمندر کے جس حصے میں لانچ لے جا رہا تھا وہاں پانی کا بہاؤ بے حد تیز تھا۔ سامنے بڑی بڑی لہریں دکھائی دے رہی تھیں جس کی وجہ سے ان کی لانچ کبھی اوپر اٹھ جاتی تھی اور کبھی عمودی انداز میں نیچے جانے لگتی تھی۔ یہاں تک کہ سمندر کی لہریں جب لانچ سے ٹکراتیں تو ایک لمحے کے لئے ایسا محسوس ہوتا جیسے لانچ گہرے پانی میں غرق ہو رہی ہو مگر جیسے ہی لہر گزرتی لانچ دوبارہ پانی میں ابھر آتی تھی۔

کنٹرول روم کا کیبن چاروں طرف سے بند تھا لیکن اس کے باوجود سمندر کی لہروں کے تیز شور سے انہیں کان پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ جوزف ان خطرناک اور بڑی لہروں پر بڑی مہارت سے لانچ چلا رہا تھا۔

"ہم کب تک جنگلوں میں پہنچ جائیں گے"... سلیمان نے جوزف سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"اگر موسم خراب نہ ہوتا تو ہم تیس سے چالیس گھنٹوں میں وہاں

پہنچ سکتے تھے۔ مگر اب"... جوزف نے کہا۔

"اب کیا"... سلیمان نے کہا۔

"موسم کی حالت دیکھ رہے ہو"... جوزف نے کہا۔

"ہاں۔ خاصا خراب معلوم ہو رہا ہے"... سلیمان نے اثبات م سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ابھی تو یہ کچھ نہیں اگر موسم نے آگے چل کر طوفان کا روپ دھار لیا تو ہمارے لئے مشکلات اور بڑھ جائیں گی"... جوزف نے کہا

"تو تمہیں اس خراب موسم میں کس احمق نے سفر کرنے کو کہا تھا"... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہاں سارا سال موسم ایسا ہی رہتا ہے"... جوزف نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جب طاہر صاحب ہمیں سفر پر جانے کی سہولیات فراہم کر رہے تھے تو تمہیں سمندر میں آنے کی کیا ضرورت تھی۔ تمہارا کیا خیال ہے اگر طوفان آ گیا تو کیا یہ نازک سی لانچ اس طوفان کو برداشت کر سکے گی"... سلیمان نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"دیکھو کیا ہوتا ہے"... جوزف نے مبہم سے لہجے میں کہا۔

"ہونا کیا ہے۔ اگر طوفان آ گیا تو ہماری لانچ تنکوں کی طرح بکھر جائے گی اور ہمارا گوشت سمندری جانور کھا جائیں گے"... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ایک بڑی لہر آ کر لانچ سے ٹکرائی تو لانچ کو زور دار جھٹکا لگا۔ اگر جوزف بروقت وہیل گھما کر لانچ کو

سیدھا نہ کرتا تو لانچ یقیناً اس بڑی لہر کے ساتھ الٹ جاتی۔ جھٹکا اس قدر زوردار تھا کہ جوزف تو وہیل پکڑے رہنے کی وجہ سے بچ گیا لیکن سلیمان جو اس کے پاس کھڑا تھا وہ ایک جھٹکے سے گرا اور کنٹرول روم کے دروازے سے جا ٹکرایا۔

"اف۔ اگر یہی حال رہا تو میں مشکل ہے اس سفر میں بچ سکوں گا"... سلیمان نے کمر پکڑ کر اٹھتے ہوئے کہا۔

"سنبھل کر نہیں رہو گے تو یہی حال ہو گا"... جوزف نے کہا۔

"اور کیسے سنبھلوں۔ کیا خود کو کسی راڈ سے باندھ لوں"... سلیمان نے جھلا کر کہا۔

"باندھ لو۔ تمہارے لئے یہی بہتر رہے گا ورنہ واقعی تم ہڈی پسلی تڑوا بیٹھو گے"... جوزف نے کہا۔ اسی لمحے لانچ کی سائیڈ پر ایک اور لہر آ گری۔ ایک لمحے کے لئے اس لہر نے لانچ کو جیسے اپنے اندر سمو لیا تھا جوزف نے یکلخت لانچ کی رفتار بڑھا دی۔ وہ بڑی مہارت سے وہیل کو کنٹرول کئے ہوئے تھا۔ لہر لانچ پر گرتے دیکھ کر سلیمان کا رنگ فق ہو گیا تھا لیکن جیسے ہی لانچ پانی سے باہر آئی اس کا رنگ بحال ہو گیا۔ اس بار جھٹکا لگنے سے وہ گرا نہیں تھا کیونکہ اس نے سائیڈ پر لگے راڈ کو مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا۔ پھر اچانک آسمان پر زور سے بجلی کڑکی۔ انہوں نے ونڈ سکرین سے آسمان پر گہرے بادل دیکھے۔ ہوا بھی تیز ہوتی جا رہی تھی جس کے شور سے انہیں اپنے کانوں کے پردے پھٹتے معلوم ہو رہے تھے۔ سلیمان، جوزف سے کچھ کہنے ہی لگا

تھا کہ اچانک لانچ کا ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا اور سپیکر سے ایک آواز سنائی دینے لگی۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ ہارڈ ڈریگن۔ کیا تم میری آواز سن رہے ہو۔ اوور"... ایک چیختی ہوئی آواز نے کہا تو جوزف نے چونک کر ٹرانسمیٹر کا مائیک پکڑ لیا۔

"یس۔ میں ہارڈ ڈریگن کا پائلٹ بول رہا ہوں۔ اوور"... جوزف نے کہا۔

"اوہ۔ میں سرچنگ کنٹرول روم سے بول رہا ہوں۔ اوور"... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ کیوں کال کی ہے تم نے۔ اوور"... جوزف نے کہا۔

"ہم تمہاری لانچ کو فالو کر رہے ہیں۔ تمہاری لانچ دو سو کلومیٹر کی رفتار سے نارتھ زون کی طرف جا رہی ہے اور اینگل نائن ون ہے جس طرف تم جا رہے ہو اس طرف خوفناک سمندری طوفان آ رہا ہے جس کی رفتار ایٹ ناٹ ون کلومیٹر پر آور ہے۔ اوور"... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ۔ طوفان کتنی دور ہے۔ اوور"... جوزف نے قدرے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"وہ تمہاری لانچ سے دس منٹ کی دوری پر ہے اس لئے تم اپنی لانچ کا رخ موڑو اور اسے ون ایٹ اینگل پر لے جاؤ۔ اوور"... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تمہارا کیا خیال ہے۔ ون ایٹ اینگل پر جانے سے میں اس طوفان سے بچ جاؤں گا۔ اوور"... جوزف نے کہا۔

"ہاں۔ اگر تم لانچ کے ڈبل سلنڈر انجن استعمال کرو تو اس طوفان سے بچ کر نکل سکتے ہو۔ اوور"... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ۔ اگر میں فور سلنڈر کا استعمال کروں اور اس طوفان سے بدنے کی کوشش کروں تو پھر۔ اوور"... جوزف نے کہا۔

"اوہ۔ کیا تمہاری لانچ فور سلنڈر ہے۔ اوور"... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"یس۔ اوور"... جوزف نے کہا۔

"جو بھی ہے طوفان کی رفتار بے حد تیز ہے۔ فور سلنڈر تو کیا اگر تمہاری لانچ ایٹ سلنڈر بھی ہو تو اس طوفان کا مقابلہ نہیں کر سکتی طوفان تمہاری لانچ تنکے کی طرح اڑا لے جائے گا۔ اوور"... دوسری طرف سے تیز لہجے میں کہا گیا۔

"تم مجھے اس طوفان کی صحیح سمت بتاؤ۔ اوور"... جوزف نے دانت بھینچتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے اسے طوفان کی سمت بتا دی گئی۔

"ٹھیک ہے۔ میں اینگل نائن زیرو پر لانچ کو لے جاؤں گا۔ میرا خیال ہے کہ میں اس طوفان کا آسانی سے مقابلہ کر لوں گا۔ اوور"... جوزف نے کہا۔

"ایسی غلطی مت کرنا۔ یہ برازیل کے سمندر کا ایف ون ٹائپ

طوفان ہے جو کسی بھی لمحے اور کسی بھی وقت اپنا اینگل بدل
ہے۔ اگر تم اس طوفان کی زد میں آگئے تو پھر تمہارا بچ نکلنا ناممکن
جائے گا اس لئے ہمارا مشورہ مانو اور لانچ واپس لے آؤ۔ اوور
دوسری طرف سے اسے سمجھانے کے لئے قدرے سخت لہجے میں
گیا۔

" ایف ون ہو یا ایف فور۔ جوزف کے بازوؤں میں اتنی طاقت
ہے کہ وہ ان طوفانوں کا مقابلہ کر سکے۔ بہر حال تمہارا اطلاع دینے کا
شکریہ۔ اوور اینڈ آل"... جوزف نے کہا۔

" سنو۔ میری بات سنو۔ ہیلو۔ ہیلو"... دوسری طرف سے چیختے
ہوئے کہا گیا لیکن جوزف نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور ہاتھ بڑھا کر اس
کا سوئچ آف کرتے ہوئے اسے مستقل طور پر خاموش کر دیا۔

" یہ تم کیا کر رہے ہو جوزف۔ تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا
ہماری طرف خوفناک سمندری طوفان بڑھ رہا ہے اور تم"... سلیمان
نے اسے ٹرانسمیٹر آف کرتے دیکھ کر تیز لہجے میں کہا۔

" جوزف دی گریٹ ان طوفانوں سے نہیں ڈرتا"... جوزف نے
سر جھٹک کر کہا۔ اس کی نظریں دور سمندر میں جمی ہوئی تھیں
بارش تیز ہوتی جا رہی تھی اور ہواؤں نے شور کے ساتھ تیز چلنا شروع
کر دیا تھا۔ ان کی لانچ پانی میں بری طرح ہچکولے کھا رہی تھی
آسمان پر بادلوں کی گھن گرج اور بجلی کی کڑک میں بے پناہ اضافہ ہو
گیا تھا۔ بار بار بجلی چمکتی جس سے سمندر میں یکبارگی دور دور تک

شنی پھیل جاتی تھی اور پھر ہر طرف تاریکی کا راج قائم ہو جاتا تھا۔

" جوزف دی گریٹ طوفان سے نہیں ڈرتا مگر پرنس خانساماں کا
اتنا بڑا نہیں ہے کہ وہ اس سمندر اور سمندر کے خوفناک طوفانوں
نہ ڈرے"... سلیمان نے کہا۔

" پرنس خانساماں۔ کیا تم پرنس ہو"... جوزف نے حیرت سے
کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" اور نہیں تو کیا۔ تم خود کو جنگل پرنس کہہ سکتے ہو تو میں خود کو
س خانساماں کیوں نہیں کہہ سکتا"... سلیمان نے گردن اکڑاتے
ئے کہا تو جوزف بے اختیار مسکرا دیا۔

" اب دانت کیوں نکال رہے ہو۔ لانچ کے کنٹرول پر دھیان دو۔
ہم سچ مچ ایف ون میں پھنس گئے تو اس لانچ کے ساتھ ہمارے
ٹکڑے اڑ جائیں گے"... سلیمان نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

" تم ایف ون کے بارے میں کیا جانتے ہو"... جوزف نے اس
پوچھا۔

" میں نے ایک بار ٹیلی ویژن پر ایک پروگرام دیکھا تھا۔ ایف
بگولے کی شکل جیسا طوفان ہوتا ہے جو بجلی سے بھی زیادہ تیز
تاری سے گھومتا ہے۔ اسے عام طور پر موونڈر یا ٹویسٹر کہا جاتا ہے
گھومتا ہوا جہاں جہاں سے گزرتا ہے اپنے پیچھے بے پناہ تباہی کے
ن چھوڑ جاتا ہے۔ ایف ون کے گھومنے اور حرکت کرنے کی رفتار
سو کلومیٹر فی گھنٹہ ریکارڈ کی گئی ہے۔ اس سے زیادہ تیز رفتاری

سے گھومنے والے اور حرکت کرنے والے مونڈرز کو ایف ٹو، تھ
اور فور کہا جاتا ہے اور اگر ایف فور کسی ملک میں آجائے تو اس
آدھے سے زیادہ ملک تنکوں کی طرح ہواؤں میں اڑ جائے گا"
سلیمان نے جوزف کو ایف ون کے بارے میں تفصیل بتاتے ہو
کہا۔

"تم ٹھیک کہتے ہو۔ مونڈر واقعی دنیا کے خوفناک ترین طو
ہیں۔ خاص طور پر یہ سی مونڈرز۔ ان سے بڑھ کر شاید ہی کو
طوفان ہو"... جوزف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اس دورا
ہوائیں اور زیادہ تیز چلنا شروع ہو گئی تھیں اور سمندر کی لہریں بے
بلند ہو کر ان کی طرف آرہی تھیں۔ جوزف نے لانچ کے چاروں ان
سٹارٹ کر دیئے تھے جس کی وجہ سے ان کی لانچ تیزی سے کبھی ا
لہروں پر چڑھ جاتی تھی اور کبھی نشیب کی طرف جاتی معلوم ہوتی
کبھی لانچ نوک کے بل یوں اوپر اٹھ جاتی جیسے سیدھی آسمان
طرف پرواز کر جائے گی مگر جوزف ہر مرحلے پر لانچ کو بڑی مہارت ا
چابکدستی سے سنبھالے ہوئے تھا۔ سلیمان نے کیبن میں لگے ہو
راڈ کو مضبوطی سے تھام رکھا تھا۔ اس کے چہرے پر اب واقعی خو
کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ لانچ کو اس طرح ادھر ادھر گھومتے اور ا
نیچے آتے دیکھ کر اس کی روح فنا ہوتی جا رہی تھی۔

"جج۔ جوزف"... اچانک سلیمان نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا۔ ڈر کیوں رہے ہو"... جوزف نے منہ بنا کر کہا۔

"بس۔ سامنے دیکھو"... سلیمان نے اسی انداز میں کہا۔ اس کی
نظریں ونڈ سکرین کی طرف تھیں۔ جوزف نے چونک کر سامنے دیکھا
اچانک آسمان پر بجلی چمکی اور سمندر کا ماحول دور تک واضح ہوتا چلا
گیا۔ اس روشنی میں جوزف نے ایک بہت بڑے مونڈر کو دیکھا جو
سمندر کی لہروں کو چکراتے ہوئے اور بری طرح سے اچھالتے ہوئے
ان کی طرف آرہا تھا۔ اس مونڈر کا دائرہ بے حد بڑا تھا اور وہ اوپر سے
بادلوں کے ساتھ ملتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

"اوہ۔ یہ تو ہماری طرف آرہا ہے"... جوزف نے بوکھلائے
ہوئے لہجے میں کہا۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے لانچ کا وہیل گھمایا
سمندر کی ایک لہر سی اٹھی اور اس کے ساتھ ہی لانچ اوپر کو اٹھتی چلی
گئی۔ جوزف نے زور لگا کر لانچ کو دائیں طرف موڑنے کی کوشش کی
مگر لانچ پانی کی لہر کے ساتھ اس قدر اوپر اٹھ گئی تھی کہ جوزف کے
زور لگانے پر بھی وہ کسی طرف نہیں گھومی تھی۔ پھر سمندر کی لہر جیسے
ہی گری لانچ زوردار چھپاکے سے پانی میں آگری۔ اس سے پہلے کہ
جوزف لانچ کو موڑ کر دوسری طرف لے جاتا بجلی کی سی رفتار سے
چکراتا ہوا مونڈر ان کے سروں پر آگیا۔ اس مونڈر کو دیکھ کر
سلیمان کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ اسی لمحے لانچ کو ایک زور
دار جھٹکا لگا اور وہ مونڈر کے دائرے میں آکر ایک جھٹکے سے اوپر
اٹھتی چلی گئی۔ دوسرے لمحے لانچ کسی حقیر تنکے کی طرح اس مونڈر
میں گھومتی چلی گئی۔ پھر یکبارگی روشنی سی چمکی اور لانچ مونڈر میں

یوں پھٹ گئی جیسے بم پھٹتا ہے۔ لانچ کے ٹکڑے اس موونڈر میں گم ہوتے چلے گئے۔ موونڈر کی زد میں آکر لانچ کا جو حال ہوا تھا اس میں موجود جوزف اور سلیمان کا حشر اظہر من الشمس ہی تھا۔

زور دار پھنکار کی خوفناک آواز نے عمران پر واضح کر دیا تھا کہ اس کے جسم پر رسی کی طرح لپٹنے والی چیز سانپ ہے۔ سانپ بجلی کی سی تیزی سے اس کے گرد گھوم رہا تھا۔ ساتھ ہی عمران کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ کمر کے بل نیچے گر گیا۔ دوسرے لمحے اسے یوں محسوس ہوا جیسے سانپ کا پھنکاریں مارتا ہوا پھن بالکل اس کے چہرے کے سامنے ہو۔

گرم ہوا کا جھونکا محسوس کرتے ہی عمران کے دونوں ہاتھ حرکت میں آئے اور دوسرے لمحے سانپ کا پھن عمران کی گرفت میں تھا۔ سانپ بے حد دبلا پتلا تھا مگر اس میں بلا کی طاقت تھی۔ اس نے جس طرح عمران کی ٹانگوں اور اس کی کمر میں بل ڈال رکھے تھے۔ عمران کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کی ساری ہڈیاں کڑکڑا اٹھی ہوں اور اگر سانپ کے بلوں میں اور سختی آگئی تو وہ اس کی ہڈیاں توڑ

دے گا۔ سانپ کا پھن کھلا ہوا تھا اور اس کے منہ سے گرم ہوا کے
جھکے عمران کو اپنے منہ پر محسوس ہو رہے تھے۔ عمران دونوں
ہاتھوں کا زور لگا کر سانپ کے پھن کو اپنے چہرے سے دور کرنے کی
کوشش کر رہا تھا جبکہ سانپ کی کوشش تھی جیسے وہ عمران کے
چہرے پر ڈنگ مار کر اسے ہلاک کرنا چاہتا ہو۔

جوں جوں عمران سانپ کے پھن کو چہرے سے دور کرنے کی
کوشش کر رہا تھا سانپ اس کے جسم پر اپنے بل سخت سے سخت کر
جا رہا تھا۔ عمران زور لگا کر کبھی دائیں طرف ہو جاتا اور کبھی بائیں
طرف۔ سانپ بھی اسے کاٹنے کے لئے اپنا پورا زور صرف کر رہا تھا۔
پھر عمران سانپ کا پھن پکڑے جیسے ہی دائیں طرف ہوا اس نے اپنا
پورا زور لگا کر سانپ کا پھن زمین پر لگاتے ہوئے ایک بار زور سے
رگڑ دیا۔ سانپ کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور ایک لمحے کے لئے اس کی
گرفت عمران کے جسم پر کمزور پڑ گئی۔

عمران نے اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے جسم کو اٹھایا اور
اس نے سانپ کا پھن زمین پر لگاتے ہوئے اسے ایک بار پھر زمین
سے رگڑ دیا۔ زمین کھردری سی تھی۔ زمین سے رگڑ کھانے کی وجہ
سے سانپ کے پھن کا منہ کا اگلا حصہ غائب ہو گیا تھا اور عمران کو
اپنے ہاتھوں پر لجلجا سا مادہ سا محسوس ہونے لگا تھا جو اس سانپ کا خون
تھا۔ عمران نے ایک بار پھر سانپ کا پھن زمین پر رکھا اور اسے بری
طرح سے زمین پر رگڑنے لگا۔ دیکھتے ہی دیکھتے سانپ کا پورا پھن

غائب ہو گیا اور سانپ کے بل کمزور ہو کر عمران کے جسم سے کھلتے
چلے گئے۔

عمران نے خود کو سنبھالتے ہوئے اپنے جسم سے اس کے بل
کھولے اور اسے اٹھا کر دور اچھال دیا۔ پھن ختم ہونے کی وجہ سے
ناگ بری طرح سے چڑمڑ ہوتا جا رہا تھا۔ آخر کار اس کی جان نکل گئی۔
عمران نے اٹھ کر اپنے کپڑے جھاڑے اور اپنے لیزر پوائنٹر کی طرف
لپکا جو سانپ کے اچانک اس پر حملہ کرنے کی وجہ سے اس کے ہاتھ
سے گر گیا تھا۔ زمین پر گرنے کے باوجود لیزر پوائنٹر روشن تھا۔
عمران نے دیکھا کہ جو سانپ اس پر حملہ آور ہوا تھا وہ سفید رنگ کا
تھا اور رسی کی طرح پتلا مگر بے حد لمبا تھا جو پھن غائب ہونے کی وجہ
سے چڑمڑ ہو کر ہلاک ہو گیا تھا۔

"یہ میں کس عذاب میں پھنس گیا ہوں"... عمران نے چاروں
طرف روشنی ڈالتے ہوئے خود کلامی کرتے ہوئے کہا۔ ہر طرف گہری
خاموشی تھی۔ عمران کو ڈھول کی تھاپ اور انسانی نانا نانا کی آوازیں
بھی سنائی نہیں دے رہی تھیں۔ خاموشی اس قدر گہری تھی کہ وہاں
اب کسی معمولی جھینگر کی آواز بھی سنائی نہیں دے رہی تھی۔ عمران
روشنی میں چاروں طرف دیکھتا رہا مگر اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے
وہ ان جنگلوں میں اکیلا ہو اور وہاں اس کے سوا دوسری کوئی ذی
روح موجود نہ ہو۔

عمران کو اپنے ذہن میں عجیب سی سرسراہٹ محسوس ہو رہی تھی

جیسے اس کے دماغ میں سینکڑوں چیونٹیاں رینگ رہی ہوں ۔ اسے
اب نہ اپنے کسی ساتھی کا نام یاد آرہا تھا اور نہ کوئی مقدس کلام حتیٰ
کہ اب عمران کو یوں محسوس ہونے لگا تھا جیسے وہ اپنا نام بھی بھول
گیا ہو ۔ اسے اپنا دماغ حقیقتاً بلینک ہوتا ہوا معلوم ہو رہا تھا ۔ اس
نے سر جھٹک کر اپنے دماغ کو قابو کرنے کی کوشش کی مگر بے سود ۔
چند ہی لمحوں میں اسے یوں محسوس ہوا جیسے واقعی اس کا سارا دماغ
خالی ہو گیا ہو ۔ اس کے ذہن سے ہر خیال، ہر بات محو ہو کر رہ گئی
تھی ۔ وہ خالی خالی نظروں سے چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔

" یہ ۔ یہ مجھے کیا ہو رہا ہے ۔ میں ۔ میں "... اس نے سر جھٹکتے
ہوئے کہا ۔ اس نے اپنا نام یاد کرنے کی کوشش کی مگر اس کوشش
میں اسے یوں لگا جیسے اس کے دماغ میں رینگتی ہوئی چیونٹیوں نے
اسے کاٹ لیا ہو ۔ اس کے منہ سے بے اختیار سسکاری سی نکل گئی
تھی ۔ وہ چند لمحے چاروں طرف خالی خالی نظروں سے دیکھتا رہا پھر وہ
جیسے بے اختیاری میں ایک طرف قدم اٹھانے لگا ۔ وہ چل رہا تھا مگر
اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ وہ کہاں اور کیوں جا رہا ہے ۔ لیزر پوائنٹر
اس کے ہاتھ سے پھر گر گیا تھا ۔ اسے اٹھانے کا اس کے ذہن میں
خیال تک نہیں آیا تھا ۔ وہ بس آگے بڑھتا جا رہا تھا۔

درختوں اور جھاڑیوں کے درمیان سے گزرتا ہوا جیسے ہی وہ ایک
خالی قطعے میں پہنچا اچانک اسے ہو ہو کی اور دوڑتے ہوئے قدموں کی
آوازیں سنائی دیں تو وہ ٹھٹھک کر رک گیا ۔ دوسرے لمحے اسے بے

شمار سائے اپنی طرف آتے دکھائی دیئے۔

" یہ کون ہیں "... عمران کے منہ سے نکلا ۔ سائے ہو ہو کی زور دار
آوازیں لگاتے ہوئے تیزی سے اس کی طرف آ رہے تھے اور پھر ان
سایوں نے جیسے عمران کو گھیرے میں لے لیا ۔ وہ سب سیاہ فام
وحشی تھے ۔ ان کے زیریں حصوں پر زرد رنگ کے لنگوٹ کسے ہوئے
تھے ۔ ان کے جسموں پر سفید رنگ سے عجیب و غریب نقش و نگار بنے
ہوئے تھے ۔ سفید رنگ کی لکیریں ان کی پیشانی اور چہروں پر بھی بنی
ہوئی تھیں ۔ ان سب کے ہاتھوں میں لمبے لمبے نیزے تھے ۔ وہ سب
لمبے تڑنگے، تنومند اور انتہائی طاقتور نظر آ رہے تھے ۔ عمران کو گھیرے
میں لے کر انہوں نے نیزوں کا رخ اس کی طرف کر دیا تھا جبکہ عمران
حیرت سے ان سب کو دیکھ رہا تھا۔

" کیا تم آمی ران ہو "... ان میں سے ایک وحشی نے آگے بڑھ کر
عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا ۔ اس وحشی کا چہرہ دوسرے
وحشیوں کی نسبت بے حد چوڑا تھا ۔ عمران کو اس کے الفاظ صاف
سمجھ آگئے تھے جیسے وہ عمران کی زبان میں بات کر رہا ہو۔

" آمی ران ۔ آمی ران کیا ہوتا ہے "... عمران نے حیرت بھرے
لہجے میں کہا ۔ ان وحشیوں اور ان کے ہاتھوں میں موجود نیزوں کو
دیکھ کر اس کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں ابھرا تھا۔

" وہی آمی ران جسے پالوگ یہاں لایا ہے "... اسی وحشی نے کہا ۔
اس کا لہجہ بے حد سخت اور کڑک دار تھا۔

"پالوگ۔ کون پالوگ۔ میں کسی پالوگ کو نہیں جانتا"... عمران نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ تم نے ہی سردار جوزاکا کا باسوکا جلا کر راکھ کیا تھا ناں"... وحشی نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"سردار جوزاکا۔ باسوکا۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ مجھے تمہاری کسی بات کی کوئی سمجھ نہیں آ رہی"... عمران نے کہا۔

"منگارا کا ہتھیار کہاں ہے"... اس وحشی نے عمران کو بری طرح گھورتے ہوئے کہا۔

"اب یہ منگارا اور اس کا ہتھیار کیا ہے"... عمران نے پوچھا۔

"لگتا ہے تم میری کسی بات کا جواب نہیں دو گے۔ ٹھیک ہے۔ ہم تمہیں وچ ڈاکٹروں کے پاس لے چلتے ہیں۔ وہ تم سے خود ہی سب کچھ اگلوا لیں گے"... اس وحشی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس نے دوسرے وحشیوں کو اشارہ کیا تو وہ نیزے چھوڑ کر عمران پر جھپٹ پڑے۔ عمران نے ان کے سامنے کوئی مزاحمت نہیں کی تھی۔ وحشیوں نے اسے پکڑ کر رسیوں سے باندھ دیا جو شاید وہ اسی مقصد کے لئے ساتھ لائے تھے۔

"اسے مامورنا سونگھا دو"... وحشی نے اپنے ایک ساتھی سے کہا تو اس وحشی نے اپنے مڑے ہوئے نیفے سے زرد رنگ کی بوٹی سی نکالی اور اسے عمران کے پاس لے آیا۔ اس نے بوٹی یکلخت عمران کی ناک سے لگا دی۔ عمران نے فوراً سانس روکنا چاہا مگر بوٹی کی تیز اور زود اثر

بو اس کے دماغ میں چڑھ چکی تھی۔ اسے اپنے دماغ کے روشن دریچے بند ہوتے معلوم ہوئے اور ایک بار پھر اس کے ذہن میں تاریکی چھا گئی۔ اسے بے ہوش ہوتے دیکھ کر وحشی نے بوٹی والا ہاتھ اس کی ناک سے ہٹا لیا تھا۔ سردار وحشی کے حکم سے انہوں نے عمران کو ایک موٹے ڈنڈے سے باندھا اور پھر دو وحشیوں نے ڈنڈے کے سروں کو اٹھا کر اپنے کاندھوں پر رکھا اور عمران کو لٹکائے ہوئے وہ سب کرکاش قبیلے کی طرف روانہ ہو گئے۔

سردار جوزاکا آمی ران کی ہلاکت کے لئے آکاما نامی سفید سانپ کو بھیج کر بے حد خوش تھا۔ اسے یقین تھا کہ سانپ اس پاناشی کے جسم سے لپٹ کر اس کے چہرے پر کاٹے گا تو آمی ران کو دوسرا سانس لینے کی بھی مہلت نہیں ملے گی اور وہ ایک لمحے میں ہلاک ہو جائے گا اور پھر اس کا جسم موم کی طرح پگھل جائے گا اور اس طرح آمی ران کا وجود ہمیشہ کے لئے ان جنگلوں سے غائب ہو جائے گا۔

وہ سانپوں کے علاقے سے نکل کر اس طرف بڑھ گیا جہاں آمی ران موجود تھا۔ آمی ران کی ہلاکت اس کے لئے بہت ضروری تھی اس کے پاس منگارا کا آگ اگلنے والا ہتھیار تھا جس سے اس آمی ران نے سردار جوزاکا کا باسوکا جلا کر راکھ بنا دیا تھا۔ باسوکا کے جلنے کی وجہ سے سردار جوزاکا کی ماورائی طاقتوں میں کمی آ گئی تھی اس لئے بڑھے وچ ڈاکٹروں نے اسے واضح طور پر کہہ دیا تھا کہ اب اس کا اور اس آمی

ران کا مقابلہ ہو گا۔ اگر آمی ران تین کڑی آزمائشوں سے گزر کر اس کے مقابل آ گیا تو ان دونوں کو ایک دوسرے سے موت کی جنگ لڑنی ہو گی۔ جو زندہ رہتا اسے ہی وچ ڈاکٹر دوسرا باسوکا دیتے اور وہی کرکاش قبیلے کا سردار بننے کا حقدار ہوتا۔

باسوکا اس کے پاس نہ ہونے کے باوجود سردار جوزاکا میں اتنی طاقتیں موجود تھیں کہ وہ اس آمی ران کو آسانی سے شکست دے سکتا تھا۔ سردار جوزاکا کا خیال تھا کہ آمی ران اس کے ایک ہاتھ کی مار بھی نہیں سہہ سکتا۔ وہ ایک زوردار تھپڑ مار کر اس آمی ران کی گردن توڑ سکتا تھا مگر وہ ایک معمولی آمی ران کے مقابلے پر آنا اپنی توہین سمجھ رہا تھا۔ کرکاش قبیلے کا بڑے سے بڑا سورما حتیٰ کہ ان جنگلوں کے تمام قبیلے اور ان کے طاقتور وحشی سردار جوزاکا کے سامنے گھٹنے ٹیک دیتے تھے اور اس کے مقابلے پر آنا تو کجا وہ اس کا سامنا کرنے سے بھی گھبراتے تھے۔

سردار جوزاکا کا مقابلہ ایک جدید دنیا کے عام انسان سے کرایا جانا تھا جسے وہ کسی بھی صورت برداشت نہیں کر سکتا تھا اس لئے وہ سوچ رہا تھا کہ اس آمی ران کا جلد سے جلد ہلاک ہو جانا ہی اچھا ہے۔ اگر آمی ران کو وہ کسی طرح ہلاک کر دیتا ہے تو ان وچ ڈاکٹروں کو یقینی طور پر اسے ہی سرداری کے عہدے پر مامور کرنا پڑے گا اور اسے ہی نیا باسوکا دینا پڑے گا۔

اب سردار جوزاکا مطمئن تھا۔ اس نے آمی ران کی ہلاکت کے

لئے جس سفید سانپ کو بھیجا تھا آمی ران کا ہلاک ہونا یقینی ہو گیا تھا
سردار جوزاکا اسی طرف بڑھ رہا تھا کہ اسے سانپ سے آمی ران کی
ہلاکت کا معلوم ہو جائے تو وہ دوبارہ وچ ڈاکٹروں کے پاس جائے گا
اور ان سے کہہ دے گا کہ آمی ران غلطی سے سانپوں کے علاقے میں
چلا گیا تھا جہاں وہ زہریلے سانپوں کا شکار ہو کر ہلاک ہو گیا اور اس کا
گوشت ان سانپوں اور زمین کے کیڑوں نے چٹ کر لیا ہے۔

سردار جوزاکا جھاڑیوں کے درمیان بنے ہوئے راستوں سے گزر
رہا تھا کہ اچانک اس کے سامنے کچھ فاصلے پر ایک زور دار دھماکہ ہوا
دھماکے کی آواز سن کر سردار جوزاکا بری طرح سے اچھل پڑا۔ جس
جگہ دھماکہ ہوا تھا وہاں دھواں سا پھیل گیا تھا اور تیزی سے اوپر اٹھ
رہا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے دھواں انسانی قد کے برابر ہو گیا۔ پھر اس
دھوئیں میں چنگاریاں سی چمکیں اور اچانک وہاں دھوئیں کی جگہ ایک
انسانی ہیولہ نمودار ہو گیا جو کسی لڑکی کا ہیولہ تھا۔ گو اس ہیولے
کے نقوش واضح نہیں ہوئے تھے لیکن اس ہیولے کا قد کاٹھ دیکھ کر
سردار جوزاکا کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیل گئی تھیں۔

"انانا دیوی"... سردار جوزاکا کے منہ سے خوف زدہ سی آواز نکلی۔

"ہاں۔ میں انانا دیوی ہوں"... ہیولے کے منہ سے انتہائی سریلی
اور باریک سی آواز نکلی۔ یہ سنتا تھا کہ سردار جوزاکا کا رنگ اور زیادہ
سیاہ پڑ گیا۔ وہ فوراً اس ہیولے کے سامنے زمین پر گر گیا۔ اس کا سارا
جسم خوف سے کانپ رہا تھا۔

"انانا دیوی۔ میں۔ میں سردار جوزاکا۔ میں سردار جوزاکا"...
سردار جوزاکا نے لرزتے ہوئے کچھ کہنا چاہا مگر خوف کی وجہ سے اس
کے منہ سے الفاظ ہی نہیں نکل رہے تھے۔

"اٹھو سردار جوزاکا۔ میں تم سے بات کرنے آئی ہوں"... انانا
دیوی نے سردار جوزاکا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نن۔ نہیں۔ نہیں۔ انانا دیوی۔ یہ غلام تمہارے سامنے سر
نہیں اٹھا سکتا۔ مجھے اسی طرح اپنے قدموں میں پڑا رہنے دو"... سردار
جوزاکا نے کہا۔

"میں تمہیں حکم دے رہی ہوں۔ اٹھو"... انانا دیوی نے کڑک
کر کہا تو سردار جوزاکا کانپتا ہوا اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے دونوں
ہاتھ معافی مانگنے والے انداز میں جڑے ہوئے تھے اور اس کا سر جھکا
ہوا تھا اور اس کا جسم بدستور کانپ رہا تھا جیسے اسے جاڑے کا بخار
ہو گیا ہو۔

"سردار جوزاکا۔ جانتے ہو میں یہاں کیوں آئی ہوں"... انانا دیوی
نے سردار جوزاکا سے کہا۔

"نن۔ نن۔ نہیں دیوی۔ غلام دیوی کے آنے کا مقصد کیسے
جان سکتا ہے۔ دیوی مہان ہے۔ یہ سارے جنگلات دیوی کے ہیں۔
ان جنگلات اور جنگلات میں موجود ہر چیز دیوی کے حکم کی پابند
ہے"... سردار جوزاکا نے کہا۔

"جب تم یہ سب جانتے ہو تو تم نے میرے حکم کی خلاف ورزی

کیوں کی ہے"... اناتا دیوی نے کہا۔
" خلاف ورزی ۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو دیوی ۔ میں نے تمہا
کون سے حکم کی خلاف ورزی کی ہے"... سردار جوزاکا نے چونک
اور بری طرح سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔
" جنگلات کے وچ ڈاکٹر میرے حکم کے پابند ہیں ۔ میں انہیں
کہتی ہوں وہ وہی کرتے ہیں"... اناتا دیوی نے کہا۔
" ہاں ۔ ہاں دیوی ۔ یہ سچ ہے"... سردار جوزاکا نے کہا۔
" بڑے وچ ڈاکٹر رانگو نے تمہیں حکم دیا تھا کہ تم تمبورا کو
سے بلا کر لاؤ تو تم نے اس کے حکم کے خلاف آمی ران کو ہلا
کرنے کی سازش کیوں کی تھی ۔ تم جانتے ہو کہ جب کسی سردا
باسوکا جل جائے یا جلا دیا جائے تو اسے نیا باسوکا اور سرداری تب
ہے جب وہ باسوکا جلانے والے کا باقاعدہ مقابلہ کرے اور
مقابلے میں جو زندہ رہتا ہے باسوکا اور سرداری کا حق اسی کا
ہے"... اناتا دیوی نے کہا تو سردار جوزاکا کے جسم پر ایک بار پھر
طاری ہو گیا۔
" مم ۔ مم ۔ میں جانتا ہوں دیوی"... اس نے ہکلاتے ہوئے ک
" اگر جانتے ہو تو تم نے آمی ران کو ہلاک کرنے کے لئے آ
کیوں بھیجا تھا"... اناتا دیوی نے کڑک کر کہا۔
" مم ۔ مم ۔ میں"... سردار جوزاکا نے بوکھلائے ہوئے لہجے
اناتا دیوی کی بات سن کر وہ بری طرح سے خوفزدہ ہو گیا تھا جیسے

وی اسے اس جرم میں موت کی سزا سنانے والی ہو۔
" سردار جوزاکا ۔ تم نے وچ ڈاکٹر رانگو کے حکم کے خلاف عمل کر
کے میرے حکم کی سرتابی کی ہے اور جو اناتا دیوی کے حکم کی سرتابی
رتا ہے اس کا انجام تم جانتے ہی ہو"... اناتا دیوی نے کہا۔
" مم ۔ مم ۔ مجھ سے بھول ہو گئی اناتا دیوی ۔ مجھے معاف کر دو۔
یں ۔ میں"... اناتا دیوی کو غصے میں دیکھ کر سردار جوزاکا انتہائی حد
ک ہراساں ہو گیا تھا اور ایک بار پھر اس کے قدموں میں گر گیا۔
س کا جسم اور زیادہ کانپنا شروع ہو گیا تھا۔
" معاف ۔ یعنی رحم ۔ تم اناتا دیوی کو بھول رہے ہو سردار جوزاکا
اناتا دیوی کسی پر رحم نہیں کھاتی"... اناتا دیوی نے کہا۔ اس کا لہجہ
بے حد غصیلا تھا ۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اس کے منہ سے آواز کی
جائے انگارے نکل رہے ہوں۔
" نن ۔ نہیں دیوی ۔ میں دوبارہ کبھی حکم عدولی نہیں کروں گا۔
بھی نہیں"... سردار جوزاکا نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔
" تم چونکہ میرے پرانے پجاری ہو اس لئے میں تمہیں ہلاک تو
ہیں کروں گی لیکن تم نے جو جرم کیا ہے اس کی بہرحال تمہیں
عافی بھی نہیں دی جائے گی ۔ باسوکا جلنے کی وجہ سے تمہاری جادوئی
طاقتیں پہلے ہی ختم ہو گئی تھیں اور اب سزا کے طور پر میں تم سے
تمہاری باقی طاقتیں بھی چھین رہی ہوں ۔ اب تمہیں اس وقت تک
یک عام وحشی بن کر رہنا ہو گا جب تک آمی ران سرداری کی تیین

Downloaded from https://paksociety.com

آزمائشوں کے مرحلے طے کرنے کے بعد تمہارے مقابلے پر نہیں آ
تمہیں اب آمی ران سے بغیر کسی طاقت کے مقابلہ کرنا ہو گا ۔ ا
جسمانی طاقت یا عام ہتھیاروں کے سوا تم آمی ران کے خلاف کو
طاقت استعمال نہیں کرو گے ۔ سمجھ گئے تم "... اناتا دیوی نے تیز
میں کہا۔

" سس ۔ سمجھ گیا دیوی ۔ مم ۔ میں سمجھ گیا"... سردار جوزاکا ۔
بدستور لرزتے ہوئے کہا ۔ باقی ماندہ طاقتوں کے چھن جانے کا س
کر اس کا جیسے دل دھڑکنا بند ہو گیا تھا ۔ اناتا دیوی کے حکم سے
ایک بار پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا البتہ اس کے ہاتھ بندھے ہوئے ا
سر جھکا ہوا تھا۔

"ایک بات اور سن لو"... اناتا دیوی نے کہا۔

"حکم ۔ حکم اناتا دیوی"... سردار جوزاکا نے لرزتے ہوئے کہا۔

"میں جانتی ہوں کہ تم نے جمیکا کو اصل پاناشی کو لانے کے لئے
بھیج دیا ہے جس کے خون سے غسل کر کے میں سرخ چاند رات کو
دوبارہ زندگی حاصل کر لوں گی ۔ اس بار میں زندہ ہو کر تمہارے
سامنے نئے روپ میں ظاہر ہوں گی ۔ میری طاقتیں ہزاروں گنا زیادہ
ہوں گی اور میں دنیا کی حسین ترین دیوی بن جاؤں گی ۔ پھر مجھے
ایک انسان سے شادی کرنا ہو گی ۔ انسان سے شادی کرنے کے بعد
ہی مجھے دائمی زندگی مل سکتی ہے اس لئے سرخ چاند کی رات باقاعدہ
جشن منایا جائے گا اور اس رات میں شادی بھی کروں گی ۔ میری

شادی دو انسانوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ہو سکتی ہے اور یہی
مجھے حکم دیا گیا ہے"... اناتا دیوی نے کہا۔

" اوہ ۔ وہ دو انسان کون ہیں اناتا دیوی"... سردار جوزاکا نے کہا ۔
اس کے لہجے میں ایک عجیب سی حسرت تھی جیسے وہ چاہتا ہو کہ ان دو
انسانوں میں سے ایک وہ خود ہو۔

" ایک تو وہ آمی ران ہے جسے نقلی پالوگ یہاں لایا ہے اور دوسرا
انسان"... اناتا دیوی کچھ کہتے کہتے رک گئی۔

" دوسرا ۔ دوسرا کون ۔ کون ہے دوسرا انسان دیوی"... سردار
جوزاکا نے دھڑکتے دل سے کہا۔

" دوسرے انسان تم ہو سردار جوزاکا"... اناتا دیوی نے کہا اور
اس کی بات سن کر سردار جوزاکا حقیقتاً اچھل پڑا ۔ اس کے چہرے پر
یکلخت شادابی سی پھیلتی چلی گئی اور اس کی آنکھیں خوشی سے چمک
اٹھی تھیں۔

" مم ۔ مم ۔ میں ۔ کیا تم سچ کہہ رہی ہو اناتا دیوی ۔ کیا وہ دوسرا
انسان میں ہوں"... سردار جوزاکا نے خوشی سے لرزتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ مگر اس کا فیصلہ تم دونوں کے مقابلے کے بعد ہو گا ۔
موت کی لڑائی جو جیتے گا میری شادی اس سے ہو گی چاہے وہ تم ہو یا
آمی ران"... اناتا دیوی نے کہا۔

" اس لڑائی میں صرف میں جیتوں گا اناتا دیوی ۔ صرف میں ۔ آمی
ران تو میرے سامنے معمولی تنکے کی بھی حیثیت نہیں رکھتا ۔ میں

اسے مچھر کی طرح انگلیوں میں مسل دوں گا"... سردار جوزاکا نے
فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"میں بھی یہی چاہتی ہوں کہ جیت تمہاری ہو"... اناتا دیوی نے
کہا تو سردار جوزاکا کا سینہ کئی انچ پھول گیا۔

"تم فکر نہ کرو دیوی ۔ جیت تو میری ہی ہو گی"... سردار جوزاکا
نے غرور بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ تو جاؤ اور آمی ران سے مقابلے کی تیاری کرو ۔
تمہیں ہر حال میں اناتا کے لئے یہ لڑائی جیتنی ہے"... اناتا دیوی نے
کہا۔

"ایسا ہی ہو گا دیوی ۔ ایسا ہی ہو گا"... سردار جوزاکا نے خوش
ہوتے ہوئے کہا۔

"یاد رہے ۔ کسی کو معلوم نہیں ہونا چاہئے کہ میں تم سے ملی
تھی اور میری تم سے کوئی بات ہوئی تھی"... اناتا دیوی نے کہا۔

"جو حکم دیوی ۔ میں کسی سے کچھ نہیں کہوں گا"... سردار جوزاکا
نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے سے خوف کے تاثرات زائل
ہو چکے تھے ۔ اب وہ بے حد مسرور دکھائی دے رہا تھا۔

"آمی ران کو جس ماکرے میں رکھا جائے گا اس کی حفاظت تم
نے خود کرنی ہے ۔ ہو سکتا ہے پالوگ دوبارہ اس تک پہنچنے اور اسے
لے جانے کی کوشش کرے ۔ تمہیں ہر حال میں اس کی کوششوں
کو ناکام بنانا ہے"... اناتا دیوی نے کہا۔

"اوہ ۔ اگر ایسا ہے تو میں پالوگ کو کیسے روک سکوں گا
دیوی"... سردار جوزاکا نے کہا۔

"کیوں ۔ تم کیوں نہیں روک سکو گے"... اناتا دیوی نے کہا۔

"دیوی ۔ میرا باسوکا جل چکا ہے اور اب تم نے میری باقی ماندہ
طاقتیں بھی چھین لی ہیں ۔ میں اپنی طاقتوں کے بغیر پالوگ کا مقابلہ
کیسے کروں گا ۔ وہ وچ ڈاکٹر بھی ہے"... سردار جوزاکا نے کہا۔

"اوہ ہاں ۔ یہ تو ہے ۔ خیر میں تمہارے پاس کالومی کو بھیج دوں
گی ۔ کالومی میری پجارن ہے ۔ وہ صرف تمہیں دکھائی دے گی ۔ اسے
بڑے وچ ڈاکٹر بھی نہیں دیکھ سکیں گے ۔ کالومی تمہارے احکام کی
پابند ہو گی ۔ وہ تمہاری مددگار ثابت ہو گی"... اناتا دیوی نے کہا تو
سردار جوزاکا کی آنکھیں ایک بار پھر چمک اٹھیں۔

"کالومی ۔ اوہ ۔ اوہ ۔ اگر کالومی مجھے مل جائے تو میں بڑے سے
بڑے وچ ڈاکٹروں کا بھی آسانی سے مقابلہ کر سکتا ہوں دیوی ۔
کالومی کے سامنے تو بڑے بڑے وچ ڈاکٹر سر جھکا دیتے ہیں"... سردار
جوزاکا نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔ اب تم بھی جاؤ ۔ آج کسی بھی وقت کالومی تمہارے پاس
پہنچ جائے گی"... اناتا دیوی نے کہا اور دوسرے لمحے اس کا ہیولہ
دھوئیں میں تبدیل ہوا اور پھر وہ دھواں ہوا میں تحلیل ہوتا چلا گیا۔

جوزف کے دماغ میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا جسم کسی تیز رفتار لٹو کی طرح گھوم رہا ہو۔ تیز اور ناقابل برداشت ہوا کا شور اس کی سماعت سے ٹکرا رہا تھا۔ اس کے ذہن میں اندھیرا سا چھایا ہوا تھا۔ پھر اچانک جیسے تاریکی میں جگنو چمکتا ہے بالکل اسی طرح اس کے تاریک ذہن میں روشنی کا ایک نقطہ سا چمکا اور غائب ہو گیا۔ پھر دوبارہ وہی نقطہ روشن ہوا اور جوزف کے ذہن کے تاریک پردے پر وہ نقطہ تیزی سے پھیلتا چلا گیا۔ دوسرے لمحے جوزف نے آنکھیں کھول دیں۔

چند لمحے وہ لاشعور کی کیفیت میں پڑا رہا پھر جیسے ہی اس کا شعور جاگا اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ کسی نرم گداز اور گیلی جگہ پر پڑا ہوا ہو۔ شعور جاگتے ہی وہ تیزی سے اٹھ کر بیٹھ گیا اور حیرانی سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ وہ کسی جزیرے کے ساحل پر پڑا تھا۔ اس کے سامنے

پر سکون سمندر تھا جس کی لہریں اس کے پیروں تک آتی تھیں اور پھر پیروں سے ٹکراتے ہی لوٹ جاتی تھیں۔

جس ساحل پر وہ موجود تھا وہاں دوسری طرف اسے درختوں کا جنگل دکھائی دے رہا تھا۔ وہ تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور حیرت بھری نظروں سے جنگل کی طرف دیکھنے لگا۔ اچانک اسے اس طوفانی رات کا وہ خوفناک منظر یاد آ گیا جب وہ سلیمان کے ساتھ ایک جدید اور بڑی لانچ میں برازیل کے تاریک جنگلوں کی طرف جا رہا تھا اور سمندر میں اچانک طوفان آ گیا تھا اور پھر اسے سی مونڈر کی وائرلیس پر اطلاع دی گئی۔ سی مونڈر کے آنے کی اطلاع ملنے پر بھی جوزف نے اپنا سفر ترک نہیں کیا تھا۔

اس نے لانچ کے چاروں انجن سٹارٹ کر لئے تھے اور وہ برق رفتاری سے اوپر نیچے ہوتی ہوئی لہروں پر لانچ دوڑائے چلا جا رہا تھا مگر پھر اچانک اس کے سامنے وہ سمندری بگولہ آ گیا جس سے بچنے کے لئے اسے ہدایات دی گئی تھیں۔ جوزف نے اس سی مونڈر سے بچنے کے کی ہر ممکن کوشش کی تھی مگر وہ کامیاب نہ ہو سکا تھا۔

سمندری بگولے نے آن کی آن میں اس کی لانچ کو اپنی زد میں لے لیا تھا اور اس کی لانچ فضا میں اٹھ کر بجلی کی سی تیزی سے گھومنے لگی تھی۔ پھر زوردار دھماکے سے اس کی لانچ کے ٹکڑے ہو گئے تھے۔ آخری احساس جوزف کو یہی ہوا تھا جیسے وہ لانچ کے تباہ ہوتے ہی مونڈر سے نکل گیا ہو اور اس کا جسم بری طرح سے چکر کھاتا ہوا دور

سمندر میں جا گرا ہو۔ اس نے پانی میں گرتے ہی اپنے ہوش سنبھالنے
کی کوشش کی تھی مگر وہ کامیاب نہ ہو سکا تھا۔ اس کے بعد اب اسے
ہوش آ رہا تھا اور ہوش میں آ کر اس نے خود کو ایک جنگل کے ساحل
پر پڑا پایا تھا۔

شاید سمندر کی طاقتور لہروں نے اسے اٹھا کر یہاں لا پھینکا تھا۔ ا
کس جگہ پر تھا اس کے بارے میں تو وہ کچھ نہیں جانتا تھا مگر اس قد
طاقتور سی موونڈر کی زد میں آ کر اور طوفانی سمندر میں گرنے کے
باوجود وہ زندہ تھا۔ یہ اس کے لئے خوشی کی بات تھی۔ البتہ سلیمان
کے بارے میں وہ سوچ کر متفکر ہو رہا تھا کہ نجانے سمندری بگو
میں اس کا کیا حشر ہوا ہو گا۔ نہ معلوم لانچ کے ساتھ اس کے بھی
ٹکڑے ہو گئے تھے یا وہ سمندر کی خوفناک اور بے رحم لہروں میں
پھنس کر ہمیشہ کے لئے سمندر برد ہو گیا تھا۔

ساحل دور دور تک خالی تھا۔ دور نزدیک اسے کوئی ذی روح
دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ البتہ عقب میں موجود جنگل کے
درختوں پر اسے بے شمار پرندوں کے بولنے کی آوازیں سنائی دے
رہی تھیں۔ جوزف جبڑے بھینچے مسلسل سمندر کی طرف دیکھ رہا تھا
جیسے اسے امید ہو کہ سلیمان سمندر کی لہروں پر تیرتا ہوا اس کے پاس
آ جائے گا۔

"سمندر میں کیا دیکھ رہے ہو کالے بھوت"... جوزف کو اچانک
اپنے عقب سے ایک چہکتی ہوئی آواز سنائی دی تو وہ بے اختیار اچھل

پڑا۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے پلٹا اور پھر اپنے سامنے سلیمان کو دیکھ کر
اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ سلیمان کے ہونٹوں پر
آسودہ سی مسکراہٹ تھی۔ اس نے دائیں کاندھے پر کیلوں کا گچھا اٹھا
رکھا تھا جبکہ اس کے دوسرے ہاتھ میں دو بڑے بڑے ناریل تھے۔
وہ شاید جوزف سے پہلے ہوش میں آ گیا تھا۔ جنگل میں جا وہ کیلے اور
ناریل لا کر کب سے جوزف کے پیچھے کھڑا تھا جس کا جوزف کو واقعی
پتہ ہی نہ چل سکا تھا۔

"تت۔ تم۔ تم زندہ ہو"... جوزف نے اس کی طرف یقین نہ
آنے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"تو تم کیا سمجھ رہے تھے کہ میں مر گیا ہوں"... سلیمان نے اسے
گھورتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ مگر تم یہاں کیسے۔ تم تو"... جوزف کو جیسے ابھی تک
یقین نہیں آ رہا تھا کہ سلیمان واقعی اس کے سامنے زندہ سلامت
موجود ہے۔

"سمندری بگولے کی زد میں آ کر جب ہماری لانچ کے ٹکڑے
ہوئے تھے تو اچانک میرا جسم اس بگولے سے نکل کر سمندر میں دور
جا گرا تھا۔ جس جگہ میں گرا تھا وہاں بڑی بڑی لہریں اٹھ رہی تھیں جو
میرے جسم کو بری طرح سے اچھال رہی تھیں۔ مجھے یوں محسوس ہو
رہا تھا جیسے میں ان خوفناک لہروں کے جال میں پھنس کر ہمیشہ کے
لئے سمندر میں غرق ہو جاؤں گا۔ میں نے اپنے ہوش قائم رکھنے کی ہر

ممکن کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ جب مجھے ہوش آیا تو میں اس ویران ساحل پر موجود تھا اور تم مجھ سے کچھ فاصلے پر موجود تھے۔

اپنے زندہ ہونے کے احساس نے مجھ میں بے پناہ خوشی اور جوش بھر دیا تھا۔ میں اٹھ کر تمہارے پاس آیا اور تمہیں چیک کیا تو معلوم ہوا کہ تم بھی زندہ ہو۔ سمندر کی لہریں آہستہ آہستہ تمہیں دوبارہ سمندر کی طرف گھسیٹ رہی تھیں۔ میں چونکہ تمہارے ٹنوں وزنی جسم کو اٹھا نہیں سکتا تھا اس لئے میں نے تمہارے ہاتھ پکڑے اور تمہیں ساحل پر گھسیٹ لایا۔ میں نے تمہیں ہوش میں لانے کی ہر ممکن کوشش کی تھی مگر تمہیں ہوش ہی نہیں آ رہا تھا۔ پھر میں نے تمہیں یہیں پڑا رہنے دیا تاکہ اگر تم ہلاک ہو جاؤ تو اس ساحل کے گدھ اور بھوکے جانور تمہارا گوشت اور ہڈیاں چبا کر اپنا پیٹ تو بھر سکیں۔

مجھے بھی چونکہ بھوک لگ رہی تھی اس لئے میں ڈرتا کانپتا جنگل کی طرف چلا گیا۔ جنگل میں پھل دار درختوں کی بہتات ہے۔ میں نے کیلے اور ناریل توڑے اور واپس آ گیا تاکہ میں یہ سب کچھ تمہاری لاش کے پاس بیٹھ کر سکون سے کھا سکوں مگر تمہیں ہوش میں اور اپنے پیروں پر کھڑے دیکھ کر میرے ارمانوں پر اوس ہی پڑ گئی"۔۔۔ سلیمان نے آخری الفاظ منہ بنا کر کہے تو جوزف بے اختیار ہنس پڑا۔

سلیمان کو زندہ دیکھ کر اسے بے پناہ خوشی ہو رہی تھی ورنہ وہ سوچ سوچ کر پریشان ہو رہا تھا کہ جب وہ باس سے ملے گا تو وہ اسے سلیمان کے بارے میں کیا جواب دے گا۔

"تم بے فکر ہو کر سب کچھ کھا لو میں اپنے لئے جنگل سے اور لے آؤں گا"۔۔۔ جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مہربانی ہو گی جناب کی"۔۔۔ سلیمان نے سر جھکا کر اس انداز میں کہا کہ جوزف بے اختیار ہنس پڑا۔

"بڑا خوفناک طوفان تھا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا کرم ہو گیا کہ ہم دونوں بچ گئے ورنہ جس طرح سمندری بگولے میں لانچ کے پرخچے اڑ گئے تھے اگر چند لمحے اور ہمارے جسم بگولے سے نہ نکلتے تو ہمارا حشر بھی لانچ جیسا ہی ہونا تھا"۔۔۔ سلیمان نے کہا۔

"ہاں۔ واقعی۔ اس بار ہم حقیقتاً موت کے بھیانک جبڑوں سے نکل کر آئے ہیں۔ سی مونسٹر کے ساتھ ساتھ سمندر کی طوفانی لہروں سے بھی ہمارا بچ نکلنا کسی معجزے سے کم نہیں ہے۔ اگر سمندری لہریں ہمیں نگل لیتیں تو اب تک سمندری جانور ہماری ہڈیاں بھی کھا چکے ہوتے"۔۔۔ جوزف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہ سب تمہاری کم عقلی کی وجہ سے ہوا ہے۔ اگر تم ویدر سرچ کنٹرولر کی بات مان لیتے اور لانچ کو واپس لے جاتے تو ہم سمندری بگولے سے بچ سکتے تھے مگر تمہیں سمجھائے کون۔ تمہیں تو طوفان سے لڑنے کا شوق ہے۔ کر لیا اپنا شوق پورا۔ لانچ بھی ہمارے ہاتھوں سے گئی اور لانچ میں موجود سامان بھی گیا اور بے رحم موجوں نے ہمیں نجانے کہاں سے کہاں لا پھینکا ہے"۔۔۔ سلیمان نے کہا۔

"ہاں واقعی ۔ ہمارے لئے یہ پتہ لگانا بے حد ضروری ہے کہ ہم کہاں ہیں ۔ ہم باس کی مدد کرنے کے لئے نکلے تھے ۔ ہمارا باس تک پہنچنا بے حد ضروری ہے ۔ اگر ہمیں دیر ہو گئی تو ہم باس کو ہمیشہ کے لئے کھو دیں گے"... جوزف نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا ۔ سلیمان خشک ریت پر بیٹھ گیا تھا ۔ اس نے ناریل اور کیلے نیچے رکھ دیئے تھے ۔

"اب بھول جاؤ باس کو"... سلیمان نے گچھے سے کیلا توڑ کر اسے چھیلتے ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر جوزف چونک پڑا۔

"بھول جاؤں ۔ کیا مطلب"... جوزف نے حیرت زدہ نظروں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اور نہیں تو کیا ۔ معلوم نہیں تاریک جنگل کہاں ہے ۔ ہم دنیا کے کس کونے میں موجود ہیں ۔ صاحب تک تو درکنار مجھے تو یہ بھی نہیں لگتا کہ ہم واپس بھی جا سکیں گے یا نہیں ۔ یا ہمیں ہمیشہ کے لئے انہی جنگلوں میں جنگلیوں کی طرح رہنا پڑے گا ۔ یہاں دور دور تک نہ کوئی آدم ہے نہ آدم زاد ۔ اب تو تمہیں میری اور مجھے تمہاری منحوس صورت دیکھ کر جینا پڑے گا"... سلیمان نے افسردہ سے لہجے میں کہا۔

"کچھ بھی ہو ۔ میں یہاں نہیں رہوں گا"... جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تو کہاں جاؤ گے"... سلیمان نے کہا۔

"باس تک پہنچنا اور انہیں برازیل کے خوفناک جنگلوں سے نکال کر لانا میرا عزم ہے اور میں یہ کام ضرور کروں گا"... جوزف نے اسی انداز میں کہا۔

"کیسے کرو گے ۔ کیا تم جانتے ہو برازیل کہاں ہے اور اس کے جنگل کہاں ہیں"... سلیمان نے کہا۔

"نہیں ۔ میں نہیں جانتا ۔ مگر میں وہاں پہنچوں گا ضرور"... جوزف نے سر جھٹک کر کہا۔

"اب تو تمہیں اس سمندر میں تیر کر یا پھر ہوا میں اڑ کر ہی جانا پڑے گا"... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

"کیا مطلب"... جوزف نے چونک کر کہا۔

"مطلب یہ کہ نہ ہمارے پاس اب لانچ ہے نہ جنگلوں میں استعمال ہونے والا سامان اور نہ ہی اسلحہ ۔ ان سب چیزوں کے بغیر ہم کیا کر سکتے ہیں ۔ اس لئے سوچنا چھوڑو اور بیٹھ کر میرے ساتھ کیلے کھاؤ"... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے لنگوروں والا کوئی شوق نہیں ہے"... اس بار جوزف نے منہ بنا کر کہا۔

"میں تمہیں لنگور نظر آتا ہوں"... سلیمان نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"کیلے شوق سے لنگور ہی کھاتے ہیں"... جوزف نے اسی انداز میں کہا۔

"اور تم جیسے بھوت ہم جیسوں کے ہاتھوں اپنے سروں پر جوتیاں کھانے کے شوقین ہوتے ہیں شاید"... سلیمان نے کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ جوزف کچھ کہتا اچانک درختوں پر موجود پرندے بری طرح سے شور مچاتے ہوئے اڑ گئے۔

"یہ ان پرندوں کو کیا ہوا ہے"... جوزف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"انہیں معلوم ہو گیا ہے کہ تم جیسا کالا بھوت ان کے جنگلوں میں آگیا ہے اس لئے تمہارے خوف سے اڑ گئے ہوں گے"... سلیمان نے کہا۔

"لگتا ہے کوئی اس طرف آرہا ہے۔ اوہ۔ اوہ۔ گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز"... جوزف نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز۔ لیکن مجھے تو ان پرندوں کے شور کے سوا اور کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی"... سلیمان نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اپنے کانوں کا علاج کراؤ۔ میں گھوڑوں کے قدموں کی آواز صاف سن رہا ہوں۔ وہ اسی طرف آرہے ہیں"... جوزف نے کہا۔

"اب میں اس ویران جنگل میں کانوں کا ڈاکٹر کہاں سے تلاش کروں۔ گھوڑے آرہے ہیں تو آنے دو۔ ان پر سوار ہو کر ہم اس جنگل کی ہی سیر کر لیں گے"... سلیمان نے احمقانہ لہجے میں کہا۔

"بکو مت۔ وہ دیکھو"... جوزف نے غرا کر کہا تو سلیمان نے پلٹ

لر جنگل کی طرف دیکھا تو وہ بھی بوکھلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ درختوں کے پیچھے سے بے شمار گھوڑے نکل کر آرہے تھے۔ ان گھوڑوں پر سیاہ فام موجود تھے۔ ان سیاہ فاموں نے رنگ دار مٹی سے جسموں پر عجیب و ایب نقش و نگار بنا رکھے تھے۔ ان کے زیریں حصوں پر سرخ رنگ کے جانگیئے تھے اور ان کے ہاتھوں میں بڑی بڑی تلواریں اور نیزے اکھائی دے رہے تھے۔

"ارے باپ رے۔ اتنے گھڑ سوار۔ کک۔ کون ہیں یہ"... سلیمان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ریڈ انڈین"... جوزف نے کہا تو سلیمان بے اختیار اچھل پڑا۔

"رر۔ ریڈ انڈین"... سلیمان نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں"... جوزف نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ ریڈ انڈین گھوڑوں سوار تیزی سے ان کی طرف آرہے تھے۔ ان کی تعداد کسی بھی طرح سو سے کم نہ تھی۔

"میں بغیر اجازت ان کے جنگلوں سے کیلے اور ناریل توڑ لایا ہوں نایداس لئے وہ مجھ سے بدلہ لینے آرہے ہیں"... سلیمان نے کہا۔

"خاموش رہو"... جوزف نے سخت لہجے میں کہا۔ اس کی نظریں یڈ انڈینز پر جمی ہوئی تھیں۔ اچانک ایک ریڈ انڈین نے ان کی رف ایک نیزہ اچھال دیا جو ہوا میں اڑتا ہوا عین ان کے قریب زمین یں آکر گڑ گیا۔

"یہ ان کی طرف سے ہمیں وارننگ ہے کہ اگر ہم نے اپنی جگہ

سے حرکت کی تو یہ ہمیں ہلاک کر دیں گے"... جوزف نے کہا ۔ ر
انڈین گھوڑے دوڑاتے ہوئے ان کے قریب آگئے اور انہوں نے ا
دونوں کو گھیر لیا ۔ ان میں سے ایک ریڈ انڈین بے حد ہٹا کٹا ا
بھاری چہرے والا تھا ۔ اس کے سر پر مختلف پرندوں کے پروں کا
ہوا تاج بھی تھا ۔ وہ گھوڑے سے اترا تو اس کے دیکھا دیکھی دوسرے
ریڈ انڈین بھی گھوڑوں سے اتر آئے ۔ اس نے اپنے ایک ساتھی ۔
بڑے پھل والی تلوار لی اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا جوزف کی طرف بڑھنے
لگا۔

" یہ ان کا سردار معلوم ہوتا ہے"... سلیمان نے جوزف ۔
مخاطب ہو کر دھیرے سے کہا۔

" ہاں "... جوزف نے مبہم انداز میں کہا ۔ پروں کے تاج والا ر
انڈین جوزف کے قریب آگیا اور اسے سرخ سرخ آنکھوں سے ب
طرح سے گھورنے لگا۔

" اس سے کہو کہ میں نے ابھی صرف ایک کیلا ہی کھایا ہے ۔ با
یہ سب لے جا سکتا ہے"... سلیمان نے کہا لیکن جوزف نے اس
بات کا کوئی جواب نہ دیا ۔ پھر ریڈ انڈین نے عجیب سی زبان م
جوزف سے کچھ کہا تو جواب میں جوزف نے بھی اس کی زبان میں
تو ریڈ انڈین بے اختیار چونک پڑا۔

" کیا مطلب ۔ کیا تم ہماری زبان جانتے ہو"... ریڈ انڈین ۔
حیرت بھری نظروں سے جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ میں نہ صرف تمہاری بلکہ جنگلوں میں بولی جانے والی
بہت سی زبانیں جانتا ہوں"... جوزف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے
کہا۔

" اوہ ۔ کون ہو تم اور یہاں کیوں آئے ہو"... ریڈ انڈین نے کہا
اس کے لہجے میں بدستور حیرت کا عنصر تھا۔

" میرا نام جوزف ہے ۔ میں افریقہ کے جنگلوں کا شہزادہ ہوں ۔
افریقہ کے جنگلوں کے آکاشی قبیلوں کے دو ہزار سردار میرے باپ کے
نائب تھے ۔ میں اس کا بیٹا ہوں اور میں قدیم مکاشو خاندان سے
تعلق رکھتا ہوں"... جوزف نے کہا۔

" مکاشو خاندان ۔ اوہ ۔ تم مکاشو خاندان کے فرد ہو"... ریڈ
انڈین نے بری طرح سے چونک کر کہا۔

" ہاں ۔ جنگلوں میں مکاشو خاندان کی تمام نسلیں ہلاک ہو چکی
ہیں ۔ اس قوم کا میں واحد انسان باقی ہوں"... جوزف نے کہا۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ مگر تم یہاں کیوں آئے ہو ۔ افریقہ کے جنگل تو یہاں
سے ہزاروں میل دور ہیں ۔ شکل سے تو تم افریقی لگتے ہو مگر تمہارا
لباس"... ریڈ انڈین نے حیرانی سے جوزف کے لباس کی طرف دیکھتے
ہوئے کہا۔

" کالے بھوت ۔ کیوں خواہ مخواہ اس سے بحث کر رہے ہو ۔ اس
سے کہو یہ اپنے کیلے اور ناریل لے جائے ۔ میں ریت پھانک لوں گا
اور سمندر کا کڑوا پانی پی کر گزارہ کر لوں گا"... سلیمان نے ان دونوں

کو جنگلی زبان میں باتیں کرتے دیکھ کر کہا۔

"میں تمہارے سوالوں کے جواب بعد میں دوں گا۔ پہلے تم ؛ تم کون ہو اور یہ کون سا جزیرہ اور کون سا جنگل ہے"... جوزف ۔ کہا۔

"تم اس وقت برازیل کے لاگونا جنگل میں ہو۔ یہ ہمارا جنگ ہے۔ ہم منگارو قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ میں منگارو قبیلے کا سروا منا گو ہوں"... ریڈ انڈین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لاگونا جنگل۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے ہم زنگونا جنگل کے مغر کنارے پر ہیں"... جوزف نے چونک کر کہا۔

"زنگونا جنگل۔ کیا مطلب۔ کیا تم زنگونا جنگل سے تعلق رکھتے ہو۔ مگر ابھی تو تم کہہ رہے تھے کہ تمہارا افریقہ کے جنگلوں سے تعلق ہے اور اب"... سردار منا گو نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔ زنگونا جنگل کا نام سن کر اس کے چہرے پر تناؤ سا آ گیا تھا اور اس کے لہجے میں کڑواہٹ آ گئی تھی جیسے زنگونا جنگل اور اس کے باسیوں سے وہ نفرت کرتا ہو۔ اس کی بات سن کر جوزف مسکرا دیا۔

"میں نے کب کہا ہے کہ میں زنگونا جنگل کا باسی ہوں"... جوزف نے کہا۔

"پھر تم نے زنگونا کے جنگلوں کا نام کیوں لیا تھا"... سردار منا گو نے اسے بری طرح سے گھورتے ہوئے کہا۔

"اگر تم مجھ سے دوستانہ انداز میں بات کرو گے تو میں تمہیں سچ

سچ بتا دوں گا"... جوزف نے کہا۔

"میں ابھی تک تم سے دوستانہ لہجے میں بات کر رہا ہوں۔ اگر میں تمہیں دشمنی کی نظر سے دیکھتا تو اب تک تم دونوں کی یہاں لاشوں کے ٹکڑے ہو چکے ہوتے"... سردار منا گو نے کہا۔

"گڈ۔ یہ ہوئی ناں بات۔ تو ملاؤ ہاتھ"... جوزف نے اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ پہلے اپنے بارے میں بتاؤ۔ اور یہ بتاؤ کہ تم یہاں کیوں آئے ہو اور تم نے زنگونا کے جنگلوں کا نام کیوں لیا تھا"... سردار منا گو نے سخت لہجے میں کہا۔

"لگتا ہے تم زنگونا کے جنگلوں اور ان جنگلوں کے باسیوں سے سخت نفرت کرتے ہو"... جوزف نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں ہی کیا برازیل کے جنگلوں میں موجود تمام جنگلی قبائل زنگونا کے جنگلوں اور اس کے باسیوں سے نفرت کرتے ہیں۔ ان جنگلوں میں شیطانوں کا راج ہے۔ ان شیطانوں کا جو دوسرے قبیلوں سے خود کو برتر سمجھتے ہیں۔ خاص طور پر زنگونا کے جنگل میں موجود کرکاش قبیلہ تو حقیقت میں شیطانی قبیلہ ہے جس کے وحشی انتہائی ظالم، بے رحم اور سفاک ہیں۔ اس جنگل کا سردار جوزاکا اور چار وچ ڈاکٹر خود کو دیوتا سمجھتے ہیں۔ وہ ہم سب کو اپنے سامنے جھکانا چاہتے ہیں مگر ہم سر کٹوا تو سکتے ہیں مگر ان کے سامنے سر جھکا نہیں سکتے جس

کی وجہ سے وہ آئے دن ہم پر یورش کرتے رہتے ہیں ۔ وہ ہمار
قبیلوں میں گھس کر بے پناہ تباہی مچاتے ہیں اور سینکڑوں
گناہوں کو ہلاک کر ڈالتے ہیں ۔ ان کی ماورائی طاقتوں کے سا
ہمارا بس نہیں چلتا جس کی وجہ سے وہ من مانی کرتے پھرتے ہیں
ہم ان کے خلاف کچھ بھی نہیں کر سکتے ۔ مگر اس کے باوجود وہ ہم
اپنے سامنے جھکا نہیں سکے ہیں اور نہ ہی وہ ہمیں کبھی جھکا سک
گے "... سردار مناگو نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

" بہت خوب ۔ تمہارے خیالات سن کر مجھے بے حد خوشی ہ
ہے ۔ میں تم جیسے انسانوں کی قدر کرتا ہوں ۔ اور سنو ۔ میں
تمہاری طرح زنگونا کے جنگلوں اور کرکاش قبیلے سے سخت نفرت ک
ہوں "... جوزف نے کہا اور پھر اس نے سردار مناگو کو ساری تفص
بتا دی کہ وہ کس مقصد کے لئے زنگونا کے جنگلوں کی طرف جا رہا
اور اس کی لانچ کو کیا حادثہ پیش آیا تھا جس کی وجہ سے وہ ا
جزیرے پر آ پہنچے تھے۔

" اوہ ۔ تو تم اور تمہارا یہ ساتھی زنگونا کے تاریک جنگلوں
جانا چاہتے ہو "... ساری بات سن کر سردار مناگو نے حیرت بھر
لہجے میں کہا۔

" ہاں "... جوزف نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

" لیکن تم اور تمہارا یہ ساتھی ان جنگلوں میں کیسے جا سکتے ہیں
وہاں تو قدم قدم پر موت ہے "... سردار مناگو نے کہا۔

" میں جنگل پرنس ہوں اور جنگل پرنس موت کا سامنا کرنا جانتا
ہے "... جوزف نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

" سوچ لو پرنس ۔ ان جنگلوں میں جانے والا آج تک زندہ لوٹ
کر نہیں آیا ۔ اگر اناتا کے پجاری تمہارے سردار کو ان جنگلوں میں
لے گئے ہیں تو اب تو اس کے زندہ ہونے کا خیال تم اپنے دل سے
نکال دو ۔ اب تک وہ تمہارے سردار کو اناتا دیوی کی بھینٹ چڑھا
چکے ہوں گے "... سردار مناگو نے کہا۔

" ایسا نہیں ہو سکتا ۔ وہ لوگ میرے باس کو نقصان نہیں پہنچا
سکتے "... جوزف نے سخت لہجے میں کہا۔

" یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو "... سردار مناگو نے چونک کر کہا۔

" اگر میں سمندر کے خوفناک طوفان سے زندہ بچ کر نکل سکتا
ہوں تو میرا آقا مجھ سے بھی زیادہ بہادر اور طاقتور ہے ۔ وہ آسانی سے
ان شیطانوں کے قابو میں نہیں آئے گا ۔ اگر ان شیطانوں نے میرے
آقا کے ساتھ سختی کرنے کی کوشش کی تو میرا آقا ان کو فنا کر دے
گا "... جوزف نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

" اوہ ۔ کیا تمہارا آقا ان سے بھی بڑا وچ ڈاکٹر ہے "... سردار مناگو
نے چونک کر کہا۔

" میرا آقا وچ ڈاکٹر نہیں ہے ۔ لیکن اس کے باوجود وہ ان جیسے
ہزاروں وچ ڈاکٹروں پر بھاری ہے "... جوزف نے جواب دیتے ہوئے
کہا۔

"حیرت ہے۔ اگر وہ اتنا طاقتور ہے تو اس کے بارے میں ہمیں کیوں نہیں بتایا گیا۔ میں نے مخبری کے لئے اپنے چند ساتھیوں کو کرکاش قبیلے میں بھیج رکھا ہے جو مجھے خفیہ طور پر کرکاش قبیلے میں ہونے والے واقعات کے بارے میں اطلاع دیتے رہتے ہیں۔ اگر تمہارا آقا وہاں ہے تو اب تک مجھے اس کے بارے میں ضرور خبر مل گئی ہوتی"... سردار مناگو نے کہا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں"۔ جوزف نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"بہرحال تم چونکہ کرکاش قبیلے اور اس قبیلے کے شیطانوں کے دشمن ہو اس لئے میں تمہاری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہوں۔ زنگونا جنگلوں میں جانے اور وہاں جا کر شیطان وحشیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے اگر تمہیں میری یا میرے ساتھیوں کی ضرورت ہو گی تو اس کے لئے میں تم سے بھرپور تعاون کروں گا"... سردار مناگو نے جوزف کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا تو جوزف نے بھی اس کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔

"تمہارے انداز سے لگتا ہے تمہاری اس لنگور سے دوستی ہو گئی ہے۔ اب میں اطمینان سے کیلے اور ناریل کھا سکتا ہوں"... انہیں دوستانہ انداز میں ہاتھ ملاتے دیکھ کر سلیمان نے کہا۔

"ہاں۔ اب تم چاہو تو ان جنگلوں میں موجود سارے کیلے اور ناریل کھا سکتے ہو"... جوزف نے سلیمان کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ اگر میں نے سب کچھ کھا لیا تو تم اور یہ سب لوگ کیا کھائیں گے"... سلیمان نے کہا۔

"تمہارا سر"... جوزف نے کہا۔

"مم۔ میرا سر۔ ارے باپ رے۔ کہیں تم ان کے ساتھ آدم خور تو نہیں بن گئے جو میرا سر کھانے کی بات کر رہے ہو"... سلیمان نے بے اختیار اپنے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"ایسا ہی سمجھ لو"... جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسا ہی سمجھ لو سے تمہاری کیا مراد ہے۔ انسان بنو انسان ورنہ میں تمہارے سر پر ناریل پھوڑ دوں گا۔ ناریل ٹوٹے نہ ٹوٹے اس سے تمہارا سر ضرور ٹوٹ جائے گا"... سلیمان نے اس کی طرف غصیلی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہا ہے تمہارا ساتھی"... سردار مناگو نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کچھ نہیں۔ تم بتاؤ۔ کیا ہمیں کھڑے کھڑے باتیں کرتے رہو گے یا ہمیں اپنے قبیلے میں بھی لے جاؤ گے"... جوزف نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ آؤ"... سردار مناگو نے کہا اور پھر وہ واپس پلٹ کر اپنے گھوڑے پر جا بیٹھا۔ دو ریڈ انڈینز نے جوزف اور سلیمان کے لئے اپنے دونوں گھوڑے خالی کر دیئے تھے۔ سردار مناگو کے کہنے پر وہ دونوں گھوڑوں پر سوار ہوئے اور پھر وہ ان گھوڑوں پر سوار واپس جنگل کی طرف چل دیئے۔

عمران نے آنکھیں کھولیں تو اس نے خود کو ایک بار پھر تاریکی
میں پایا۔ ہر طرف گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ یوں معلوم ہو رہا
تھا جیسے عمران ایک بار پھر کسی تاریک اور تنگ کوٹھڑی میں قید ہو
وہ زمین پر بچھی ہوئی نرم گھاس پر پڑا تھا۔
"لگتا ہے اس بار تاریکی میرا مقدر بن گئی ہے۔ آنکھیں بند کرو تو
تاریکی۔ آنکھیں کھولو تو تاریکی"... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا تو
اچانک عمران کو اپنے قریب سرسراہٹ سی محسوس ہوئی۔ وہ چونک
کر اس طرف دیکھنے لگا جہاں اسے سرسراہٹ کی آواز سنائی دی تھی مگر
تاریکی میں بھلا اسے کیا دکھائی دے سکتا تھا۔
"کون ہے یہاں"... عمران نے اندھیرے میں آنکھیں پھاڑتے
ہوئے کہا۔
"پالوگ۔ میں پالوگ ہوں"... اچانک ایک مدھم سی آواز سنائی

دی اور اس آواز کو سن کر عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اسے آواز
بالکل صاف سنائی دے رہی تھی۔ یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے کسی
نے سرگوشی کے عالم میں اس سے بات کی ہو۔
"پالوگ۔ اوہ۔ مگر تم"... عمران نے کہا۔
"خاموش رہو۔ میں بڑی مشکلوں سے تمہارے پاس پہنچا ہوں۔
تم اس بار جس ماکڑے میں قید کئے گئے ہو اس ماکڑے میں میرا آنا
آسان نہیں تھا مگر میرا تم سے ملنا بے حد ضروری تھا اس لئے میں ہر
خطرے کو بالائے طاق رکھ کر یہاں آیا ہوں۔ ماکڑے کی حفاظت
دنگولے اور سردار جوزاکا خود کر رہا ہے اور سردار جوزاکا بھی اس بار
اکیلا نہیں ہے۔ اناتا دیوی نے اس کی مدد کے لئے اپنی سب سے بڑی
پجارن کالومی کو اس کے پاس بھیج دیا ہے جو اس ماکڑے سے باہر
موجود ہے۔ وہ سردار جوزاکا کی اجازت سے انسانی بستی میں خون کی
بھینٹ لینے گئی تھی جس کی وجہ سے مجھے اس ماکڑے میں داخل
ہونے کا موقع مل گیا ورنہ اس کی موجودگی میں میرا ماکڑے میں داخل
ہونا ناممکن تھا"... پالوگ نے عمران کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
"تم پھر مجھے الجھانے والی باتیں کر رہے ہو پالوگ"... عمران نے
منہ بنا کر کہا۔ اسے واقعی پالوگ کی باتوں کا مطلب سمجھ نہیں آیا
تھا۔
"تمہارا دماغ الجھا ہوا ہے اس لئے تمہیں ہر بات الجھی ہوئی معلوم
ہو رہی ہے"... پالوگ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم"... عمران نے چونک کر کہا۔

"میں کہنا نہیں تمہیں بتانا چاہتا ہوں"... پالوگ نے کہا۔

"ایک ہی بات ہے ۔ کہو اب کیا بتانے آئے ہو"... عمران نے کہا۔

"کچھ بتانے سے پہلے مجھے تمہارے ذہن پر پڑا ہوا تاریکی کا پردہ ہٹانا ہو گا"... پالوگ نے کہا۔

"تاریکی کا پردہ"... عمران کے منہ سے نکلا۔

"ہاں ۔ تمہارے دماغ پر اناتا دیوی نے تاریکی کا پردہ ڈال دیا ہے جس کی وجہ سے تم اس کے تابع ہو گئے ہو ۔ اس تاریک پردے کی وجہ سے نہ تمہیں اپنا نام یاد آ رہا ہے اور نہ اپنے ساتھیوں کا اور نہ ہی تمہیں کوئی مقدس کلام یاد آ رہا ہے"... پالوگ نے کہا۔

"اوہ ہاں ۔ مجھے واقعی اپنا دماغ بلینک سا محسوس ہو رہا ہے"... عمران نے کہا۔

"فکر مت کرو ۔ میں تمہارے دماغ سے ابھی تاریکی کا پردہ ہٹا دیتا ہوں ۔ پھر تمہیں سب کچھ یاد آ جائے گا"... پالوگ نے کہا۔

"کیا ایسا ممکن ہے"... عمران نے چونک کر کہا۔

"ہاں ۔ ایسا ممکن ہے"... پالوگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر جلدی کرو ۔ میں یہاں اس حالت میں نہیں رہ سکتا ۔ میرے لئے یہ جاننا بے حد ضروری ہے کہ میں کون ہوں اور میرے ساتھ یہ سب کیا ہو رہا ہے"... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ تم آنکھیں کھول کر رکھو ۔ جب تک میں نہ کہوں پلکیں مت جھپکنا"... پالوگ نے کہا۔

"ٹھیک ہے"... عمران نے کہا اور اس نے آنکھیں کھول کر اس طرف دیکھنا شروع کر دیا جس طرف سے اسے پالوگ کی آواز سنائی دے رہی تھی ۔ اچانک اس کی آنکھوں کے سامنے دو انگارے سے چمکے اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ سرخ ہوتے چلے گئے ۔

"پلکیں جھپکائے بغیر میری آنکھوں کی طرف دیکھتے رہو"... پالوگ کی آواز عمران کی سماعت سے ٹکرائی اور عمران نے ان انگاروں پر اپنی نظریں گاڑ دیں ۔ انگارے سرخ سے سرخ تر ہوتے جا رہے تھے یہاں تک کہ عمران کو اپنے دماغ میں ان انگاروں کی حدت محسوس ہونے لگی تھی ۔ پھر اسے یوں لگا جیسے اس کا دماغ گرم ہو رہا ہو ۔ اس کے دماغ میں ہزاروں چیونٹیاں سی چلنے لگی تھیں اور پھر ان چیونٹیوں نے جیسے باقاعدہ اسے کاٹنا شروع کر دیا ۔ چند لمحوں بعد عمران کو اپنے دماغ کی رگیں پھٹتی ہوئی محسوس ہونے لگیں ۔ اس کی آنکھیں جل رہی تھیں مگر وہ پلکیں نہیں جھپکا رہا تھا۔

"بس چند لمحے اور"... پالوگ نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا ۔ وہ یک ٹک ان سلگتے ہوئے انگاروں کی طرف دیکھ رہا تھا ۔ اس کا سر اب پھوڑے کی طرح دکھنا شروع ہو گیا تھا ۔ لمحہ بہ لمحہ اس کے دماغ کی تکلیف بڑھتی جا رہی تھی مگر عمران آخر عمران تھا ۔ وہ بھلا اس تکلیف کی کیا پرواہ

کرتا۔ وہ دانتوں پر دانت جمائے اس تکلیف کو برداشت کر رہا تھا۔

کچھ دیر بعد اچانک عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے دماغ کے بند دریچے کھلتے جا رہے ہو۔ اس کے دماغ میں روشنی سی بھر رہی تھی۔ پھر اچانک جس طرح سے فلیش چمکتا ہے بالکل اسی طرح عمران کے دماغ میں تیز روشنی سی چمکی اور پھر تاریکی چھا گئی مگر یہ تاریکی صرف چند ہی لمحوں کے لئے تھی۔ جیسے ہی عمران کے دماغ میں روشنی ابھری اسے یکلخت اپنا نام اور سب کچھ یاد آتا چلا گیا۔ البتہ اس کی آنکھوں کے سامنے بدستور تاریکی تھی۔ اس کے سامنے جلتے ہوئے انگارے بھی بجھ گئے تھے۔

"اب کیا محسوس کر رہے ہو تم"... پالوگ نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اب سب ٹھیک ہے"... عمران نے کہا۔

"خوب۔ اب میری باتیں دھیان سے سنو۔ میں نے تمہارے دماغ کے تمام بند دریچے کھول دیئے ہیں۔ تمہارے دماغ میں روشنی بھی بھر گئی ہے مگر یہ صرف میں جانتا ہوں یا تم جانتے ہو۔ ہم دونوں کے سوا ابھی کسی اور کو اس بات کا علم نہیں ہونا چاہئے کہ میں نے تمہیں پاناشی سے دوبارہ عمران بنا دیا ہے"... پالوگ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تمہاری بات سمجھ گیا ہوں۔ مگر یہ سب چکر کیا ہے۔ اس عجیب و غریب اور پراسرار کھیل کے پیچھے ہو کیا رہا ہے۔ میرے دماغ کو اچانک کیا ہو گیا تھا اور کیوں"... عمران نے ایک

ساتھ کئی سوال کرتے ہوئے کہا۔

"میں تمہیں سب کچھ بتاتا ہوں۔ تم بس خاموشی سے سنتے ہو"... پالوگ نے عمران کی بات کاٹتے ہوئے کہا اور پھر اس نے عمران کو یہ بتانا شروع کر دیا کہ وہ کہاں ہے اور اسے ان تاریک جنگلوں میں لانے والے کون ہیں۔ پالوگ نے عمران کو یہ بھی بتا دیا تھا کہ اس نے کس طرح چال چل کر جمیکا کو اصلی پاناشی کی جگہ اسے یہاں لانے کا حکم دیا تھا کیونکہ عمران ہی وہ انسان تھا جو ان تاریک جنگلوں میں صدیوں سے موجود شیطان کے تسلط کو توڑ سکتا تھا جو اناتا دیوی کی وجہ سے وہاں قائم تھا۔

پالوگ نے عمران کو اپنے بارے میں بتاتے ہوئے یہ بھی بتا دیا کہ اس نے اب چونکہ ناوانستگی میں ہی مگر کرکاش قبیلے کے سردار جوزاکا کا باسوکا جلا کر راکھ کر دیا ہے اس لئے اب کرکاش قبیلے کے وچ ڈاکٹر اور خود اناتا دیوی بھی عمران کو ہلاک نہیں کر سکتی۔ قدیم رواج کے مطابق اگر کوئی انسان سردار کا باسوکا کسی بھی طریقے سے چھین لیتا ہے یا اسے جلا دیتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ قبیلے کے سردار سے نہ صرف مقابلے کا خواہش مند ہے بلکہ وہ قبیلے کا سردار بھی بننا چاہتا ہے۔

اب چونکہ عمران نے سردار جوزاکا کا ترشول جسے وہ باسوکا کہتا تھا کو جلا دیا تھا اس لئے اسے سردار جوزاکا سے باقاعدہ مقابلہ کرنا پڑے گا اس مقابلے میں جس کی جیت ہو گی وہی دوسرے باسوکا کا مالک اور

قبیلے کا سردار ہو گا۔ پالوگ نے عمران کو مزید بتاتے ہوئے کہا کہ عمران کو سردار جوزاکا سے مقابلہ کرنے سے پہلے قبیلے کے رواج کے مطابق تین کڑی آزمائشوں سے بھی گزرنا پڑے گا۔ ان آزمائشوں سے گزرنے کے بعد ہی اس کا سردار جوزاکا سے مقابلہ ہو سکتا تھا۔ اس مقابلے میں جس کی جیت ہو گی وہ قبیلے کا سردار بن جائے گا اور اسے اناتا دیوی سے شادی بھی کرنی پڑے گی جو مقابلے کے روز مجسم حالت میں ان کے سامنے آنے والی تھی۔

پالوگ نے عمران سے کہا کہ اناتا دیوی کو اسی لمحے فنا کیا جا سکتا ہے جب وہ مجسم حالت میں آجائے۔ مجسم حالت میں آنے کے بعد اناتا دیوی چونکہ زندہ لڑکی بننے والی ہو گی اس لئے وہ عمران کے ہاتھوں آسانی سے ہلاک ہو سکتی ہے۔ اناتا دیوی کو ہلاک کرنے کے لئے ضروری تھا کہ اس کے ساتھ ساتھ اس کے دست راست تینوں وچ ڈاکٹروں کو بھی ہلاک کر دیا جائے گا۔

" یہ ضروری ہے کہ میں اناتا دیوی کے دست راست وچ ڈاکٹروں کو اس وقت ہلاک کروں جب وہ میری شادی کا جشن منا رہے ہوں"... عمران نے ساری تفصیل سن کر کہا۔

"ہاں۔ یہ بہت ضروری ہے"... پالوگ نے کہا۔

"کیوں۔ یہ کیوں ضروری ہے"... عمران نے پوچھا۔

" تمہارا سردار جوزاکا سے مقابلہ سرخ چاند رات کو کرایا جائے گا اس سرخ چاند رات میں اناتا دیوی زندہ اور مجسم ہو گی اور اسی چاند

رات میں تمہاری اور اناتا دیوی کی شادی کی رسم ہو گی۔ اگر اسی رات اناتا دیوی اور اس کے دست راست وچ ڈاکٹروں کو ہلاک کرنے کی کوشش کی جائے گی تو وہ کوشش کامیاب ہو سکتی ہے کیونکہ سرخ چاند رات سو سالوں میں صرف ایک بار آتی ہے"... پالوگ نے کہا۔

" سرخ چاند رات سے تمہاری کیا مراد ہے"... عمران نے پوچھا۔

" ان جنگلوں میں سو سالوں بعد جب چاند نکلتا ہے تو اس کا رنگ سرخ ہوتا ہے۔ جیسے وہ خون کے سمندر سے غسل کر کے نکلا ہو اسی لئے اس رات کو سرخ چاند کی رات کہا جاتا ہے جو شیطانوں اور شیطانی ذریتوں کے لئے بہت بڑی رات ہوتی ہے"... پالوگ نے کہا۔

" تم نے کہا تھا کہ مجھے سردار جوزاکا سے مقابلہ کرنا ہو گا لیکن اس سے پہلے مجھے تین کڑی آزمائشوں سے بھی گزرنا ہو گا۔ کیا تم مجھے ان آزمائشوں کے بارے میں کچھ بتا سکتے ہو"... عمران نے کہا تو پالوگ نے اسے تینوں آزمائشوں کے بارے میں بتا دیا۔

" ہونہہ۔ ونگولوں سے تو میں مقابلہ کر لوں گا مگر تین روز تک سیاہ جھیل میں رہنا اور پھر کسی انسان کا خون پینا۔ یہ میں کیسے کر سکتا ہوں۔ انسان تو انسان میں کسی جانور کا خون پینے کا بھی نہیں سوچ سکتا"... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اس کی تم فکر مت کرو۔ اس کے لئے میں تمہاری مدد کروں گا"... پالوگ نے کہا۔

"کیسی مدد"... عمران نے پوچھا۔

"میں تمہیں جنگلوں کی ایک خاص بوٹی لادوں گا جسے کھانے کے بعد تم تین روز تو کیا دس روز تک جھیل میں رہ سکو گے اور آسا سے سانس لے سکو گے یا پھر جیسے ہی تم جھیل میں اترو گے میں تمہیں جھیل کے ایک خفیہ راستے سے نکال کر سوراک پہاڑ کے غا میں لے جاؤں گا جہاں ان شیطانوں کا خیال تک نہیں پہنچ سکتا۔ تین روز تک تم وہیں رہنا اور پھر دوبارہ اسی جھیل میں پہنچ جانا۔ جب تم جھیل سے نکلو گے تو وہ یہی سمجھیں گے کہ تم تین روز جھیل میں ہی رہے ہو"... پالوگ نے کہا۔

"جنگلی بوٹیاں کھا کر جھیل میں رہنے سے دوسرا طریقہ زیادہ بہ ہے"... عمران نے کہا۔

"بے فکر رہو۔ ایسا ہی ہوگا"... پالوگ نے کہا۔

"اور انسانی خون پینے سے بچانے کے لئے تم کیا کرو گے"... عمران نے پوچھا۔

"جب تمہیں پینے کے لئے خون مہیا کیا جائے گا تو تم ایک اسم اعظم پڑھ کر اس پر پھونک دینا۔ خون ایک لمحے میں بھاپ بن کر ا جائے گا۔ تم یوں ظاہر کرنا جیسے تم نے سارا خون پی لیا ہو"... پالوگ نے کہا۔

"یہ بھی ہو گیا۔ اب ایک بات اور بتاؤ"... عمران نے کہا۔

"پوچھو"... پالوگ نے کہا۔

"پہلے جب سردار جوزاکا میری کوٹھڑی یعنی ماکڑے میں آیا تھا تو میں اس کی زبان نہیں سمجھ پا رہا تھا لیکن جب میں نے روشنی ڈال کر تمہیں بے حال کیا تھا اور تم بھاگ گئے تھے تو اچانک سردار جوزاکا چند شنگالیاں لے کر میرے سامنے آ گیا تھا۔ مجھے وہ دکھائی بھی دے رہا تھا اور مجھے اس کی بات بھی سمجھ آ رہی تھی۔ میں اچانک اس کی زبان کیسے سمجھنے لگا تھا"... عمران نے کہا۔

"میں تمہاری مدد کرنا چاہتا تھا مگر تم کسی طرح میری بات ہی نہیں مان رہے تھے اور تم نے مجھے روشنی سے جلانے کی کوشش کی تھی اس لئے میں نے وقتی طور پر وہاں سے بھاگ جانے میں ہی عافیت سمجھی تھی۔ مگر جاتے جاتے میں نے تم پر ایک عمل پھونک دیا تھا کہ تم اس جنگل کے انسانوں کی زبان آسانی سے سمجھ سکو۔ ان کی زبان سمجھنے کے بعد ہی تم ان کی حقیقت جان سکتے تھے"... پالوگ نے کہا۔

"تم نے یہ بھی کہا تھا کہ میں اناتا دیوی اور اس کے حواریوں کو اکیلا ہلاک نہیں کر سکتا۔ اس کے لئے کوئی جونگو نامی شخص کسی اور شخص کے ساتھ یہاں آئے گا۔ ان دونوں کی مدد کے بغیر میں کچھ بھی نہیں کر سکوں گا۔ مجھے یہ یاد آ گیا ہے کہ میرے دماغ میں بولنے والا کون تھا۔ اس نے مجھے تمہارے بارے میں بتا دیا تھا اور اس نے مجھے اپنا نام جونگو ہی بتایا تھا۔ اس کا اصل نام جوزف ہے۔ کیا تم مجھے اس کے ساتھ آنے والے دوسرے انسان کے بارے میں بتا سکتے ہو

که وه کون ہے"... عمران نے کہا۔

" جونگو کے ساتھ تمہارا باورچی آ رہا ہے جو خود کو جاسو
خانساماں کہتا ہے"... پالوگ نے کہا۔

" جاسوس خانساماں ۔ کیا مطلب ۔ کیا وہ یہاں"... عمران
چونک کر کہا۔

"ہاں "... پالوگ نے کہا۔

" اوہ ۔ وہ احمق بھلا یہاں میری کیا مدد کرے گا ۔ اس نے تو
ہی مونگ کی دال کھلا کھلا کر میرا معدہ چوپٹ کر رکھا ہے ۔ یہاں
کر اس نے میری شادی کے رنگ میں بھنگ ڈال دیا تو پھر"... عمرا
نے کہا۔

" نہیں ۔ وہ تمہاری مدد کرے گا ۔ ضرور کرے گا ۔ بس تم ا
دونوں پر یہ ظاہر نہ ہونے دینا کہ تم عمران ہو ۔ تمہارے غلام حبشی
ساتھی کو اس کا فادر جوشوا سب کچھ سمجھا دے گا ۔ وہ عقل مند ہے
وہ وہی کرے گا جو اسے فادر جوشوا کہے گا ۔ وہ دونوں یہاں آ
تمہارے ہر حکم کی تعمیل کریں گے"... پالوگ نے کہا۔

"ہونہہ ۔ آنے دو اس جاسوس خانساماں کو ۔ میں نے اسے یہاں
اپنی شادی میں رقص کرنے پر مجبور نہ کر دیا تو میرا نام ..."۔ عمران
نے کہا تو پالوگ نے فوراً اس کی بات کاٹ دی۔

" خبردار ۔ یہاں بھول کر بھی اپنا اور اپنے ساتھیوں کا نام نہیں
لینا ۔ تم یہاں آمی ران ہو صرف آمی ران ہو ۔ تمہیں یہاں جو کچھ کر

ہے وہ آمی ران بن کر کرنا ہے ۔ سمجھے تم"... پالوگ نے ذرا کرخت
لہجے میں کہا مگر آواز مدھم ہی تھی۔

" سس ۔ سمجھ گیا بڑے بھائی"... عمران نے اس انداز میں کہا
جیسے وہ پالوگ کا کرخت لہجہ سن کر سچ مچ سہم گیا ہو۔

" اب میں جا رہا ہوں ۔ میں اب تمہارے سامنے اس وقت آؤں گا
جب تم ونگولوں سے مقابلہ جیت کر سیاہ جھیل میں اتر رہے ہو
گے"... پالوگ نے کہا۔

" جانے سے پہلے یہ تو بتا دو کہ سرخ چاند رات کب آئے گی اور
اس کے لئے مجھے کتنا انتظار کرنا ہو گا ۔ اور ہاں ۔ میرے ساتھی جونگو
اور بونگو یہاں کب تک پہنچیں گے"... عمران نے کہا۔

" سرخ چاند رات کے لئے ابھی تمہیں بہت انتظار کرنا پڑے گا ۔
رہی بات جونگو اور تمہارے اس باورچی کی تو وہ سرخ چاند رات کے
آنے سے پہلے تمہارے پاس پہنچ جائیں گے"... پالوگ نے کہا۔

" ہونہہ ۔ تب تک کیا میں یہاں اسی طرح بے دست و پا پڑا
رہوں گا"... عمران نے جھلاہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

" مجبوری ہے"... پالوگ نے کہا۔

" مگر میں کسی مجبوری کو نہیں مانتا"... عمران نے اسی انداز میں
کہا۔

" تم پریشان ہو ۔ اناتا دیوی اور اس کے دست راست وچ ڈاکٹر
یہی سمجھتے رہیں گے کہ اناتا نے تمہارے دماغ کو خالی کر دیا ہے ۔ تم

اس کے حکم کے تابع ہو چکے ہو اس لئے وہ تمہیں آزاد چھوڑ دیں گے
تم ان کے درمیان آسانی سے گھوم پھر سکتے ہو اور جنگل کی سیر بھی
سکتے ہو۔ میں جانے سے پہلے تمہاری آنکھوں میں بھی اتنی روشنی
دوں گا کہ تم دھند اور ان اندھیروں میں بھی سب کچھ آسانی سے د
سکو گے"... پالوگ نے کہا۔

"اگر اناتا دیوی یا اس کے حواریوں کو اس بات کا علم ہو گیا
میرا دماغ اصلی حالت میں آگیا ہے تو کیا وہ مجھ پر دوبارہ سحر کرنے
کوشش نہیں کرے گی"... عمران نے کہا۔

"وہ اسم اعظم جس کی تم صبح کو تسبیح کرتے ہو تم دل میں اس
ورد جاری رکھنا۔ اناتا دیوی اور اس کے حواری کسی طور پر تمہار
دماغ میں نہیں جھانک سکیں گے اور نہ ہی ان پر تمہاری اصلیت کھ
گی۔ یہی اسم اعظم تین بار پڑھ کر تم خون کے پیالے پر پھونکو گے
خون فوراً بھاپ بن کر اڑ جائے گا"... پالوگ نے کہا۔

"ٹھیک ہو گیا۔ اب میرے ایک سوال کا اور جواب دے
جاؤ"... عمران نے کہا۔

"پوچھو"... پالوگ نے کہا۔

"جب پہلی بار تم سردار جوزاکا کے ساتھ میرے سامنے آئے تھ
تو تم مجھے اگومو کی شکل میں خون پینے پر کیوں زور دے رہے تھے
اگومو سے تمہاری کیا مراد تھی۔ کیا وہ واقعی خون تھا"... عمران نے
پوچھا۔

"ہاں۔ اگومو چھ غلیظ جانوروں کا خون ہی تھا۔ اگر تم اسے پی
لیتے تو تم ان شیطانوں کے قالب میں ڈھل جاتے اور وچ ڈاکٹر تمہیں
جو کہتے تم اس پر عمل کرتے۔ یہاں تک کہ تم اناتا کی مورتی کے
سامنے اپنی شہ رگ پر بھی خنجر چلانے سے دریغ نہ کرتے"... پالوگ
نے کہا۔

"ہونہہ۔ اسی لئے تم مجھے اگومو پلانا چاہتے تھے"... عمران نے
غصے سے کہا۔

"میں تمہیں اگومو ہرگز نہ پینے دیتا۔ جیسے ہی سردار جوزاکا اگومو
سے بھرا پیالہ تمہارے ہونٹوں سے لگاتا میں اسے بھاپ بنا کر اڑا دیتا
اور تمہیں فوراً بے ہوش کر دیتا۔ سردار جوزاکا پر یہی ظاہر ہوتا کہ تم
نے اگومو پی لیا ہے جس کی وجہ سے تم بے ہوش ہو گئے ہو"...
پالوگ نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب تم باہر کیسے جاؤ گے۔ تم نے کہا تھا کہ باہر ونگولوں کے
ساتھ خود سردار جوزاکا اور ایک شیطانی ذریت کالومی موجود ہے۔ تم
ونگولوں اور سردار جوزاکا کی نظروں سے تو خود کو بچا سکتے ہو مگر کالومی
کی نظروں سے بچنا تمہارے لئے ناممکن ہے۔ وہ تمہیں پکڑ بھی سکتی
ہے اور تمہیں ہلاک بھی کر سکتی ہے"... عمران نے کہا۔

"میرا اس ماکڑے میں آنا مشکل تھا۔ کالومی نے باہر سے میرے
آنے پر نظر رکھی ہوئی ہے۔ ماکڑے سے نکلتے ہوئے وہ مجھے نہیں دیکھ
سکے گی"... پالوگ نے کہا۔

"تم روشنی کے نمائندے نہیں ہو سکتے۔ اس کے باوجود شیطانوں اور شیطانی ذریتوں کے خلاف کام کر رہے ہو۔ تمہارے پاس ماورائی طاقتیں بھی ہیں اور تم یہاں وچ ڈاکٹر ہو۔ کیا میں تمہارے اس دوہرے روپ کے متعلق جان سکتا ہوں"... عمران نے کہا۔

"کیچڑ کو صاف کرنے کے لئے کیچڑ میں اترنا پڑتا ہے"... پالوگ نے کہا۔

"بہت خوب۔ بڑی فلسفیانہ بات کی ہے۔ کیا کسی فلسفی کے بھی شاگرد رہ چکے ہو"... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ فلسفی کیا ہوتا ہے"... پالوگ نے کہا۔

"میرے جاسوس خانساماں کو آلینے دو۔ جب وہ تم سے فلسفیانہ باتیں کرے گا تو تمہیں خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ فلسفی کیا ہوتا ہے"... عمران نے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے"... پالوگ نے سر ہلا کر کہا۔

"اپنی حقیقت بتاؤ"... عمران نے کہا۔

"میں افریقہ کے جنگلوں کا وچ ڈاکٹر ہوں۔ میرا نام باگزان ہے اور مجھے یہاں تمہاری مدد کے لئے پالوگ بنا کر بھیجا گیا تھا"... پالوگ نے کہا۔

"اوہ۔ پھر اصلی وچ ڈاکٹر پالوگ کا کیا ہوا"... عمران نے پوچھا۔

"وہ ایک ماگانے میں قید ہے"... پالوگ نے کہا تو عمران نے سمجھ

جانے والے انداز میں سر ہلا دیا۔

"اب میں جا رہا ہوں"... پالوگ نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اس سے کوئی بات کرتا عمران کو ایک تیز سناٹے دار آواز سنائی دی اور ہوا کا ایک تیز جھونکا اس کے چہرے سے ٹکرایا۔ دوسرے لمحے عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے واقعی اس کے نزدیک موجود کوئی ہستی اچانک وہاں سے غائب ہو گئی ہو۔ اسی لمحے عمران کو یوں معلوم ہوا جیسے کوٹھری نما جھونپڑی میں ہلکی ہلکی روشنی آ گئی ہو۔ وہ اس روشنی میں جھونپڑی کو آسانی سے دیکھ سکتا تھا۔ شاید پالوگ جاتے جاتے اس کی آنکھوں میں سے اس قدر روشنی بھر گیا تھا کہ وہ دھند اور اندھیرے میں بھی دیکھ سکتا تھا۔

جھونپڑی گھاس پھونس کی بنی ہوئی تھی اور وہاں واقعی نرم گھاس کا بستر سا بنا ہوا تھا جس پر عمران بیٹھا تھا۔ اس کے علاوہ جھونپڑی میں اور کوئی چیز موجود نہیں تھی۔ عمران چند لمحے سوچتا رہا پھر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اسی لمحے اچانک اس نے جھونپڑی کا دروازہ کھلتے دیکھا دروازہ کھلا اور عمران کو سردار جوزاکا اندر داخل ہوتا دکھائی دیا جس کے ہاتھ میں ایک بڑے پھل والا کلہاڑا تھا اور وہ بے حد غصے میں معلوم ہو رہا تھا۔ عمران کو اس طرح کھڑے دیکھ کر وہ یکلخت ٹھٹھک گیا۔ اس کی آنکھوں میں شدید حیرت تھی جیسے اس کو ہوش میں دیکھ کر اسے اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہ آ رہا ہو۔

"تم اتنی جلدی ہوش میں کیسے آ گئے"... سردار جوزاکا نے حیرت

بھرے لہجے میں کہا۔

" معلوم نہیں ۔ اچانک ہی میری آنکھیں کھل گئی تھیں ۔ میں نے سمجھا کہ میں ہوش میں ہوں ۔ ہوش میں آتے ہی مجھے پیاس کا احساس ہوا تو میں اٹھ کھڑا ہوا ۔ اگر تمہیں میرا ہوش میں آنا برا لگا ہے تو میں دوبارہ بے ہوش ہو جاتا ہوں "... عمران نے معصومیت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہونہہ ۔ کب ہوش آیا تھا تمہیں "... سردار جوزاکا نے اسے بری طرح سے گھورتے ہوئے کہا۔

" معلوم نہیں ۔ ہوش میں آنے سے پہلے میں نے وقت نہیں دیکھا تھا "... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

" ماکڑے میں تمہارے ساتھ کون تھا "... سردار جوزاکا نے کہا۔

" تھا نہیں ہے "... عمران نے کہا تو سردار جوزاکا بے اختیار چونک پڑا۔

" ہے ۔ کون ہے ۔ کہاں ہے "... سردار جوزاکا نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" کیا تم نہیں ہو میرے ساتھ "... عمران نے اس انداز میں کہا کہ سردار جوزاکا اسے غصے سے گھور کر رہ گیا۔

" لگتا ہے دیوی اناتا نے تمہارے دماغ کو ضرورت سے زیادہ خالی کر دیا ہے جس کی وجہ سے تم اس قدر احمقانہ باتیں کر رہے ہو "... سردار جوزاکا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" معلوم نہیں تم کیا کہہ رہے ہو ۔ تمہاری باتیں میری ٹانگوں کے نیچے سے گزر رہی ہیں "... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا تو سردار جوزاکا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے ۔

" جو بھی ہے ۔ تم یہیں رکو ۔ اگر تم ماکڑے سے باہر آئے تو میں تمہارے ٹکڑے کر دوں گا ۔ وچ ڈاکٹروں کے کہنے کے مطابق تمہیں دس چاند گزرنے کے بعد ہوش میں آنا تھا ۔ تم وقت سے پہلے ہوش میں آ گئے ہو اس لئے مجھے وچ ڈاکٹروں کو جا کر یہ بات بتانی ہو گی "... سردار جوزاکا نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

" انہیں جا کر یہ بھی بتا دینا کہ مجھے بھوک لگ رہی ہے اور پیاس بھی "... عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ میں تمہارے لئے پانی اور پھل بھجواتا ہوں "... سردار جوزاکا نے کہا۔

" پانی کے دس بھرے ہوئے مٹکے اور کھانے کے لئے دس آدمیوں کے برابر پھل بھیجنا "... عمران نے کہا۔

" کیا ۔ کیا تم اتنا کھاؤ گے ۔ تم انسان ہو یا جن "... سردار جوزاکا نے اس کی طرف حیران ہو کر دیکھتے ہوئے کہا۔

" میں تو انسان ہوں مگر میں جن کا بچہ ہوں انہوں نے مجھے کھلے دل سے اور پیٹ بھر کر کھانے پینے کی اجازت دے رکھی ہے "... عمران نے کہا تو سردار جوزاکا چند لمحے اسے تیز نظروں سے گھورتا رہا پھر جن کا بچہ کہہ کر اور سر جھٹک کر مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا جھونپڑی

سے باہر نکلتا چلا گیا۔ جھونپڑی سے باہر جاتے ہی اس نے دروازہ بند کر دیا تھا۔ عمران مسکراتا ہوا دوبارہ گھاس پر بیٹھ گیا۔ اس نے جان بوجھ کر سردار جوزاکا سے ایسی باتیں کی تھیں تاکہ سردار جوزاکا کو یقین ہو جائے کہ اناتا دیوی نے واقعی اس کے دماغ کو خالی کر رکھا ہے۔ اسے اگر جھونپڑی میں کسی کی موجودگی کا شک بھی ہوا ہو گا تو اس کی باتیں سن کر اس کا شک دور ہو گیا ہو گا۔

لاگونا جنگل کے وسط میں ان ریڈ انڈینز کا بہت بڑا قبیلہ آباد تھا۔ قبیلے والوں نے جنگل کا بہت بڑا قطعہ صاف کر رکھا تھا جہاں انہوں نے اپنی رہائش کے لئے جھونپڑیاں بنا رکھی تھیں۔ ان کی جھونپڑیاں دور دور تک پھیلی ہوئی تھیں۔ یہ ریڈ انڈینز زیادہ تر جنگلی پھلوں یا پھر شکار کئے ہوئے جانوروں پر انحصار کرتے تھے۔ اس قبیلے کے دوسری طرف ایک پہاڑی تھی جس میں میٹھے پانی کا چشمہ پھوٹتا تھا۔ اس چشمے کے پانی کو وہ نہانے اور پینے کے لئے استعمال کرتے تھے۔

سردار مناگو کے کہنے کے مطابق وہاں چونکہ جدید دنیا کے لوگ آتے رہتے تھے اس لئے انہوں نے بھی ان کی بنائی ہوئی جدت اپنا لی تھی۔ ان کی عورتوں نے مختلف جانوروں کی کھالوں سے بنا ہوا مکمل لباس پہن رکھا تھا۔ شکار اور پھلوں کے ساتھ ساتھ وہ جدید دنیا کے افراد سے کھیتی باڑی کا بھی کام سیکھ گئے تھے اس لئے انہوں نے

جنگل کے ایک حصے کو صاف کر کے وہاں کھیتی باڑی کا کام بھی شروع کر رکھا تھا جہاں وہ مختلف اقسام کی سبزیاں اور دوسرے پھل پیدا کرتے تھے۔

انہیں چونکہ تاریک جنگلوں کے شیطان وحشیوں سے ہمیشہ خطرہ رہتا تھا اس لئے وہ فنون جنگی میں بھی بے پناہ ماہر ہو گئے تھے۔ اسلحے کے طور پر وہ نیزے، کلہاڑے، تلواریں اور تیر وغیرہ کا استعمال کرتے تھے۔ ان کے پاس چھوٹے چھوٹے پائپ نما ہتھیار تھے جن کے ذریعے وہ دشمنوں پر زہریلی سوئیاں مار کر انہیں ہلاک کر دیتے تھے۔ انہوں نے اپنے رہن سہن کا نہایت صاف ستھرا ماحول بنا رکھا تھا۔ سواری کے لئے وہ عموماً گھوڑوں کا ہی استعمال کرتے تھے۔

سردار مناگو، جوزف اور سلیمان کو اپنے قبیلے میں لایا تو اس صاف ستھرے ماحول کو دیکھ کر وہ بے حد خوش ہوئے۔ سردار مناگو نے انہیں اپنے سارے قبیلے کی سیر کرائی تھی اور قبیلے کے ہر فرد کو بتا دیا تھا کہ وہ دونوں وہاں کس مقصد کے لئے آئے ہیں۔ تاریک جنگلوں میں جا کر شیطانوں سے لڑنے کا سن کر قبیلے کا ہر فرد انہیں عزت اور عقیدت کی نگاہ سے دیکھنے لگا تھا۔

سردار مناگو نے انہیں قبیلے میں لے جا کر بھنا ہوا گوشت اور انواع واقسام کے پھل کھانے کو دیئے تھے اور ان کے رہنے کے لئے ایک جھونپڑی بھی خالی کرا دی تھی۔ اس جھونپڑی میں تازہ اور نرم گھاس کے بستر لگا دیئے تھے اور ان کے کھانے کے لئے وہاں بے شمار

پھل اور پانی سے بھرے ہوئے دو مٹکے اور دو کٹورے بھی رکھ دیئے تھے۔ جوزف پاکیشیا سے جنگل میں استعمال ہونے والا جو سامان لایا تھا وہ لانچ کے تباہ ہونے کی وجہ سے وہیں سمندر برد ہو گیا تھا۔ اب جوزف کو سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ تاریک جنگلوں میں کیسے جائے ان جنگلوں میں جانے کے لئے اس کے پاس مخصوص اسلحہ ہونا بے حد ضروری تھا۔ اس کے علاوہ اس کے سامان میں ٹیلی نائٹ سکوپ جیسے چشمے بھی تھے جن سے وہ تاریک جنگلوں میں راستے دیکھتے ہوئے آسانی سے آگے جا سکتے تھے اور راستے میں آنے والے ہر خطرے کا مقابلہ کر سکتے تھے۔ وہ تہی دست ہو چکا تھا اس لئے وہ تاریک جنگلوں میں جانے سے پہلے فادر جوشوا کی روح سے رابطہ کر کے اس سے مشورہ کرنا چاہتا تھا۔ اس نے فادر جوشوا کی روح سے رابطہ کرنے کے لئے جھونپڑی میں کئی بار مخصوص عمل بھی کیا تھا لیکن اس کا کسی بھی طرح سے فادر جوشوا سے رابطہ نہیں ہو رہا تھا جس کی وجہ سے وہ بے حد پریشان تھا۔

وہ سارا سارا دن جھونپڑی میں پڑا تاریک جنگلوں میں جانے کے بارے میں سوچتا رہتا تھا جبکہ سلیمان سوائے رات کے ایک لمحے کے لئے بھی وہاں نہیں ٹھہرتا تھا۔ وہ صبح ہوتے ہی باہر نکل جاتا تھا اور سارا سارا دن قبیلے اور جنگلوں میں گھومتا رہتا تھا۔ اسے چونکہ ان ریڈ انڈینز کی زبان نہیں آتی تھی اس لئے وہ کسی سے کوئی بات نہیں کرتا تھا۔ البتہ اس نے ریڈ انڈینز سے اشاروں میں باتیں کر

کے ان سے نیزہ بازی، خنجر زنی اور خاص طور پر تیر اندازی ضرور سیکھ لی تھی ۔ وہ پرانے دور کے شہزادوں کی طرح کمر پر ترکش باندھتا اور کمان کاندھے پر لٹکا کر جنگل کی طرف نکل جاتا اور تیروں سے پرندوں اور دوسرے جانوروں کا شکار کرتا رہتا۔

یہ الگ بات تھی کہ ترکش سے بے شمار تیر ضائع کرنے کے بعد اس کا ایک آدھ تیر ہی نشانے پر بیٹھتا تھا۔ وہ سارے دن میں دو تین جنگلی خرگوش یا دو تین پرندوں کا ہی شکار کر پاتا تھا اور پھر انہیں لے کر وہ خوشی خوشی واپس آجاتا تھا اور انہی جانوروں اور پرندوں کو ذبح کر کے ان کی کھال اتار کر انہیں بھون کر بڑے شوق سے کھاتا تھا۔

ان دونوں کو وہاں رہتے ہوئے کئی روز ہو گئے تھے ۔ سردار مناگو جوزف سے کئی بار پوچھ چکا تھا کہ وہ تاریک جنگلوں میں کب جائے گا مگر جوزف چونکہ تاریک جنگلوں میں جانے سے پہلے ایک بار فادر جوشوا سے مشورہ کرنا چاہتا تھا اس لئے وہ سردار مناگو کو گول مول انداز میں ایک دو روز کا کہہ کر ٹال دیتا تھا۔ سردار مناگو نے جوزف سے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ وہ ان دونوں کو اکیلے تاریک جنگلوں میں نہیں جانے دے گا۔ ان کے ساتھ وہ خود اور اس کے بے شمار ساتھی بھی جائیں گے ۔ وہ سب بھی کرکاش قبیلے کے شیطان وحشیوں کو اپنے ہاتھوں سے ہلاک کرنا چاہتے تھے جس پر جوزف نے بھی اعتراض نہیں کیا تھا۔

آج بھی جوزف فادر جوشوا کو بلانے کے خاص عمل میں مصروف

تھا۔ وہ جھونپڑی میں اکیلا بیٹھا تھا جبکہ سلیمان تیر اور کمان لئے جنگل میں گیا ہوا تھا۔ شام کا وقت تھا۔ جوزف کافی دیر سے اپنے عمل میں مصروف تھا لیکن آج بھی اس کا فادر جوشوا سے رابطہ نہیں ہو رہا تھا۔ پھر جب شام کے سائے ڈھلنے لگے تو اچانک جوزف کو فادر جوشوا کی مخصوص آواز سنائی دی ۔ فادر جوشوا کی آواز سن کر جوزف بے حد خوش ہوا تھا۔

فادر جوشوا نے جوزف کو بتایا کہ وہ چونکہ اپنے مخصوص عمل میں مصروف تھا اس لئے وہ اس سے رابطہ نہیں کر سکتا تھا۔ جوزف نے فادر جوشوا کو ساری صورت حال بتا دی تھی ۔ وہ اس سے مشورہ کرنے لگا کہ اب وہ تاریک جنگلوں میں کیسے جائے اور اسے وہاں جا کر کیا کرنا ہو گا۔ اس نے اپنی لانچ کی تباہی اور اپنا مخصوص سامان سمندر برد ہونے کے بارے میں بھی فادر جوشوا کو بتا دیا تھا جس پر فادر جوشوا نے اسے تسلی دیتے ہوئے بتایا کہ یہ اس کی خوش قسمتی ہے کہ اس کی لانچ طوفان میں گھر کر تباہ ہو گئی تھی اور سمندری لہروں نے اسے اور سلیمان کو اٹھا کر اس جزیرے پر لا پھینکا تھا۔

فادر جوشوا نے کہا کہ زنگونا جنگل کے باہر اناتا دیوی کے وچ ڈاکٹروں کو اس کی آمد کا علم ہو گیا تھا۔ انہوں نے سمندر میں دور دور تک ایسے ماورائی حصار باندھ دیئے تھے کہ اگر وہ دونوں اسی طرح لانچ میں سفر کرتے رہتے اور لانچ ان حصاروں میں چلی جاتی تو ان کی خوفناک ہلاکت یقینی تھی ۔ اس خوفناک طوفان اور سمندری بگولے

نے ان دونوں کو ان ماورائی حصاروں سے بچا لیا تھا اور انہیں ا
حصاروں سے نکال کر اس جزیرے پر لا پھینکا تھا جہاں سے وہ آسا
کے ساتھ ان تاریک جنگلوں میں جا سکتے تھے۔

اس طرح اسے لاگونا قبیلے والوں کا ساتھ بھی مل گیا تھا جنہیں
ساتھ لے جا کر کرکاش قبیلے کے خلاف جنگ لڑ سکتا تھا۔ جوزف ک
پوچھنے پر فادر جوشوا نے اسے عمران کے بارے میں بھی تمام احوا
بتا دیئے تھے جسے سن کر جوزف کو سکون سا آگیا تھا کہ اس کا باس
صرف زندہ ہے بلکہ وہ محفوظ بھی ہو چکا ہے۔ جوزف کافی دیر تک فا
جوشوا سے مشورے کرتا رہا پھر جب فادر جوشوا کی آواز آنا بند ہو گئی
جوزف خوشی خوشی جھونپڑی سے نکل کر باہر آگیا۔ اب وہ جلد سے ج
سردار مناگو سے ملنا چاہتا تھا۔ وہ جھونپڑی سے نکلا ہی تھا کہ ا
سردار مناگو سلیمان کے ساتھ اپنی طرف آتا دکھائی دیا۔ انہیں آ
دیکھ کر جوزف وہیں رک گیا تھا۔

"آؤ سردار مناگو۔ میں تمہارے پاس ہی آرہا تھا"... قریب آنے
جوزف نے سردار مناگو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بڑے خوش نظر آرہے ہو۔ لگتا ہے آج تمہاری فادر جوشوا
بات ہو ہی گئی ہے"... جوزف کے چہرے پر خوشی کے تاثرات دیکھ
سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میری فادر جوشوا سے بات ہو گئی ہے"... جوزف نے کہا
"شکر ہے۔ بیٹا باپ سے ملنے کے لئے کئی دنوں سے مرا جا رہا

اب تو سکون آگیا ہو گا تمہیں۔ کیا کہا ہے تمہارے فادر نے"...
سلیمان نے کہا۔

"بکو مت۔ فادر جوشوا کے بارے میں ایسا توہین آمیز انداز اختیار
مت کرو ورنہ چیر کر رکھ دوں گا"... جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ بڑا آیا چیرنے والا۔ اس قبیلے سے میں نے بھی یہاں ہر
طرح کا ہتھیار چلانا سیکھ لیا ہے۔ نیزہ تمہارے پیٹ میں مار کر
تمہاری آنتیں نکال دوں گا"... سلیمان نے اسی کے انداز میں کہا تو
جوزف اسے گھورنے لگا۔

"پرنس جوزف۔ کیا بات ہے۔ تم اس سے کیوں جھگڑ رہے
ہو"... سردار مناگو نے جوزف کو غصے میں دیکھ کر کہا۔

"لو تمہارا بے سرا دادا بھی بول پڑا ہے۔ جواب دو اسے"...
سلیمان نے کہا تو جوزف نے غصے سے ہونٹ بھینچ لئے۔

"میں نے تاریک جنگلوں میں جانے کا فیصلہ کر لیا ہے سردار"...
جوزف نے سردار مناگو سے مخاطب ہو کر کہا تو اس کی بات سن کر
سردار مناگو بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ کب۔ کب جانا چاہتے ہو تم"... سردار مناگو نے جوش
بھرے لہجے میں کہا۔

"آج بلکہ ابھی"... جوزف نے اسے جوش میں آتے دیکھ کر مسکرا
کر کہا۔

"اوہ۔ خوب۔ میں ابھی انتظامات کراتا ہوں۔ بولو کتنے افراد

ساتھ لے جانا چاہتے ہو ۔ کہو تو میں سارے قبیلے والوں کو تیار کر
سکتا ہوں"... سردار منا گو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں ۔ سارے قبیلے کو نہیں ۔ تم پچاس ساٹھ افراد تیار کر لو
لڑنے بھڑنے میں ماہر اور ہر طرح کا ہتھیار چلانے میں مہارت رکھتے
ہوں ۔ اس سے زیادہ نہیں"... جوزف نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ میں بھی چلوں گا تمہارے ساتھ"... سردار منا گو
نے کہا۔

"ضرور چلو ۔ مگر جانے سے پہلے مجھے ایک بات بتاؤ"... جوزف نے
کہا۔

"پوچھو"... سردار منا گو نے کہا۔

"ہیلی کاپٹر کے بارے میں کچھ جانتے ہو"... جوزف نے اس
طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہیلی کاپٹر ۔ وہ پروں والی بڑی مشین جو پروں کو گھماتے ہوئے
اڑتی ہے"... سردار منا گو نے چونک کر کہا۔

"ہاں"... جوزف نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"ہاں ۔ ہاں ۔ میں جانتا ہوں ۔ ان جنگلوں پر سے اکثر ایسی
مشینیں اڑ کر جاتی رہتی ہیں ۔ ایک دو بار چند شکاری بھی ان ایسی
مشینوں میں بیٹھ کر ان جنگلوں میں آ چکے ہیں ۔ انہوں نے ان
مشینوں کے بارے میں بتایا تھا"... سردار منا گو نے کہا۔

"ایسی ہی ایک مشین ان جنگلوں میں بھی گر کر تباہ ہوئی تھی

کیا تم جانتے ہو کہ وہ مشین جنگل میں کہاں گر کر تباہ ہوئی تھی"...
جوزف نے پوچھا۔

"ہاں ۔ ہاں ۔ میں جانتا ہوں ۔ وہ مشین یہاں سے دو ہزار قدم
کے فاصلے پر شمال کی طرف گری تھی اور گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی
تھی ۔ اس مشین میں دو انسان تھے جو اس مشین کے ساتھ ہی
ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے تھے ۔ مشین کے پرزے دور دور تک پھیل
گئے تھے اور پھر مشین میں آگ بھی لگ گئی تھی جسے ہم نے فوراً جا کر
بجھا دیا تھا ورنہ آگ جنگل میں پھیل جاتی اور اس جنگل کے ساتھ
ساتھ ہماری جھونپڑیاں بھی جل کر راکھ ہو جاتیں"... سردار منا گو نے
کہا۔

"گڈ ۔ مجھے اس تباہ شدہ مشین تک لے چلو ۔ اس مشین میں
میری ضرورت کا بہت سا سامان ہے ۔ میں اس سامان کو حاصل کرنا
چاہتا ہوں ۔ اس سامان کو لے کر ہم فوراً تاریک جنگلوں کی طرف
روانہ ہو جائیں گے"... جوزف نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ میں اس تباہ شدہ مشین کے پاس تمہیں قبیلے کے
کسی فرد کے ساتھ بھیج دیتا ہوں ۔ تم اپنے مطلب کا سامان لے آؤ
تب تک میں قبیلے کے جنگجوؤں اور کشتیوں کو تیار کراتا ہوں"...
سردار منا گو نے کہا۔

"یہ زیادہ بہتر رہے گا ۔ تم کشتیوں اور جنگجوؤں کو تیار کراؤ میں
سامان لے کر جلد ہی آ جاؤں گا"... جوزف نے کہا تو سردار منا گو چیخ کر

اپنے کسی ساتھی کو آوازیں دینے لگا۔

" حرام ہے جو تم دونوں کی باتیں میرے پلے پڑی ہوں ۔ یوا
لگ رہا ہے جیسے دو پہاڑی بکرے ایک دوسرے کے سامنے بیں بیں
کر رہے ہوں "... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

" تم چپ رہو "... جوزف نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

" کیوں چپ رہوں ۔ میرے بولنے سے تمہیں تکلیف ہوتی ہے ؟
اپنے کان بند کر لو ۔ ساری تکلیف جاتی رہے گی "... سلیمان نے اد
زیادہ برا منہ بناتے ہوئے کہا۔

" سلیمان ۔ فضول باتیں چھوڑو ۔ میرے ساتھ چلنے کی تیاری کر
ہمیں یہاں سے آج ہی نکلنا ہے "... جوزف نے تنگ آکر کہا۔

" آج ہی نکلنا ہے ۔ کیا مطلب ۔ کہاں نکلنا ہے ۔ کیوں نکلنا ہ
اور وہ بھی رات کے وقت "... سلیمان نے چونک کر کہا تو جوزف نے
اسے مختصر طور پر فادر جوشوا سے ہونے والی باتوں کے بارے میں ب
دیا اور پھر اس نے سردار مناگو سے کی ہوئی باتوں کے بارے میں بھ
اسے بتا دیا۔

" اوہ ۔ تو کیا یہاں واقعی کوئی تباہ شدہ گن شپ ہیلی کاپٹر موجو
ہے "... جوزف نے کی بات سن کر سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں
کہا۔

" ہاں ۔ فادر جوشوا نے مجھے بتایا ہے کہ ایک گن شپ ہیلی کاپ
یہاں سے گزر رہا تھا کہ فنی خرابی کی وجہ سے اس جنگل میں گر کر تباہ

ہو گیا ۔ ہیلی کاپٹر میں دو افراد موجود تھے جو ہلاک ہو گئے ۔ وہ چونکہ
گن شپ ہیلی کاپٹر تھا اس لئے اس میں سے ہمیں اپنے مطلب کا اسلحہ
مل سکتا ہے "... جوزف نے کہا۔

" لیکن اگر اس ہیلی کاپٹر میں آگ لگ گئی تھی تو اس میں اسلحہ
کیسے رہ سکتا ہے "... سلیمان نے کہا۔

" ہیلی کاپٹر زمین سے ٹکرا کر تباہ ہوا تھا ۔ اس کی ٹیل میں آگ لگی
تھی جسے جا کر ان قبیلے والوں نے ریت اور مٹی پھینک کر فوراً بجھا دیا
تھا جس کی وجہ سے اس میں موجود اسلحہ تباہ ہونے سے بچ گیا تھا ۔
اب وہی اسلحہ تاریک جنگلوں میں ہمارے کام آئے گا "... جوزف نے
کہا۔

" یہ بھی تمہیں تمہارے ابا حضور نے بتایا ہے "... سلیمان نے
کہا۔

" تم پھر فادر جوشوا کی توہین کر رہے ہو "... جوزف نے غراتے
ہوئے کہا۔

" او عقل کے پیدل بلکہ بالکل ویسے ہی پیدل انسان ۔ فادر کا
مطلب باپ ہی ہوتا ہے ۔ جیسے ابا جان ، ابو جان ، ڈیڈی ، ڈیڈ یا پاپا
کہا جاتا ہے ۔ یقین نہیں آتا تو جاؤ جا کر اپنے ابا جان سے پوچھ لو "...
سلیمان نے کہا تو جوزف نے ایک بار پھر ہونٹ بھینچ لئے ۔

" تاریک جنگلوں میں میرے ساتھ چلو تو سہی ۔ میں نے تمہیں
وہاں کسی زہریلی دلدل میں نہ پھینک دیا تو پھر کہنا "... جوزف نے

منہ بناتے ہوئے کہا۔

"دیکھا جائے گا"... سلیمان نے اسی انداز میں کہا۔ سردار مناگو کی آواز سن کر ایک ریڈ انڈین بھاگتا ہوا اس کے پاس آ گیا تھا۔ سردار مناگو نے اسے ہدایات دیں تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تم یہیں ٹھہرو۔ میں اس کے ساتھ جا کر ہیلی کاپٹر سے اسلحہ نکال کر لاتا ہوں"... جوزف نے سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا اور اس ریڈ انڈین کی طرف بڑھ گیا۔

"جاؤ۔ اللہ کرے اس اسلحے میں موجود کوئی ناکارہ بم تمہارے ہاتھوں میں پھٹ جائے اور تمہارے ٹکڑے ہو جائیں۔ تمہارے مرنے کے بعد میں یہاں چین سے تو رہ سکوں گا۔ مجھے یہاں کا ماحول بے حد پسند آیا ہے۔ واہ۔ واہ۔ نہ یہاں سونے کی فکر ہے نہ جلد جاگنے کا ڈر۔ نہ صاحب کی بک بک اور نہ ہی بازار سے سودا سلف لانے کی تکلیف۔ سارا دن جنگلوں میں گھومتے پھرتے رہو۔ ہر طرف عیش ہی عیش۔ اب تو اس قبیلے کی بلیکش دوشیزائیں بھی میری طرف دیکھنے لگی ہیں۔ سردار مناگو سے پوچھ کر میں ان میں سے دو نہیں بلکہ چار سے شادی کر لوں گا اور ساری زندگی ہنسی خوشی یہیں گزار دوں گا"۔ سلیمان نے کہا تو جوزف اسے گھورتا ہوا ریڈ انڈین کے ساتھ چلا گیا۔

"می ماگوراتی را"... جوزف کے جانے کے بعد سردار مناگو نے اپنی زبان میں سلیمان سے مخاطب ہو کر کچھ کہا تو سلیمان چونک کر

اس کی شکل دیکھنے لگا۔

"می ٹو دی ووگا جی مانی کا"... سلیمان نے منہ ٹیڑھا کر کے اس کے سامنے الٹے سیدھے الفاظ بولتے ہوئے کہا۔

"تا کوری جا کوما"... سردار مناگو نے حیرت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جیسے اسے سلیمان کی بات سمجھ نہ آئی ہو۔

"تو جا، تے جا کے کسی منڈیر تے بے جا"... سلیمان نے اس سے پنجابی میں کہا تو سردار مناگو اور زیادہ حیرانی سے اس کی شکل دیکھنے لگا جیسے وہ اس کے الفاظ سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو۔

"آکی۔ بانوری جولاکا"... سردار مناگو نے کہا۔

"او بھائی۔ جاؤ جا کر اپنا کام کرو۔ کیوں مفت میں میرا سر کھا رہے ہو"... سلیمان نے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا تو سردار مناگو سر ہلا کر یوں مڑ کر دوسری طرف چل پڑا جیسے وہ سلیمان کی بات سمجھ گیا ہو۔

"حیرت ہے۔ یہ تو ایسے چل پڑا ہے جیسے میری بات سمجھ گیا ہو"... سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر کندھے جھٹک کر جھونپڑی میں داخل ہو گیا اور نرم گھاس پر یوں پاؤں پسار کر لیٹ گیا جیسے سارا دن جنگل میں خاک چھان کر تھک گیا ہو اور اب آرام کرنا چاہتا ہو۔ تقریباً دو گھنٹوں کے بعد جوزف جھونپڑی میں داخل ہوا تو اس کے ہاتھوں میں ایک بڑا سا تھیلا تھا جو خاصا وزنی تھا۔

"آ گئے ہو تم"... سلیمان نے اسے دیکھ کر کہا۔

"ہاں ۔ تباہ شدہ ہیلی کاپٹر سے مجھے میرے مطلب کا کافی سامان مل گیا ہے ۔ اب ہم آسانی سے تاریک جنگلوں میں جا سکتے ہیں"... جوزف نے تھیلا اس کے سامنے رکھ کر گھاس پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا ہے اس میں"... سلیمان نے پوچھا تو جوزف نے تھیلا کھولا اور اس میں سے چار مشین گنیں، چند پسٹل اور بے شمار فالتو میگزین کے ساتھ ساتھ اس نے چند چھوٹے راکٹ نکال کر باہر رکھ دیئے ۔ اس سامان میں چند شکاری چاقو، خنجر اور ہینڈ گرنیڈز بھی موجود تھے ۔ اس کے علاوہ اسے تباہ شدہ ہیلی کاپٹر سے رسیوں کے چند گچھے اور چند بڑی ٹارچیں اور نائٹ ٹیلی سکوپس جیسے چشمے بھی ملے تھے جو وہ ساتھ لے آیا تھا۔

"بس ۔ یہی کچھ"... سلیمان نے کہا۔

"ہاں ۔ یہ ہماری ضرورت کے لئے بہت ہے"... جوزف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا ۔ اس نے تھیلے میں سے دو سفری بیگ نکالے اور ان تھیلوں میں الگ الگ اسلحہ بھرنے لگا۔

"ایک تھیلا تم اپنی کمر سے باندھ لو"... جوزف نے سفری تھیلا بند کر کے سلیمان کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔

"کیا واقعی ہم ابھی تاریک جنگلوں کی طرف جا رہے ہیں"... سلیمان نے اس کی طرف سنجیدگی سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔ ہمارا سفر ابھی بہت لمبا ہے ۔ تاریک جنگلوں تک جاتے جاتے ہمیں کئی دن لگ جائیں گے"... جوزف نے کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے ۔ ہم کب تک ان جنگلوں میں پہنچ جائیں گے"... سلیمان نے پوچھا۔

"اب ہمیں عام کشتیوں میں سفر کرنا ہے ۔ سمندری راستوں سے ہوتے ہوئے ہمیں تاریک جنگلوں میں پہنچتے پہنچتے ایک ہفتے سے زیادہ وقت بھی لگ سکتا ہے"... جوزف نے کہا۔

"اوہ ۔ پھر تو کافی وقت لگ جائے گا"... سلیمان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"جو بھی ہو ۔ ہمیں جانا تو ہے"... جوزف نے کہا۔

"پہلے تو تم نے کہا تھا کہ ہم دونوں ہی تاریک جنگلوں میں جائیں گے ۔ اب تم ان ریڈ انڈینز کو بھی ساتھ لے جا رہے ہو ۔ کیا ان کا ہمارے ساتھ جانا ضروری ہے"... سلیمان نے کہا۔

"پہلے ہم جن راستوں سے جا رہے تھے وہ اور تھے اور اب ہم دوسرے راستوں سے جائیں گے ۔ ان راستوں میں خطرات زیادہ ہیں اس لئے ہمارے ساتھ زیادہ سے زیادہ افراد کا ہونا ضروری ہے"... جوزف نے کہا ۔ وہ باتیں کر رہے تھے کہ وہاں سردار منا گو بھی آ گیا ۔ اس نے جوزف کو بتایا کہ اس نے ساری تیاری مکمل کر لی ہے ۔ کشتیوں میں ضرورت کا تمام سامان رکھوا دیا گیا ہے تاکہ سفر کے دوران انہیں کسی قسم کی مشکل پیش نہ آئے۔

"میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں سردار منا گو"... جوزف نے سردار منا گو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"پوچھو"۔ سردار مناگو نے کہا۔

"تم ہمیں جن راستوں سے تاریک جنگلوں میں لے جا رہے ہو کیا وہ راستے تمہارے دیکھے ہوئے ہیں"... جوزف نے پوچھا۔

"نہیں ۔ ہم میں سے پہلے کوئی بھی اس طرف نہیں گیا ۔ البتہ مجھے اتنا معلوم ہے کہ جنگل کے راستے بے حد خطرناک اور دشوار گزار ہیں ۔ ہمیں بڑی احتیاط سے اور سوچ سمجھ کر ان راستوں پر جانا ہو گا ۔ جنگل میں خوفناک دلدلیں بھی ہیں ۔ سانپ اور زہریلے کیڑے مکوڑوں کی کوئی کمی نہیں ہے ۔ گوشت خور چیونٹیوں کے علاوہ اس جنگل میں سرخ مکھیوں کی بہت بہتات ہے جو انسان سے چمٹ جائیں تو چند لمحوں میں انسانی گوشت چٹ کر جاتی ہیں ۔ ان جنگلوں کے دلدلی راستوں میں اژدھا بھی ہیں ۔ اژدھا اتنے بڑے بڑے ہیں کہ وہ سالم ہاتھی اور گینڈوں کو بھی نگل سکتے ہیں"... سردار مناگو نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"اتنا سب کچھ جانتے ہو پر بھی تم ہمیں ان خطرناک راستوں سے لے جا رہے ہو"... جوزف نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"تاریک جنگلوں میں تم جس راستے سے بھی داخل ہونے کی کوشش کرو گے تمہیں ہر حال میں ان خطرات کا سامنا کرنا پڑے گا"... سردار مناگو نے کہا۔

"پھر بھی تم نے ان خطرات سے بچنے کے لئے کوئی نہ کوئی طریقہ

تو سوچ رکھا ہو گا"... جوزف نے کہا۔

"میں نے کشتیوں میں ہرلاگ بوٹیاں بھی رکھوا لی ہیں جنہیں پیس کر ہم اپنے جسموں پر مل لیں گے تو ہمارے جسموں سے ایسی بو پھوٹ پڑے گی جس کی وجہ سے زہریلے مکوڑے ہم پر حملہ آور نہیں ہوں گے ۔ دلدلوں سے بچنے کے لئے ہم اپنے ساتھ بڑے بڑے ڈنڈے لے جائیں گے جن سے ہم راستہ ٹٹول ٹٹول کر آگے بڑھتے رہیں گے ۔ البتہ اژدھا اور دوسرے خطروں کا ہمیں خود ہی مقابلہ کرنا ہو گا جس کے لئے ہم اپنے ساتھ بھاری ہتھیار لے جا رہے ہیں"... سردار مناگو نے کہا۔

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ ان جنگلوں میں زندہ درخت بھی موجود ہیں جن کی لمبی لمبی شاخیں حرکت کرتی رہتی ہیں ۔ اگر کوئی جاندار غلطی سے ان شاخوں کی لپیٹ میں آجائے تو اس درخت کی کانٹوں والی شاخیں ان جاندار کا سارا خون چوس لیتی ہیں"... جوزف نے کہا۔

"ہاں ۔ ہماری زبان میں ان درختوں کو کروٹا کہا جاتا ہے ۔ ان درختوں کی شاخیں بہت نیچے تک جھکی ہوتی ہیں اور اس کی جڑیں بھی زیادہ دور تک پھیلی ہوتی ہیں جن سے بچنا بے حد ضروری ہوتا ہے ورنہ ان کی گرفت میں آنے والا انسان یا جانور کسی بھی طرح اپنی جان نہیں بچا سکتا"... سردار مناگو نے کہا۔

"ان خون آشام درختوں کی کوئی خاص نشانی"... جوزف نے کہا۔

"نہیں ۔ ان درختوں کی کوئی خاص نشانی نہیں ہے ۔ وہ عام

درختوں جیسے ہوتے ہیں۔ کیوں۔ تم یہ سب کیوں پوچھ رہے ہو۔ کیا تم ان خطرات سے ڈر رہے ہو"۔۔۔ سردار مناگو نے حیرت سے جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جوزف دی گریٹ کسی خطرے سے نہیں ڈرتا۔ مجھے دیکھ کر خطرات خود ہی ڈر کر راستہ چھوڑ دیتے ہیں"۔۔۔ جوزف نے کہا تو اس کی بات سن کر سردار مناگو بے اختیار مسکرا دیا۔

"تو پھر ان باتوں کو تم پوچھ کیوں رہے ہو۔ کیا تمہیں پہلے سے ان باتوں کا علم نہیں تھا"۔۔۔ سردار مناگو نے کہا۔

"مجھے اپنی اور اپنے ساتھی کی فکر نہیں ہے۔ میں تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے بارے میں سوچ رہا ہوں"۔۔۔ جوزف نے کہا۔

"اوہ۔ تم ہماری فکر مت کرو۔ ہم بھی کسی خطرے کو خاطر میں نہیں لاتے۔ اس شیطان قبیلے اور وچ ڈاکٹروں سمیت اناتا دیوی کا خاتمہ کرنے کے لئے اگر ہم سب ہلاک بھی ہو جائیں تو اس کا ہمیں کوئی افسوس نہیں ہو گا"۔۔۔ سردار مناگو نے ٹھوس لہجے میں کہا تو جوزف کے چہرے پر سکون سا آ گیا۔

"بس پھر ٹھیک ہے۔ آؤ چلیں"۔۔۔ جوزف نے اٹھتے ہوئے کہا تو سردار مناگو بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ انہیں اٹھتا دیکھ کر سلیمان بھی اٹھ گیا۔

اگلے چند گھنٹوں میں وہ سب بڑی بڑی کشتیوں میں سوار ہو کر سمندر میں آ گئے تھے۔ سردار مناگو نے ساٹھ ستر کی جگہ دو سو جنگجوؤں

کو اپنے ساتھ لے لیا تھا۔ جوزف کی چونکہ سردار مناگو سے بات ہو چکی تھی اس لئے اس نے اب کوئی اعتراض نہیں کیا تھا۔ وہ دس بڑی بڑی کشتیاں تھیں جنہیں ساحل پر چھوڑنے کے لئے سارا قبیلہ امڈ آیا تھا اور جب تک ان کی کشتیاں ان کی نظروں سے اوجھل نہ ہو گئیں قبیلے کے سب افراد ساحل پر موجود رہے تھے۔ سردار مناگو کے ساتھیوں نے کشتیوں میں بڑی بڑی مشعلیں روشن کر لی تھیں۔

جوزف، سلیمان اور سردار مناگو سب سے اگلی کشتی میں سوار تھے کشتی کی سائیڈوں میں ریڈ انڈینز چپوؤں سے کشتیوں کو چلا رہے تھے اور ان کی کشتیاں قطار کی صورت میں آگے بڑھی جا رہی تھیں۔

"کیا کرکاش قبیلے والوں کو ہماری آمد کی خبر پہلے ہی مل جائے گی"۔۔۔ سلیمان نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں۔ ہم پہلے جن راستوں سے جا رہے تھے اگر ہم انہی راستوں سے جاتے تو وچ ڈاکٹروں کے سمندر میں بنائے ہوئے حصاروں کی وجہ سے انہیں ہماری آمد کا فوراً علم ہو جاتا لیکن اب ہم نے چونکہ راستہ بدل لیا ہے اس لئے انہیں ہماری جنگل میں داخل ہونے کی خبر نہیں ملے گی"۔۔۔ جوزف نے کہا۔

"اگر بفرض محال کسی طرح انہیں ہمارے آنے کا پتہ چل گیا تو پھر"۔۔۔ سلیمان نے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ ہم ان کا مقابلہ کریں گے اور جیسے بھی ہو ان جنگلوں میں گھس جائیں گے"۔۔۔ جوزف نے اعتماد بھرے لہجے میں

کہا۔

"تم نے کہا تھا کہ تم ان جنگلوں میں جونگو بن کر داخل ہو گے ان جنگلوں میں چونکہ تاریکی کا راج ہے اس لئے ہمیں وہاں اپنے اصل نام لینے سے گریز کرنا ہے۔ کیا مجھے بھی اپنا نام بدلنا ہو گا"... سلیمان نے پوچھا۔

"ہاں۔ یہ بہت ضروری ہے۔ اگر ہم نے ان جنگلوں میں جا کر اپنے اصلی نام لئے تو جنگل کی ہوائیں ان ناموں کو کرکاش قبیلے والوں تک پہنچا دیں گی تو وہ ہماری سرکوبی کے لئے فوراً نکل کھڑے ہوں گے اس لئے بہتر یہی ہو گا کہ ہم اپنے فرضی نام رکھ لیں"۔ جوزف نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے۔ مجھے اپنا نام کیا رکھنا چاہئے"... سلیمان نے کہا۔

"جو دل چاہے رکھ لو۔ میں جونگو ہوں تم سونگو، رانگو، ڈونگو یا بونگو بن جاؤ"... جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ سب نام تمہیں ہی مبارک ہوں۔ میں تو پرنس ہوں، پرنس آف کچن۔ لیکن میں اب چونکہ تمہارے ساتھ جنگلوں میں جا رہا ہوں اس لئے میں سوچ رہا ہوں کہ میں خود کو وائلڈ پرنس یا پھر جنگل پرنس کہلانا شروع کر دوں"... سلیمان نے کہا۔

"یہ تو تمہیں ان جنگلوں میں جا کر پتہ چلے گا کہ تم پرنس ہو یا لومڑ"... جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دیکھ لینا۔ میں تم پر ثابت کر دوں گا کہ میں ہی وائلڈ پرنس ہوں"... سلیمان نے سینہ پھلا کر کہا تو جوزف بے اختیار ہنس پڑا۔

"مذاق ختم۔ میں تمہیں ان جنگلوں کے بارے میں بتا دوں۔ ہم جن تاریک جنگلوں کی طرف جا رہے ہیں ان جنگلوں میں حقیقتاً ہمارے قدم قدم پر موت ہو گی۔ ہمیں وہاں ہر قدم پھونک پھونک کر رکھنا ہو گا۔ ہماری ذرا سی بے احتیاطی ہمیں سیدھا موت کے منہ میں دھکیل سکتی ہے"... جوزف نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس نے تاریک جنگلوں کے خطرات سے سلیمان کو آگاہ کرنا شروع کر دیا جس کے بارے میں اسے سردار منا گو نے بتایا تھا۔

"ارے باپ رے۔ اس قدر خطرناک جنگل ہیں"... سلیمان نے بوکھلا کر کہا۔

"ہاں"... جوزف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تب تو تم مجھے یہیں چھوڑ دو۔ میرا ابھی بے موت مرنے کا کوئی پروگرام نہیں ہے۔ ابھی تو میری شادی بھی نہیں ہوئی اور تم میرے ہونے والے بچوں کو پہلے سے ہی یتیم کرنے کا پروگرام بنا رہے ہو"... سلیمان نے کہا۔

"واپس جانے کا اب تمہارے پاس کوئی راستہ نہیں ہے۔ ویسے بھی اب تم جاؤ گے کہاں"... جوزف نے کہا۔

"میں واپس منگارو قبیلے میں چلا جاتا ہوں۔ وہاں میری اچھی خاصی جان پہچان ہو چکی ہے۔ کسی بلیکش بیوٹی سے شادی کر کے میں آرام

سے زندگی گزار لوں گا"... سلیمان نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تو کود جاؤ کشتی سے اور تیرتے ہوئے واپس چلے جاؤ"... جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اگر مجھے تیرنا نہ آتا ہو تو پھر"... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو یہیں ڈوب مرنا۔ مجھے کیا"... جوزف نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ واقعی تمہیں کیا۔ تم تو پہلے ہی چاہتے ہو کہ میں ہلاک ہو جاؤں۔ مجھے ہلاک کرانے کے لئے تو تم مجھے ان خطرناک جنگلوں میں لے جا رہے ہو"... سلیمان نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا کہ جوزف نہ چاہتے ہوئے بھی ہنس دیا۔ کشتیاں کھلے سمندر میں نہایت پرسکون انداز میں ایک قطار میں سفر کر رہی تھیں۔ تمام کشتیوں میں مشعلیں جل رہی تھیں جو دور سے سمندر پر چمکتے ہوئے جگنوؤں کی طرح معلوم ہو رہی تھیں۔ آسمان پر گھٹا گھوپ تاریکی چھائی ہوئی تھی اس لئے تاریکی میں یہ جگنو جیسے پرسکون سمندر میں آسانی سے تیرتے جا رہے تھے۔

کرکاش قبیلے کے شمال میں ایک خاصا کھلا میدان تھا جہاں اناتا دیوی کا مجسمہ نصب تھا۔ قبیلے کے تمام وحشی اس میدان میں آکر نہ صرف اناتا دیوی کی پوجا کرتے تھے بلکہ وہ ہر طرح کا جشن بھی اسی میدان میں مناتے تھے۔ میدان اتنا بڑا تھا کہ سارے کا سارا قبیلہ آسانی سے اس میں سما جاتا تھا۔

پوجا اور جشن کے موقع پر وہاں ناپاک جانوروں کی چربی سے بڑی بڑی مشعلیں روشن کر دی جاتی تھیں جن کی وجہ سے وہاں ہر طرف تیز روشنی پھیل جاتی تھی۔ مشعلیں چونکہ ناپاک جانوروں کی چربی سے جلائی جاتی تھیں اس لئے آج میدان میں ہر طرف ناگوار سی بو پھیلی ہوئی تھی جس سے سارا ماحول بدبو دار ہو گیا تھا۔

عمران کو جس ماکڑے میں قید کیا گیا تھا وہاں ہر طرف اندھیرا تھا لیکن اس اندھیرے کے باوجود عمران کو ہر چیز صاف دکھائی دے

رہی تھی کیونکہ پالوگ نے اس مصنوعی اندھیرے کو ایک عمل کے ذریعے روشن کر دیا تھا۔ عمران ماکڑے میں نرم گھاس کے بستر پر بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک اسے کسی کی آہٹ سنائی دی۔

"آج تمہارے مقابلے کی رات ہے۔ میں تمہیں لے جانے کے لئے آیا ہوں"... اچانک سردار جوزاکا نے اس کے سامنے آتے ہوئے کہا۔

"مقابلہ۔ اوہ۔ تو کیا آج میرا اور تمہارا مقابلہ ہے۔ مگر کیوں"۔ عمران نے انجان بنتے ہوئے کہا۔

"تمہارا اور میرا مقابلہ تب ہو گا جب تم ونگولوں کے ہاتھوں زندہ بچو گے۔ ابھی تو تمہیں کڑی آزمائشوں سے گزرنا ہے۔ ان کڑی آزمائشوں سے گزرنے کے بعد تم میرے مقابلے پر آؤ گے جو ناممکن ہے۔ قطعی ناممکن"... سردار جوزاکا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کی مسکراہٹ میں بھی سفاکی کا عنصر شامل تھا۔

"اگر میں اس ناممکن کو ممکن کر کے دکھا دوں تو پھر"... عمران نے جواباً مسکرا کر کہا تو سردار جوزاکا چونک کر اس کی شکل دیکھنے لگا۔

"کیا مطلب۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ تم ونگولوں کا مقابلہ کر سکو گے"... سردار جوزاکا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کوشش تو کر سکتا ہوں۔ کوشش کرنے میں کیا ہرج ہے"۔ عمران نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"کوشش۔ ہونہہ۔ یہاں طاقتور سے طاقتور وحشی ایک ونگولے کا سامنا نہیں کر سکتا اور تمہارے مقابلے میں تو چار ونگولے ہیں۔ تمہاری ہڈیاں توڑنے کے لئے میرے قبیلے کا ایک عام وحشی ہی کافی ہے۔ ان ونگولوں نے تمہارا کیا حشر کرنا ہے یہ میں تو کیا سارے قبیلے والے جانتے ہیں"... سردار جوزاکا نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا حشر ہو گا میرا۔ ابھی بتا دو تا کہ میں یہاں سے بھاگ نکلنے کے بارے میں سوچ سکوں"... عمران نے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔ اس کو خوفزدہ ہوتے دیکھ کر سردار جوزاکا کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ آ گئی تھی۔

"ونگولے تمہارے چند لمحوں میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے اور تمہاری ہڈیوں کو پیس کر ان کا سرمہ بنا دیں گے"... سردار جوزاکا نے کہا۔

"ارے باپ رے۔ اتنے خطرناک ہیں وہ"... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ان کی طاقت کا تم اندازہ نہیں کر سکتے۔ وہ خالی ہاتھوں شیر اور ہاتھی کا مقابلہ کر سکتے ہیں اور ان کے سامنے شیر اور ہاتھی بھی چند لمحوں میں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر رہ جاتا ہے"... سردار جوزاکا نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"اگر ایسی بات ہے تو میں نہیں لڑوں گا ان سے۔ جاؤ جا کر کہہ دو ان سے کہ وہ اپنے جیسوں سے لڑتے پھریں۔ مجھے کوئی اعتراض

نہیں ہو گا"... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"اب تو تمہیں ان کا مقابلہ کرنا ہی ہو گا۔ مقابلے کے تما
انتظامات مکمل کر لئے گئے ہیں۔ اناتا دیوی کی آنکھیں کھلنے کا
وقت ہو رہا ہے۔ جیسے ہی اس کی آنکھیں کھلیں گی تمہارا اور ا
ونگولوں کا مقابلہ شروع ہو جائے گا۔ اگر تم نے ان سے مقابلہ نہ کی
اور مقابلے سے پیچھے ہٹنے کی کوشش کی تو تمہارا انجام بے ح
عبرتناک ہو گا۔ تمہیں اٹھا کر زہریلی دلدل میں پھینک دیا جائے گا
جہاں چند لمحوں میں تمہارے جسم کی ساری ہڈیاں پگھل کر رہ جائیں
گی"... سردار جوزاکا نے کہا۔

"اوہ۔ یہ میں کس مصیبت میں پھنس گیا ہوں۔ آگے بھی موت
ہے اور پیچھے بھی۔ جوزاکا۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ان ونگولوں سے
میری جگہ تم مقابلہ کر لو اور میں کسی کونے میں تماشائی بن کر تمہارا
اور ونگولوں کا مقابلہ دیکھ سکوں"... عمران نے اس انداز میں کہا کہ
سردار جوزاکا بے اختیار قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

"نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا"... سردار جوزاکا نے کہا۔

"کیوں نہیں ہو سکتا۔ کیا تم بھی ان ونگولوں سے ڈرتے ہو"...
عمران نے معصومیت سے کہا تو سردار جوزاکا ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"نہیں۔ میں کسی ونگولے سے نہیں ڈرتا۔ میں نے بھی اپنے
زمانے میں چار ونگولوں کا مقابلہ کیا تھا اور ان سب کو ہلاک کر دیا
تھا۔ میری طاقت ان ونگولوں سے کہیں زیادہ ہے"... سردار جوزاکا

نے کہا۔

"تو پھر میری جگہ تم ہی ان سے لڑ لو۔ کیوں مجھ جیسے کمزور انسان
کو ان دیوؤں کی لڑائی میں جھونک رہے ہو"... عمران نے کہا۔

"ان کا اور تمہارا مقابلہ طے ہے۔ یہ جنگ اب تمہیں ہی ان
ونگولوں سے لڑنی ہے"... سردار جوزاکا نے کہا۔

"کیا یہ ضروری ہے"... عمران نے مرے مرے سے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ بہت ضروری کیونکہ یہ اناتا دیوی اور وچ ڈاکٹروں کا
فیصلہ ہے"... سردار جوزاکا نے کہا۔

"کیا وہ اپنا فیصلہ بدل نہیں سکتے"... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ اناتا دیوی کا ہر حکم پتھر پر لکیر ہوتا ہے جسے بدلنا ناممکن
ہے"... سردار جوزاکا نے کہا۔

"اچھا بھائی لکیر کے فقیر۔ چلو جو ہو گا دیکھا جائے گا"... عمران نے
اٹھتے ہوئے کہا۔

"چلو"... سردار جوزاکا نے کہا اور وہ دونوں جھونپڑی سے نکل آئے
مختلف راستوں سے ہوتے ہوئے وہ کالاک سے نکلے اور پھر اس
میدان کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ سردار جوزاکا کے ساتھ عمران کو
دیکھ کر وحشیوں نے اور زور زور سے ونگولوں کے حق میں نعرے
لگانے شروع کر دیئے تھے۔

"یہ قبیلے والے یہاں کیوں جمع ہیں۔ یہاں کسی کی شادی کا جشن
ہو رہا ہے کیا"... عمران نے کہا۔

"شادی کا جشن نہیں ۔یہاں تھوڑی دیر میں موت کا جشن منایا جائے گا"... سردار جوزاکا نے کہا۔

"حیرت ہے ۔موت کا بھی جشن ہوتا ہے ۔کیا تم ہلاک ہونے والے ہو"... عمران نے معصومیت سے کہا۔

"میری نہیں ۔یہاں تمہاری موت کا جشن منایا جائے گا"... سردار جوزاکا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میری موت کا جشن ۔لیکن میری موت کیسے ہو سکتی ہے ۔میں تو ابھی کنوارہ ہوں"... عمران نے اس کے ساتھ میدان کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے جو کنوارہ ہوتا ہے وہ ہلاک نہیں ہو سکتا"... سردار جوزاکا نے حیرت سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"پتہ نہیں ۔مجھے تو یہی معلوم ہے کہ کنواروں سے پہلے شادی شدہ مرتے ہیں ۔کچھ اپنی موت آپ مرتے ہیں کچھ بیگمات کے ہاتھوں مرتے ہیں"... عمران نے کہا تو سردار جوزاکا عمران کی جانب ایسی نظروں سے دیکھنے لگا جیسے اسے واقعی یقین ہو گیا ہو کہ عمران کا دماغ بالکل خالی ہے۔

"اب زیادہ بک بک مت کرو اور وچ ڈاکٹروں کی طرف چلو"... سردار جوزاکا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے بڑے بھائی"... عمران نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا

اور پھر وہ دونوں میدان میں چلتے ہوئے چبوترے کی طرف آگئے جہاں تینوں وچ ڈاکٹر شہنشاہوں کے انداز میں بیٹھے تھے ۔قبیلے کے وحشی بدستور شور مچاتے ہوئے نعرے لگا رہے تھے۔

"میں آمی ران کو لے آیا ہوں آقا"... سردار جوزاکا نے وچ ڈاکٹروں کے سامنے جھکتے ہوئے کہا۔

"آمی ران ۔ادھر دیکھو میری طرف"... وچ ڈاکٹر رانگو نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے دبنگ لہجے میں کہا جو احمقوں کی طرح سر اٹھا کر وحشیوں کو دیکھ رہا تھا جیسے اسے سمجھ میں نہ آرہی ہو کہ وحشی کس لئے اس قدر شور مچا رہے ہیں۔

"آمی ران ۔اوہ ۔آمی ران تو میں ہوں ۔تم نے مجھ سے کچھ کہا ہے"... عمران نے چونک کر کہا۔

"ہاں ۔میں تم سے مخاطب ہوں"... وچ ڈاکٹر رانگو نے کرخت لہجے میں کہا۔

"تو ہوتے رہو ۔مجھے کیا"... عمران نے اس انداز میں کہا کہ اس کی بات سن کر وچ ڈاکٹر باشنگ، چیانگا، سردار جوزاکا اور سردار تمبورا کے چہرے یکلخت سرخ ہو گئے جیسے عمران کا توہین آمیز انداز نہیں برا لگا ہو جبکہ عمران کی بات سن کر وچ ڈاکٹر رانگو کے ہونٹوں پر زہر انگیز مسکراہٹ آگئی تھی۔

"کیا تم تیار ہو"... رانگو نے عمران کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔ میں شادی کے لئے تیار ہوں ۔ مگر مجھے دور نزدیک کوئی لڑکی نظر ہی نہیں آ رہی ۔ کس سے کراؤ گے میری شادی"... عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا۔

"میں شادی کے لئے نہیں مقابلہ کے لئے کہہ رہا ہوں ۔ آج تمہارا ان چار ونگولوں سے مقابلہ ہے"... رانگو نے کہا۔

"مقابلہ ۔ اوہ ۔ یاد آیا ۔ مجھے سردار جوکاکا نے بتایا تھا کہ آج میرا مقابلہ ہے"... عمران نے سردار جوزاکا کا نام بگاڑتے ہوئے کہا۔

"میرا نام سردار جوکاکا نہیں بلکہ سردار جوزاکا ہے"... سردار جوزاکا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سردار موزاکا"... عمران نے ایک پھر اس کا نام بگاڑتے ہوئے کہا۔

"سردار موزاکا نہیں سردار جوزاکا احمق"... سردار جوزاکا نے غراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔ ٹھیک ہے سردار جوزاکا احمق"... عمران نے یوں سر ہلا کر کہا جیسے اسے اس کا پورا نام یاد آ گیا ہو ۔ احمق کا لقب سن کر سردار جوزاکا کا چہرہ غضبناک ہو گیا تھا۔

"باتوں میں وقت ضائع مت کرو جوزاکا ۔ اسے میدان میں دھکیل دو ۔ اناتا دیوی کی آنکھیں کھلنے والی ہیں ۔ جیسے ہی اناتا دیوی کی آنکھیں کھلیں گی ان کے درمیان مقابلہ شروع کر دیا جائے گا"... وچ ڈاکٹر رانگو نے سردار جوزاکا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جو حکم آقا"... سردار جوزاکا نے کہا اور ساتھ ہی اس نے عمران کا بازو پکڑا اور اسے کھینچنے لگا۔

"ارے ۔ ارے ۔ کہاں لے جا رہے ہو مجھے ۔ مجھے نہیں لڑنا کسی سے ۔ رک جاؤ ۔ چھوڑو مجھے"... عمران نے اس سے اپنا بازو چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا مگر سردار جوزاکا نے اسے میدان میں دھکیل دیا ۔ جیسے ہی عمران میدان میں آیا چاروں ونگولوں نے اسے گھیر لیا ۔ ان کے ہاتھوں میں بڑے بڑے کلہاڑے تھے ۔ ان کی سرخ سرخ آنکھیں عمران پر جمی ہوئی تھیں۔

"اگر تم نے یہاں سے بھاگنے کی کوشش کی تو ونگولے تمہارے ٹکڑے کر دیں گے"... سردار جوزاکا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ارے باپ رے ۔ یہ تو سچ مچ دیو لگتے ہیں ۔ میں ان کا مقابلہ کیسے کروں گا"... عمران نے باری باری ان چاروں کو دیکھتے ہوئے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جو بھی ہو ۔ تمہیں ان کا مقابلہ کرنا ہے ۔ مجھے"... سردار جوزاکا نے کہا اور پھر وہ عمران کا جواب سنے بغیر مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا اپنی کرسی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"تم چار ہو اور میں اکیلا ۔ تمہیں مجھ اکیلے سے لڑتے ہوئے شرم نہیں آئے گی"... عمران نے ونگولوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہونہہ ۔ آقاؤں نے ہمیں کس احمق سے لڑنے کے لئے بھیج دیا ہے ۔ اس جیسے پدی کے لئے تو میرے کلہاڑے کا ایک وار ہی کافی

رہے گا"... ایک ونگولے نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔

" پدی ۔ ارے بھائی ۔ میں پدی نہیں ہوں ۔ میرا نام آمی ران ہے ۔ آمی ران "... عمران نے اس کی بات سن کر اپنے مخصوص لہجے میں کہا ۔ وہ ان سے یوں بات کر رہا تھا جیسے وہ ان سے مقابلہ کرنے نہیں بلکہ ان سے ہنسی مذاق کرنے کے لئے آیا ہو۔

" آمی ران کو بھی ایک باراشاہ دے دیا جائے "... اچانک وچ ڈاکٹر رانگو نے چیخ کر کہا تو مجمع سے ایک وحشی دوڑتا ہوا آیا۔ اس کے ہاتھوں میں بالکل ایسا ہی کلہاڑا تھا جیسا ونگولوں کے پاس تھا۔ اس وحشی نے کلہاڑا عمران کی طرف بڑھا دیا۔

" یہ کیا ہے "... عمران نے اس سے کلہاڑا لے کر اسے حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا جیسے وہ کلہاڑے کو پہلی بار دیکھ رہا ہو۔

وچ ڈاکٹر اور سرداروں کی نظریں سامنے موجود اناتا دیوی کی مورتی پر جمی ہوئی تھیں جس کی آنکھیں بند تھیں ۔ یہاں تک کہ اب وحشیوں نے بھی شور مچانا بند کر دیا تھا ۔ ہر طرف گہرا سکوت طاری ہو گیا تھا ۔ وہ سب اناتا دیوی کی مورتی کی طرف دیکھ رہے تھے جس کی آنکھیں کسی بھی لمحے کھل سکتی تھیں ۔ جیسے ہی اناتا دیوی کی آنکھیں کھلتیں وچ ڈاکٹر رانگو، ونگولوں اور عمران کو مقابلہ شروع کرنے کا حکم دے دیتا ۔ ونگولوں نے اپنے کلہاڑے اس انداز میں پکڑ رکھے تھے کہ جیسے ہی وچ ڈاکٹر انہیں مقابلہ شروع کرنے کا حکم دے گا وہ عمران پر کلہاڑوں سے ایک ساتھ ٹوٹ پڑیں گے اور پہلے ہی حملے

میں عمران کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔

چاروں ونگولے عمران سے پانچ پانچ فٹ کے فاصلے پر کھڑے تھے اور عمران ان کے درمیان لاپرواہی سے کھڑا تھا۔ پھر اچانک آسمان پر چھائے ہوئے بادل گرجے اور زور سے بجلی کڑکی ۔ جیسے ہی بجلی کڑکی اچانک اناتا دیوی کی مورتی کی آنکھیں کھل گئیں ۔ اس کی آنکھیں بالکل زندہ انسانوں جیسی تھیں ۔ وہ آنکھیں گھما کر دائیں بائیں اور سامنے دیکھ رہی تھی ۔ پھر اس کی نظریں جیسے عمران پر جم گئیں ۔ جیسے ہی اناتا دیوی کی مورتی کی آنکھیں کھلیں میدان میں موجود وحشی اس کی عقیدت میں جھکتے چلے گئے۔

" اناتا دیوی کی آنکھیں کھل گئی ہیں ۔ مقابلہ شروع کیا جائے "... وچ ڈاکٹر رانگو نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا ۔ جیسے ہی وچ ڈاکٹر رانگو نے مقابلہ شروع کرنے کا حکم دیا چاروں ونگولوں نے اچانک کلہاڑوں سے عمران پر حملہ کر دیا۔

مسلسل سات دن اور چھ راتیں سفر کرتے رہنے کے بعد آخر کار انہیں دور ایک سیاہ رنگ کا جزیرہ دکھائی دے گیا۔ دن کا وقت تھا۔ ہر طرف سورج کی تیز روشنی پھیلی ہوئی تھی مگر اس روشنی کے باوجود جزیرہ انہیں سیاہ دکھائی دے رہا تھا جیسے سورج کی روشنی اس جزیرے اور جزیرے پر موجود جنگل میں پہنچ ہی نہ رہی ہو۔ ان سب کی نظریں اس جزیرے پر جمی ہوئی تھیں۔ جوں جوں جزیرہ قریب آتا جا رہا تھا ان کے دلوں کی دھڑکنیں تیز ہوتی جا رہی تھیں۔ جزیرے کے ساحل تک سیاہی ہی سیاہی پھیلی ہوئی تھی جیسے اس جزیرے کی زمین بھی سیاہ ہو۔

مسلسل سات دن سفر کرتے ہوئے ان میں سے آدھے ریڈ انڈینز سو جاتے تھے اور آدھے جاگتے رہتے تھے۔ اسی طرح سونے والوں کے بعد جاگنے والے سو جاتے تھے۔ جوزف اور سلیمان بھی آرام کرتے ہوئے تھے اس لئے وہ سب ہشاش بشاش تھے۔ دن کا وقت تھا اس لئے انہیں جزیرہ صاف نظر آ رہا تھا۔ البتہ وہاں گہری دھند تھی۔

"کیا یہی ہے وہ تاریک جزیرہ"... سلیمان نے جوزف سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ وہ دونوں بھی کشتی کے سرے پر کھڑے اس جزیرے کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"ہاں"... جوزف نے مبہم سے لہجے میں کہا۔ مسلسل سفر کرتے ہوئے وہ سب بری طرح سے تھک چکے تھے۔ سردار مناگو کے حکم سے وحشیوں نے اس خاص بوٹی کو پیس کر اس کا لیپ سا بنا لیا تھا۔ اب جبکہ انہیں جزیرہ دکھائی دے گیا تو سردار مناگو نے ان سب کو اس بوٹی کا لیپ جسموں پر لگانے کا حکم دے دیا تاکہ وہ جنگل میں جائیں تو زہریلے حشرات الارض سے محفوظ رہ سکیں۔

جوزف اور سلیمان نے بھی اس لیپ کو اپنے جسموں پر لگا لیا تھا جس کی وجہ سے ان کے جسم زردی مائل ہو گئے تھے۔ اس بوٹی سے عجیب سی بو نکل رہی تھی جو سلیمان کو بے حد ناگوار محسوس ہو رہی تھی لیکن جوزف نے چونکہ اسے اس بوٹی کی خاصیت کے بارے میں بتا دیا تھا اس لئے وہ ناچار اس بو کو برداشت کر رہا تھا۔ جوزف ٹیلی سکوپ آنکھوں سے لگائے جزیرے پر موجود جنگل کی طرف دیکھ رہا تھا وہ شاید جنگل میں نقل و حرکت چیک کر رہا تھا مگر وہاں ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ اسے تباہ شدہ ہیلی کاپٹر سے جو چشمے ملے تھے ان میں ایسی خاصیت تھی کہ ان کے گلاسز کو ایڈجسٹ کر کے بیک

وقت ٹیلی سکوپ اور نائٹ ٹیلی سکوپ کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔

جزیرے اور جنگل میں انہیں دور دور تک کوئی ذی روح دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ جوزف اور سلیمان نے بیگوں سے مشین گنیں نکال لی تھیں اور خنجر اور چند دستی بم بھی اپنی جیبوں میں ٹھونس لئے تھے جبکہ وحشی نیزے، تلواریں اور کلہاڑے لئے ہر قسم کا مقابلہ کرنے کے لئے چاک و چوبند ہو گئے تھے۔

"یاد رہے۔ ان جنگلوں میں تم نے میرا نام نہیں لینا اور نہ ہی میں تمہارا نام لوں گا۔ سمجھے تم"... جوزف نے ٹیلی سکوپ آنکھوں سے ہٹا کر سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں جانتا ہوں۔ تم بونگو اور میں وائلڈ پرنس"... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بونگو نہیں جونگو۔ میں جونگو ہوں"... جوزف نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"ایک ہی بات ہے۔ جونگو اور بونگو میں جیم اور بے کا ہی فرق ہے"... سلیمان نے کہا تو جوزف سر جھٹک کر رہ گیا۔ کشتیاں آہستہ آہستہ ساحل کے قریب جا رہی تھیں اور پھر تھوڑی ہی دیر میں ان کی کشتی ساحل سے جا لگی۔ جیسے ہی کشتی ساحل سے لگی وحشی اپنے ہتھیار لئے تیزی سے چھلانگیں مار کر پانی میں اتر گئے اور انہوں نے کشتی پکڑ کر خشکی پر کھینچ لی۔ ساحل کی ریت بھی سیاہ تھی۔ وحشی محتاط انداز

میں جنگل کی طرف دیکھ رہے تھے مگر وہاں کسی قسم کی کوئی تحریک نہیں تھی۔

جوزف، سلیمان اور سردار مناگو بھی کشتیوں سے نکل کر ساحل پر آ گئے۔ جیسے ہی انہوں نے ساحل پر قدم رکھے انہیں اپنے جسموں میں سنسناہٹ سی دوڑتی ہوئی محسوس ہوئی۔ یہ شاید شیطانی علاقے میں آنے کا اثر تھا جو انہیں جزیرے پر آتے ہی محسوس ہو گیا تھا۔ کچھ ہی دیر میں ساری کشتیاں ساحل سے آ لگیں۔ وحشی چھلانگیں مارتے ہوئے کشتیوں سے نکل کر ساحل پر آ گئے اور انہوں نے کشتیوں کو خشکی کی طرف کھینچ لیا تھا۔ جیسے ہی کشتیاں ساحل پر آئیں ان میں لگی ہوئی مشعلیں خود بخود بجھتی چلی گئیں جیسے تیز ہوا نے انہیں بجھا دیا ہو حالانکہ وہاں تیز ہوا بھی نہیں چل رہی تھی۔

"یہاں تو ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی ہے"... سلیمان نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اس کا مطلب ہے کہ فادر جوشوا نے سچ کہا تھا۔ ان راستوں سے اگر ہم جنگل میں جائیں گے تو کسی کو ہمارے بارے میں کچھ پتہ نہیں چلے گا"... جوزف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"سردار جونگو۔ ہماری مشعلیں بجھ گئی ہیں۔ آگے بہت دھند ہے کہو تو ہم دوبارہ مشعلیں روشن کر لیں"... سردار مناگو نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس نے اور اس کے ساتھیوں نے متفقہ طور پر

فیصلہ کیا تھا کہ تاریک جنگلوں میں چونکہ جونگو انہیں لے جا رہا ہے اس لئے وہ اسے اپنا سردار مانیں گے اور اس کے حکم کی تعمیل کریں گے۔ اسی لئے سردار مناگو نے جوزف کو سردار جونگو کہہ کر مخاطب کیا تھا۔

"نہیں۔ ان جنگلوں میں روشنی ہماری دشمن ہو سکتی ہے۔ ہم اس دھند میں ہی آگے بڑھیں گے"... جوزف نے کہا۔

"اوہ۔ مگر اس دھند میں ہم آگے کیسے جا سکتے ہیں۔ دھند میں نہ ہم کچھ دیکھ سکیں گے اور نہ کسی خطرے کا مقابلہ کر سکیں گے"۔ سردار مناگو نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"تم فکر مت کرو۔ میں اور میرا ساتھی آگے رہیں گے۔ دھند میں ہم ہیولوں کی طرح ہی مگر نظر آتے رہیں گے۔ تم سب ہمارے پیچھے پیچھے چلتے رہنا"... جوزف نے کہا۔

"لیکن"... سردار مناگو نے کچھ کہنا چاہا۔

"اگر تم مجھے اپنا سردار سمجھتے ہو تو جیسا کہوں ویسا کرو"... جوزف نے کرخت لہجے میں کہا تو سردار مناگو نے اثبات میں سرہلا دیا۔

"پرنس۔ نائٹ ٹیلی سکوپ آنکھوں سے لگا لو۔ ہم دونوں ساتھ چلیں گے۔ باقی افراد ہمارے پیچھے آئیں گے"... جوزف نے سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے منہ سے پرنس کا لفظ سن کر سلیمان کا چہرہ کھل اٹھا تھا۔ اس نے جلدی سے چشمے نما نائٹ ٹیلی سکوپ آنکھوں پر چڑھا لی تھی۔

"سردار مناگو۔ کشتیوں سے سارا سامان نکال لو"... جوزف نے سردار مناگو سے کہا۔

"ہم سارا سامان نکال چکے ہیں سردار"... سردار مناگو نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سرہلا دیا۔ وحشیوں کے ہاتھوں میں ان کے ہتھیاروں کے علاوہ بڑے بڑے اور لمبے لمبے ڈنڈے بھی نظر آ رہے تھے اور انہوں نے کاندھوں پر رسیوں کے گچھے ڈال رکھے تھے جو وہ جوزف کے کہنے پر ساتھ لائے تھے۔ جوزف نے ان سے دو بانس جیسے ڈنڈے پکڑے اور ایک ڈنڈا سلیمان کو دے دیا اور پھر اس نے خود بھی آنکھوں سے نائٹ ٹیلی سکوپ لگا لی۔

"تم سب ہمارے پیچھے آ جاؤ۔ ہم دو قطاروں میں آگے بڑھیں گے"... جوزف نے کہا تو سردار مناگو چیخ چیخ کر اپنے ساتھیوں کو ہدایات دینے لگا۔ چند ہی لمحوں میں ان سب نے دو قطاریں بنا لیں۔ جوزف کے پیچھے سردار مناگو تھا اور اس کے پیچھے اس کے ساتھیوں کی لمبی قطار تھی۔ اسی طرح دوسرے وحشیوں نے سلیمان کے پیچھے قطار بنا لی تھی۔ پھر جوزف اور سلیمان نے جنگل کی طرف قدم بڑھائے تو وہ سب ان کے پیچھے پیچھے چل پڑے۔ سامنے درختوں کا جھنڈ تھا۔ جوزف اور سلیمان کو ٹیلی نائٹ سکوپ نما چشموں سے اندھیرے میں صاف دکھائی دے رہا تھا۔ وہ دونوں ڈنڈے سامنے زمین پر مارتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ اگر ان کے راستے میں کوئی دلدل آ جاتی تو ان ڈنڈوں سے وہ آسانی سے ان دلدلوں کا پتہ چلا سکتے تھے۔

"کیا تم یہاں ٹارچ بھی روشن نہیں کر سکتے"... سلیمان نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں ۔ یہ تاریک جنگل ہے ۔ شیطان یہاں شیطانی روشنی تو کر سکتے ہیں مگر دوسری روشنی ان کے لئے اور خود ہمارے لئے بھی نقصان دہ ہو سکتی ہے"... جوزف نے کہا۔

"کیا مطلب"... سلیمان نے چونک کر کہا۔

"شیطان اندھیرے کی پیداوار ہے ۔ اسی لئے انہوں نے ان جنگلوں میں دھند اور تاریکی پھیلا رکھی ہے ۔ یہ دھند اس قدر گہری ہے کہ سورج کی تیز روشنی بھی ان جنگلوں میں نہیں آ سکتی ۔ اگر یہاں روشنی پھیل جائے تو ان میں سے کوئی شیطانی ذریت زندہ نہ بچے ۔ سورج کی شعاعیں چند لمحوں میں انہیں جلا کر راکھ بنا دیں گی۔

"اوہ ۔ اس طرح تو آگ بھی ان کے لئے خطرناک ہو گی"... سلیمان نے کہا۔

"ہاں ۔ شیطانی ذریتیں عموماً ناپاک اور غلیظ جانوروں کی چربی کی آگ جلاتے ہیں ۔ ایسی چربیوں سے جلنے والی آگ انہیں نقصان نہیں پہنچاتی ۔ ہاں اگر لکڑیوں کو آگ لگا دی جائے تو وہ آگ انہیں لمحوں میں فنا کر سکتی ہے"... جوزف نے کہا۔

"اگر ایسی بات ہے تو ہم ان کے قبیلے میں گھس کر ہر طرف آگ لگا دیں گے ۔ اس آگ میں وہ یقیناً زندہ جل جائیں گے اور اس طرح ہمیں ان کا زیادہ مقابلہ نہیں کرنا پڑے گا"... سلیمان نے کہا تو

جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا جیسے وہ سلیمان کی بات سے متفق ہو وہ ڈنڈے زمین پر مارتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے کہ اچانک جوزف اور سلیمان کے ڈنڈے نرم زمین سے ٹکرائے۔

"اوہ ۔ رک جاؤ ۔ آگے دلدل ہے"... جوزف نے رکتے ہوئے کہا تو اس کے پیچھے آتے ہوئے وحشی رک گئے ۔ سلیمان بھی رک گیا تھا اور اس کے پیچھے آنے والے دوسرے وحشی بھی رک گئے تھے ۔ سامنے خاصا بڑا میدانی علاقہ تھا جہاں چند ایک درخت دکھائی دے رہے تھے جو ایک دوسرے سے خاصے فاصلے پر تھے ۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اس میدان میں چند ایک درخت اگ آئے ہوں ۔ باقی میدان صاف تھا ۔ البتہ زمین پر انہیں چھوٹی چھوٹی جھاڑیاں اگی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔

"چکر کاٹ کر دوسری طرف سے چلیں"... سلیمان نے کہا۔

"نہیں ۔ یہاں چاروں طرف دلدل ہے"... جوزف نے نائٹ ٹیلی سکوپ سے ارد گرد کی زمین کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔ تو پھر ہم آگے کیسے بڑھیں گے"... سلیمان نے کہا۔

"تم سب یہیں رکو ۔ میں دیکھتا ہوں"... جوزف نے کہا اور پھر وہ ڈنڈے کو دائیں بائیں مارتا ہوا دور تک چلا گیا ۔ پھر وہ واپس آیا اور دائیں طرف گیا اور کافی آگے جا کر واپس پلٹ آیا۔

"کیا ہوا ۔ ملا کوئی راستہ"... سلیمان نے پوچھا۔

"نہیں ۔ میرا اندازہ صحیح تھا ۔ یہاں ہر طرف دلدل موجود ہے ۔

میدان میں جہاں تک الگ الگ درخت نظر آرہے ہیں وہاں دلدلیں
ہی دلدلیں ہیں ۔ میں نے دور دور تک پتھر پھینک کر چیک
ہے"... جوزف نے کہا۔ سردار منا گو کے پوچھنے پر جوزف نے اسے
بھی یہی بات بتادی۔

" اوہ ۔ پھر تو ہمارا ان دلدلوں سے گزرنا مشکل ہو جائے گا"۔
سردار منا گو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" کیا دوسری طرف میرا مطلب ہے دائیں بائیں بھی ایسا کوئی
راستہ نہیں ہے جو ہمیں آگے لے جاسکے"... سلیمان نے کہا۔

" نہیں ۔ہم جس راستے سے آئے ہیں صرف وہی راستہ صاف ہے
باقی ہر طرف دلدلیں ہیں"... جوزف نے پہلے سلیمان سے پھر منا گو
سے مخاطب ہو کر یہی جملہ کہا۔

"اس کا مطلب ہے ہم آگے نہیں جاسکتے"... سردار منا گو نے کہا۔

" نہیں ۔ہم آگے جائیں گے ۔ضرور جائیں گے اور انہی دلدلوں پر
سے گزرتے ہوئے آگے جائیں گے"... جوزف نے کہا تو اس کی بات
سن کر سردار منا گو اور اس کے ساتھی چونک پڑے۔

" کیا مطلب ۔ ہم بھلا ان دلدلوں پر سے کیسے گزر سکتے ہیں
سردار منا گو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" کیا کہہ رہا ہے سردار منا گو"... سلیمان نے جوزف سے پوچھا۔

" یہ نہیں کہہ رہا۔میں نے اس سے کہا ہے کہ ہم ان دلدلوں سے
گزر کر آگے جائیں گے"... جوزف نے کہا تو اس کی بات سن کر

سلیمان بھی چونک پڑا۔

" دلدلوں سے گزر کر ۔مگر کیسے"... سلیمان نے بھی سردار منا گو
اور اس کے ساتھیوں کی طرح حیران ہو کر کہا۔

" ان دلدلوں پر سے گزرنے کے لئے یہ درخت ہمارے لئے راستہ
بنائیں گے"... جوزف نے کہا۔

" درخت راستہ بنائیں گے ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو ۔ تمہارا کیا
خیال ہے ہم ایک درخت سے دوسرے درخت پر چھلانگیں لگاتے
ہوئے جائیں گے ۔ کیا تم دیکھ نہیں رہے کہ درختوں کا فاصلہ ایک
دوسرے سے کتنا زیادہ ہے۔ہماری ایک چھلانگ ہمیں سیدھا موت
کے منہ میں لے جائے گی"... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

" میں نے چھلانگیں لگانے کو کب کہا ہے"... جوزف نے کہا۔

" تو پھر"... سلیمان نے کہا۔اس کے لہجے میں واقعی حیرانی تھی
جیسے وہ جوزف کی بات سمجھ نہ پا رہا ہو۔

" سردار جونگو ۔ آخر تم کرنا کیا چاہتے ہو"... سردار منا گو نے
جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

" مجھے تیر کمان اور رسی کا ایک گچھا دو"... جوزف نے اس کی بات
کا جواب دینے کی بجائے اس سے کہا تو سردار منا گو نے اثبات میں سر
ہلا کر اپنے ایک ساتھی سے رسی کا گچھا، تیر کمان اور تیر لے لیا۔

" رسی نیچے رکھ کر اس کا ایک سرا مجھے پکڑا دو"... جوزف نے کہا تو
سردار منا گو نے رسی نیچے رکھی اور اس کا ایک سرا نکال کر جوزف کو

تھما دیا۔ جوزف رسی کے سرے کو تیر کے پچھلے حصے پر باندھنے لگا۔ تیر فولادی اور عام تیروں سے خاصا بڑا اور چوڑا تھا۔ منگاور قبیلے کے افراد ان تیروں سے عموماً شیر اور ہاتھوں کا شکار کرتے تھے۔ شیر کی کھالیں ان کے لباس بنانے کے کام آتی تھیں جبکہ ہاتھی کے دانت سے وہ تلواروں کے دستے بناتے تھے۔ ان کا ایک تیر ہی شیر اور ہاتھی کے لئے کافی ہوتا تھا۔

"یہ تم کیا کر رہے ہو"... رسی کے سرے کو تیر کے پچھلے حصے پر باندھتے دیکھ کر سلیمان نے کہا۔ سردار مناگو اور اس کے ساتھی بھی حیرت بھری نظروں سے جوزف کی طرف دیکھ رہے تھے۔ ان کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ ان کا سردار آخر کیا کر رہا ہے۔

"دیکھتے جاؤ"... جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے رسی کو تیر سے مضبوطی کے ساتھ باندھ کر اسے کمان پر چڑھا لیا۔ سردار مناگو نے رسی کے گچھے کو اس انداز میں نیچے رکھا تھا کہ اگر جوزف تیر چلاتا تو رسی اس گچھے سے آسانی سے نکل کر تیر کے ساتھ آگے بڑھتی چلی جاتی۔ جوزف نے کمان میں تیر رکھ کر اس کا چلہ پوری قوت سے کھینچا اور تیر کا رخ دور موجود درخت کی طرف کر کے اس نے یکلخت چلہ چھوڑ دیا۔ کمان سے تیر برق رفتاری سے نکلا اور رسی کو لیتا ہوا سیدھا درخت کی جانب بڑھتا چلا گیا اور پھر ٹھک کی آواز کے ساتھ وہ اس درخت کے موٹے تنے کے اوپر والے حصے میں دھنستا چلا گیا۔

جوزف نے چونکہ پوری قوت سے تیر چلایا تھا اس لئے وہ آدھے

سے زیادہ تنے میں جا گھسا تھا۔ رسی کے گچھے کا کافی بڑا حصہ وہیں پڑا تھا جوزف نے رسی کے گچھے کو اٹھایا اور وائیں طرف موجود درخت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"اوہ۔ میں سمجھ گیا۔ تم دونوں درختوں کے درمیان رسی تان رہے ہو تاکہ ہم سب اس سے لٹکتے ہوئے دوسرے درخت تک پہنچ جائیں"... سلیمان نے اچانک اچھلتے ہوئے کہا۔

"شکر ہے۔ تم جیسے بے عقل کو کچھ سمجھ تو آیا"... جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔ سردار مناگو اور اس کے ساتھی بھی جوزف کو رسی دوسرے درخت کی طرف لے جاتے دیکھ کر سمجھ گئے تھے کہ سردار جونگو کیا کرنا چاہتا ہے۔

"بہت خوب سردار جونگو۔ تم واقعی عقل مند ہو۔ اس طریقے سے بھی ان دلدلوں کو پار کیا جا سکتا ہے ایسا تو مجھے خیال بھی نہیں آ سکتا تھا"... سردار مناگو نے جوزف کی تعریف کرتے ہوئے کہا تو جوزف مسکراتا ہوا درخت پر چڑھ گیا اور اس نے رسی کو کئی ڈالیوں کے ساتھ بل دے کر اسے مضبوطی سے باندھ دیا۔ اب دونوں درختوں کے درمیان رسی کسی سخت تار کی طرح تنی نظر آرہی تھی۔ درخت سے رسی باندھ کر جوزف نیچے آگیا تھا۔

"کیا یہ رسی تم جیسے دیو اور باقی افراد کا وزن سہار لے گی"... سلیمان نے جوزف سے پوچھا۔

"ہاں۔ کافی مضبوط رسی ہے۔ اگر ایک ایک کر کے دوسرے

درخت کی طرف جایا جائے تو رسی کو کچھ نہیں ہو گا"... جوزف نے کہا۔

" اور اگر دوسرے درخت سے تیر نکل گیا تو پھر"... سلیمان نے کہا۔

" نہیں ۔ تیر پوری قوت سے تنے میں گڑا ہوا ہے ۔ وہ آسانی سے نہیں نکل سکے گا"... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" یہ ضروری تو نہیں کہ سردار مناگو کے تمام ساتھی راپ کراسنگ کر سکیں"... سلیمان نے کہا تو جوزف نے سردار مناگو سے پوچھا کہ کیا اس کے ساتھی رسیوں سے لٹک کر دوسری طرف جا سکتے ہیں یا نہیں تو سردار مناگو نے کہا وہ بے فکر رہے ۔ وہ اور اس کے ساتھی یہ فن جانتے ہیں۔

" تمہارا طریقہ انوکھا اور انتہائی حیرت انگیز ہے سردار مناگو ۔ ہم سب اس طریقے سے واقعی دلدلوں میں گرنے سے بچ جائیں گے ۔ مگر ایک ایک کر کے ان رسیوں سے لٹک کر آنے جانے میں ہمیں بہت وقت لگے گا ۔ ان دلدلوں کا سلسلہ نجانے کہاں تک پھیلا ہوا ہے اور ہمیں نجانے کب تک رسیوں سے لٹک لٹک کر آگے جانا پڑے"... سردار مناگو نے جوزف سے کہا۔

" جو بھی ہو ۔ جو کام ہم نے کرنا ہے وہ ضرور کرنا ہے ۔ میں نے دیکھ لیا ہے دلدلوں کی تعداد زیادہ تو ہے مگر ہمیں تقریباً دس درختوں کے درمیان اسی طرح رسیاں باندھنا ہوں گی ۔ کافی دور میں درختوں

کا گھنا سلسلہ دیکھ رہا ہوں ۔ دلدلی علاقوں میں درختوں کی تعداد کم ہوتی ہے مگر جہاں درخت بکثرت ہوں وہاں دلدلیں نہ ہونے کے برابر ہوتی ہیں"... جوزف نے کہا ۔ اس نے واقعی نائٹ ٹیلی سکوپ سے دیکھ لیا تھا کہ دور درختوں کا طویل سلسلہ پھیلا ہوا ہے ۔ انہیں زیادہ سے زیادہ دس درختوں تک لٹک کر جانا پڑے گا ۔ اس کے بعد شاید انہیں صاف زمینی راستہ مل جاتا۔

جوزف نے ایک وحشی سے چند تیر اور رسیوں کے گچھے لئے اور انہیں کاندھے پر ڈال کر دوبارہ اس درخت پر چڑھتا چلا گیا جس پر اس نے رسی باندھی تھی ۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسی پکڑی اور اسے پوری قوت سے کھینچنے لگا مگر دوسری طرف تیر بری طرح سے درخت میں گڑا ہوا تھا اور تیر پر جس طرح جوزف نے رسی باندھی تھی وہ کسی بھی طرح نہ ٹوٹ سکتی تھی اور نہ ہی کھل سکتی تھی ۔ اس کی مضبوطی کا اندازہ لگا کر جوزف نے دونوں ہاتھوں سے رسی پکڑی اور پھر وہ اس رسی پر جھول گیا۔

اسے رسی پر جھولتے دیکھ کر ایک لمحے کے لئے سلیمان، سردار مناگو اور اس کے ساتھیوں کے دل دھک سے رہ گئے تھے مگر جوزف کو بدستور رسی سے لٹکتا دیکھ کر ان کے چہروں پر سکون آ گیا تھا ۔ جوزف رسی پر لٹکتا ہوا تیزی سے دوسرے درخت کی طرف بڑھتا چلا گیا چند ہی لمحوں میں وہ دوسرے درخت پر تھا ۔ دوسرے درخت پر جا کر اس نے درخت میں اپنے پیر پھنسائے اور پھر وہ دوسرے تیر پر پہلے کی

طرح رسی باندھنے لگا۔ دوسرے تیر پر رسی باندھ کر اس نے رسی کا گچھا کھولا اور پھر تیر کمان میں چڑھا کر اسے اگلے درخت پر مار دیا۔ تیر دوسرے درخت میں جا گھسا تو جوزف نے باقی رسی درخت سے باندھنی شروع کر دی یہاں تک کہ اگلے تنے کے ساتھ دوسری رسی بھی تن گئی تو جوزف اس رسی پر جھولتا ہوا اگلے درخت کی طرف چل دیا۔

اسے اگلے درخت کی طرف جاتا دیکھ کر سردار منا گو آگے بڑھا اور پہلے درخت پر چڑھ کر رسی سے جھول گیا اور پھر وہ بھی جوزف کی طرح رسی پر لٹکتا ہوا اگلے درخت پر پہنچ گیا۔ اس کے بعد ایک ایک کر کے وہ سب ان رسیوں پر جھولتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ جوزف آگے سے آگے رسیاں باندھتا جا رہا تھا۔ وہ ان سب سے کافی آگے نکل گیا تھا۔ اب تک سات رسیاں بندھ چکی تھیں جن پر سلیمان اور دوسرے ریڈ انڈینز جھولتے ہوئے آگے جا رہے تھے۔ رسیوں کی مضبوطی کا اندازہ لگا کر دو دو افراد نے ان رسیوں پر لٹکنا شروع کر دیا تھا۔ ہر درخت پر چار چار چھ چھ افراد موجود تھے جو باری آنے پر اگلی رسی سے لٹک کر آگے بڑھ رہے تھے۔

وہ اسی طرح رسیوں پر لٹکتے ہوئے آگے بڑھتے جا رہے تھے کہ اچانک جنگل سے انہوں نے سرخ انگارے سے اڑ کر آتے دیکھے۔ ان انگاروں کو اڑتے دیکھ کر ریڈ انڈینز کا رنگ فق ہو گئے تھے۔ انہوں نے ایک ہی نظر میں پہچان لیا تھا کہ سرخ انگاروں کی شکل میں ان کی

طرف سرخ مکھیاں آ رہی تھیں جو جانداروں کے جسموں سے چمٹ کر انہیں لمحوں میں چٹ کر جاتی تھیں۔ ان سب نے چونکہ خاص بوٹی کا اپنے جسموں پر لیپ کر رکھا تھا اس لئے مکھیاں ان سے دور دور اڑ رہی تھیں مگر پھر اچانک ان مکھیوں نے رسیوں سے لٹکے ہوئے ریڈ انڈینز پر جھپٹنا شروع کر دیا۔

سرخ مکھیوں کو اپنی طرف جھپٹتے دیکھ کر ریڈ انڈینز خوف سے چیخ پڑے تھے اور ان میں سے کئی ریڈ انڈینز نے رسیاں چھوڑ دی تھیں جس کے نتیجے میں وہ دلدل میں جا گرے تھے۔ انہیں اس طرح سرخ مکھیوں میں گھرے دیکھ کر اور دلدل میں گرتے دیکھ کر دوسرے ریڈ انڈینز کی آنکھیں پھٹ پڑی تھیں۔ جو ریڈ انڈینز دلدل میں گرے تھے ان کی کسی بھی طرح سے مدد نہیں کی جا سکتی تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ اس دلدل میں دھنستے چلے گئے۔ ان کا یہ حشر دیکھ کر باقی ریڈ انڈینز کے اوسان خطا ہو گئے تھے۔ جوزف اور سلیمان نے بھی ریڈ انڈینز پر سرخ مکھیوں کے جھپٹنے اور انہیں دلدل میں گرتے دیکھا تھا سرخ مکھیاں ہر طرف بھنبھناتی ہوئی اڑ رہی تھیں۔ وہ ان سب سے جھپٹنے کی کوشش ضرور کر رہی تھیں مگر بوٹی کی تیز بو کی وجہ سے وہ ان کے قریب نہیں آ رہی تھیں۔

"ان مکھیوں سے مت ڈرو۔ جب تک تمہارے جسموں پر بوٹی کا لیپ ہے یہ تم پر حملہ نہیں کریں گی۔ اپنا سفر جاری رکھو اور اسی طرح آگے بڑھتے رہو"... جوزف نے چیخ کر پہلے سلیمان سے پھر ریڈ

انڈیز سے مخاطب ہو کر کہا۔ ریڈ انڈیز نے بھی یہ بات محسوس کر لی
تھی کہ واقعی مکھیاں صرف ان پر جھپٹ رہی تھیں مگر ان کے قریب
آتے ہی تیزی سے پلٹ جاتی تھیں۔ دس ریڈ انڈیز مکھیوں کے
اچانک جھپٹنے سے خوفزدہ ہو کر دلدل میں جا گرے تھے۔

جوزف کے کہنے پر سردار منا گو نے بھی اپنے ساتھیوں اور انہوں
نے پیچھے اپنے ساتھیوں کو سمجھایا تو انہوں نے دوبارہ رسیوں پر سفر
کرنا شروع کر دیا۔ مکھیاں بدستور ان پر جھپٹ رہی تھیں مگر اب وہ
ان کی پرواہ کئے بغیر لٹکتے ہوئے آگے سے آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ بے
خوف ہونے کے باوجود مزید چھ ریڈ انڈیز سرخ مکھیوں کے خوف سے
دلدل میں جا گرے تھے مگر انہوں نے اپنا سفر ترک نہیں کیا تھا۔
طویل اور تھکا دینے والے اس انوکھے اور حیرت انگیز سفر نے ان سب
کا برا حال کر دیا تھا۔ جوزف درخت پر رسیاں باندھتا ہوا درختوں کے
ایک جھنڈ میں جا پہنچا تھا۔ وہاں جا کر اس نے ارد گرد کا بغور جائزہ لیا
تھا مگر واقعی اس طرف اور کوئی دلدل نہیں تھی۔

بری طرح تھکے ہوئے وہ سب ایک ایک کر کے آخر کار جوزف
تک پہنچ گئے اور پھر وہ سب جیسے ایک جگہ گر گئے۔ ان میں سے اب
کسی میں اٹھنے یا آگے بڑھنے کی طاقت باقی نہیں رہی تھی۔ سلیمان
اور سردار منا گو بھی تھک گئے تھے اور وہیں جھاڑیوں میں لیٹ گئے
تھے۔ زمین پر ہر طرف کیڑے مکوڑے رینگتے پھر رہے تھے مگر بوٹی کے
اثر سے وہ ان سے دور رہے تھے۔

تیز بو کی وجہ سے سرخ مکھیوں نے بھی ان کا پیچھا چھوڑ دیا تھا۔
جوزف بھی ایک درخت کے تنے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا تھا۔ وہ جانتا
تھا کہ جب تک وہ اور اس کے سبھی ساتھی سستا نہیں لیں گے آگے
نہیں بڑھ سکیں گے۔ ابھی انہیں وہاں پہنچے ہوئے تھوڑی ہی دیر
گزری ہو گی کہ اچانک انہوں نے ایک تیز اور خوفناک پھنکار سنی۔
اس پھنکار کی آواز سن کر وہ سب بوکھلا کر اٹھ بیٹھے۔

پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتے اچانک سامنے موجود بڑی بڑی
جھاڑیوں میں سے ایک بہت بڑا اژدھا پھنکارتا ہوا ان کے سامنے آگیا
اس اژدھے کا وجود بے حد بڑا تھا۔ وہ لمبائی میں کئی فٹ لمبا تھا اور
اس کی چوڑائی کسی بھی طرح کسی ہاتھی کے وجود سے کم نہ تھی۔ اس
کا پھن پھیلا ہوا تھا اور اس کا منہ کھلا ہوا تھا جو ایک غار کے دہانے
کی طرح دکھائی دے رہا تھا۔ جھاڑیوں سے نکل کر وہ پھن اٹھا کر
کھڑا ہو گیا تھا اور بڑی بڑی آنکھوں سے ان سب کی طرف دیکھ رہا تھا
اس کے کھلے ہوئے منہ سے پھنکاریں نکل رہی تھیں جن سے ان کے
کان پھٹے جا رہے تھے۔

" یہ ڈومیگلا اژدھا ہے جسے دنیا کا سب سے بڑا اور خوفناک اژدھا
سمجھا جاتا ہے۔ یہ ایک وقت میں دس دس ہاتھی نگل جاتا ہے"...
سردار منا گو نے خوف سے کانپتے ہوئے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔
جوزف درخت کے تنے سے ٹیک لگائے گہری نظروں سے اس
خوفناک اژدھا کو دیکھ رہا تھا جبکہ اتنے بڑے اژدھے کو دیکھ کر

سلیمان کے جسم میں کپکپاہٹ سی طاری ہو گئی تھی اور وہ فوراً ایک درخت کے پیچھے جا چھپا تھا۔ ریڈ انڈینز بھی اپنی جگہوں پر جیسے بت بن گئے تھے اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس خوفناک اژدھے کو دیکھ رہے تھے۔

"خبردار۔ جو جہاں ہے وہیں رہے۔ جب تک تم میں سے کوئی حرکت نہیں کرے گا یہ اژدھا اس پر حملہ نہیں کرے گا۔ جیسے ہی تم میں سے کسی نے حرکت کی یہ اس پر جھپٹ پڑے گا"۔ جوزف نے چیختے ہوئے کہا تو وہ سب اپنی اپنی جگہوں پر ساکت ہو گئے۔

"جو۔ جو۔ جونگو۔ یہ اژدھا تو پہاڑ جتنا بڑا ہے۔ یہ ہم سب کو نگل بھی لے گا اور ڈکار بھی نہیں لے گا"... سلیمان نے جوزف سے مخاطب ہو کر کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"چپ رہو"... جوزف نے کہا۔ اژدھے کی گردن ہل رہی تھی۔ وہ سرخ سرخ آنکھوں سے ان سب کو دیکھ رہا تھا۔ پھر اچانک وہ حرکت میں آیا اور ایک ریڈ انڈینز کی طرف بڑھنے لگا۔ اسے اپنی طرف آتے دیکھ کر ریڈ انڈینز کے منہ سے ڈری ڈری چیخیں نکل گئی تھیں۔ وہ جانتے تھے کہ اگر یہ اژدھا ان پر سے گزر بھی گیا تو ان سب کی ہڈیوں کا سرمہ بن کر رہ جائے گا۔

"خبردار۔ خبردار۔ جیسے ہو ویسے ہی پڑے رہو۔ بھاگنے یا ادھر ادھر ہونے کی ہرگز کوشش نہ کرنا"۔ جوزف نے ان کو خوفزدہ ہوتے دیکھ کر چیختے ہوئے کہا۔ اژدھا آہستہ آہستہ ان کی طرف بڑھ رہا تھا۔

اس کے کھلے ہوئے منہ سے نکلنے والی پھنکاریں بھی تیز ہوتی جا رہی تھیں۔ اچانک ایک ریڈ انڈین کے منہ سے زوردار چیخ نکلی اور وہ اٹھ کر تیزی سے ایک طرف بھاگتا چلا گیا۔ اسے چیخ کر بھاگتے دیکھ کر اژدھا فوراً اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ اس ریڈ انڈین کی طرف لپکتا اچانک جوزف کا دایاں ہاتھ حرکت میں آیا اور اس کے ہاتھ سے کوئی چیز نکل کر اژدھے کے کھلے ہوئے منہ میں جا پڑی۔ ایک لمحے کے لئے اژدھا ٹھٹھک گیا۔

"زمین سے چپک جاؤ۔ جلدی"... جوزف نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں نجانے کیا اثر تھا کہ کھڑے اور بیٹھے ہوئے ریڈ انڈینز فوراً زمین پر جا گر گئے۔ اسی لمحے ایک زوردار دھماکہ ہوا اور اژدھے کا سر اس کی گردن سمیت یکلخت غائب ہو گیا۔ خون اور گوشت کے لوتھڑوں کی بارش ہوئی اور وہ ان وحشیوں کے جسموں پر گرتے چلے گئے۔ اژدھے کی گردن سے خون کا فوارہ سا پھوٹ پڑا تھا اور اس کا بغیر سر کا جسم تیزی سے مڑتا چلا گیا اور یوں بل کھانے لگا جیسے رسیوں کو بل دیا جاتا ہے۔ چند ہی لمحوں میں وہ بل کھاتا ہوا ساکت ہو گیا۔

"تت۔ تم نے اس اژدھے کے منہ میں ہینڈ گرنیڈ پھینکا تھا"... سلیمان نے درخت کے پیچھے سے نکل کر جوزف کی طرف آتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں بدستور خوف تھا۔

"ہاں۔ اتنے بڑے اژدھے پر اگر میں فائرنگ کرتا تو یہ مرتے

مرتے بھی بے شمار افراد کو ہلاک کر دیتا اس لئے میں نے ایک ہینڈ گرنیڈ کی پن نکال کر اس کے منہ میں پھینک دیا تھا ۔ ہینڈ گرنیڈ شاید اس کے حلق میں پھنس گیا تھا جس کی وجہ سے اس کا سر اڑ گیا تھا"... جوزف نے کہا ۔ اژدھے کو ہلاک ہوتے دیکھ کر ریڈ انڈینز بھی اٹھنا شروع ہو گئے تھے ۔ ان سب کے چہروں پر شدید حیرت تھی ۔ شاید انہیں اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ اژدھا ہلاک ہو چکا ہے ۔ انہوں نے دھماکے کے ساتھ اژدھے کا سر اچانک غائب ہوتے دیکھا تھا ۔ اس کے سر کے لوتھڑوں اور خون سے کئی ریڈ انڈینز کے جسم لتھڑ گئے تھے مگر ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ دھماکہ کیسا تھا اور یکلخت اس اژدھے کا اتنا بڑا سر کیسے پھٹ گیا تھا ۔

" س ۔ س ۔ سردار جونگو ۔ کیا اس خوفناک اژدھے کو تم نے ہلاک کیا ہے"... سردار مناگو نے جوزف سے پوچھا ۔

" ہاں ۔ اگر میں اسے ہلاک نہ کرتا تو یہ ہم سب کو نگل جاتا"... جوزف نے اثبات میں سر ہلا کر کہا ۔

" اوہ ۔ مگر تم نے اسے ہلاک کیسے کیا ہے ۔ اس کا سر دھماکے سے کس طرح پھٹ گیا تھا"... سردار مناگو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو جوزف نے انہیں ہینڈ گرنیڈ کے بارے میں بتا دیا ۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ حیرت انگیز"... سردار مناگو نے کہا ۔ جوزف نے ایک ہینڈ گرنیڈ نکال کر اس کے ہاتھوں دے تھما دیا جسے وہ اور اس کے ساتھی پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے ۔ انہیں اپنی آنکھوں

پر یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ لوہے کا یہ چھوٹا سا گولہ اس قدر بڑے اور طاقتور اژدھے کو ایک لمحے میں ہلاک کر سکتا ہے ۔ سردار مناگو نے اس گولے سے خوفزدہ ہو کر گولہ فوراً جوزف کو واپس دے دیا تھا ۔ اس کا اور اس کے ساتھیوں کا خوف دیکھ کر جوزف اور سلیمان بے اختیار مسکرا دیئے تھے ۔ پھر انہوں نے وہاں کچھ دیر اور آرام کیا اور پھر وہ دوبارہ آگے روانہ ہو گئے جہاں ان کے لئے ایک نئی مصیبت تیار تھی ۔

جیسے ہی ونگولوں نے کلہاڑوں سے عمران پر حملہ کیا عمران یکلخت
اچھلا اور اڑتا ہوا ان کے درمیان سے نکلتا چلا گیا۔ اس نے فضا میں
قلابازی کھائی اور پھر وہ ایک ونگولے کے پیچھے آ کھڑا ہوا۔ اس سے
پہلے کہ ونگولے اس کی طرف پلٹتے عمران نے اپنے آگے کھڑے
ونگولے کی کمر میں زور دار لات جما دی۔ ونگولا جھٹکا کھا کر اچھلا اور
دوسرے ونگولے سے ٹکرایا اور وہ دونوں ونگولے گرتے چلے گئے۔

عمران کو اس طرح چھلانگ لگا کر ونگولوں کے درمیان سے نکلتے
اور ونگولے کو لات مار کر گراتے دیکھ کر وہاں موجود تمام وحشیوں
کی آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں۔ انہیں جیسے اپنی
آنکھوں پر یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ ونگولوں کے اچانک اور خوفناک
حملے سے یہ احمق نظر آنے والا انسان اس طرح بچ بھی سکتا ہے۔ اس
سے پہلے کہ ونگولے اس پر دوبارہ حملہ آور ہوتے عمران نے اپنا کلہاڑا

مین پر پھینکا اور اس نے اچانک اچھل کر دوسرے دونوں ونگولوں
کے سینوں پر ٹانگیں مار کر انہیں بھی گرا دیا۔ ان کے ہاتھوں سے
لہاڑے نکل کر دور جا گرے تھے۔

"ارے۔ تم چاروں یہاں زمین چاٹنے کے لئے آئے ہو کیا۔ اٹھو
ر میرا مقابلہ کرو ورنہ وچ ڈاکٹر اور تمہاری اناتا دیوی تم سے
راض ہو جائیں گے"... عمران نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
ں کی بات سن کر چاروں ونگولے غراتے ہوئے تیزی سے اٹھ کر
ڑے ہو گئے۔ اب دو ونگولوں کے پاس کلہاڑے تھے۔ جن
نگولوں کے کلہاڑے گر گئے تھے وہ اٹھ کر ان کلہاڑوں کو اٹھانے
ے لئے اس طرف بڑھ گئے تھے۔ کلہاڑا بردار ونگولوں نے چھلانگیں
ائیں اور ایک بار پھر بجلی کی سی تیزی سے عمران پر حملہ آور ہو گئے۔
ہوں نے ایک بار پھر عمران کو ایک ساتھ کلہاڑے مارنے کی
شش کی تھی مگر عمران نے اچانک ایک ٹانگ پر گھومتے ہوئے
یک ونگولے کے پہلو میں اس انداز میں کک ماری کہ وہ دوہرا ہو کر
سرے ونگولے سے ٹکرایا اور وہ دونوں ایک بار پھر الٹ کر گر
ے۔

جن ونگولوں کے کلہاڑے گرے تھے وہ کلہاڑے لے کر تیزی
ے عمران کی طرف آ رہے تھے۔ جیسے ہی وہ حملہ کرنے کے لئے
ران کے قریب آئے عمران نے مارشل آرٹ کا بہترین مظاہرہ کرتے
ئے انہیں ایک بار پھر دور اچھال دیا۔ جیسے ہی وہ دونوں گرے

پہلے سے گرا ہوا ایک ونگولا اٹھا اور اس نے عمران کی ٹانگوں پر کلہا
مارنے کی کوشش کی مگر عمران تیزی سے اچھلا اور ونگولے کا کلہا
اس کے پیروں کے نیچے سے نکلتا چلا گیا۔ عمران نے اچھلتے ہی اپ
جسم کو تیزی سے گھمایا اور ایک زوردار کک ونگولے کی گردن پر جڑ
ونگولے کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی اور وہ اچھل کر کئی فٹ
دور جا گرا۔

تینوں وچ ڈاکٹر، سردار جوزاکا اور قبیلے کے وحشی حیرت سے
آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس عجیب و غریب انسان کو دیکھ رہے تھے جو
دیکھنے میں انہیں بالکل احمق معلوم ہو رہا تھا لیکن اس نے جس تیزی
اور حیرت انگیز داؤ پیچ استعمال کرتے ہوئے ونگولوں کے حملے ناکام
بنائے تھے اور انہیں وہ جس طرح سے اچھال اچھال کر پھینک رہا تھا
ان کی عقلیں جامد ہو کر رہ گئی تھیں۔ چاروں ونگولے ایک بار پھر
اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور عمران کی جانب خونخوار نظروں سے دیکھ
رہے تھے۔ انہیں بھی اس لڑائی کی کچھ سمجھ نہیں آئی تھی۔ وہ ان کے
سامنے پارے کی طرح تڑپتا تھا اور اچھل کر انہیں جس انداز میں
ٹانگیں مارتا تھا وہ کسی بھی طرح خود کو اس کے حملوں سے نہ بچا
پاتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ اس قدر طاقتور اور بھاری بھرکم ہونے کے
باوجود وہ عمران سے ٹانگیں کھا کر کئی بار گر چکے تھے۔

"یہ تم کیا کر رہے ہو۔ ایک معمولی انسان تم جیسے چار ونگولوں
سے نہیں سنبھالا جا رہا"... سردار جوزاکا نے حلق کے بل چیخ کر

ونگولوں سے کہا۔ اس کا چہرہ غصے سے بگڑا ہوا تھا۔ شاید عمران کے
ہاتھوں ونگولوں کو بار بار زمین چاٹتے دیکھ کر اسے شدید غصہ آ گیا تھا
سردار جوزاکا کا غصیلہ لہجہ سن کر چاروں ونگولے ایک بار پھر جوش
میں آ گئے تھے۔ وہ ایک ساتھ کلہاڑے لے کر بڑے جارحانہ انداز
میں عمران کی طرف بڑھے۔ اس بار عمران نے اپنی جگہ سے ہلنے کی
کوشش بھی نہیں کی تھی۔

جیسے ہی ونگولے کلہاڑے لے کر اس پر حملہ آور ہوئے عمران نے
بجلی کی طرح تڑپ کر نہ صرف ان کے کلہاڑوں سے خود کو بچایا بلکہ
اس نے زمین پر لوٹنی لگا کر ایک ونگولے کی پنڈلیوں میں ٹانگیں مار کر
اسے نیچے گرا دیا۔ تین ونگولے اس پر جھپٹے ہی تھے کہ عمران نے
زمین پر قلابازی کھائی اور تیزی سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ ونگولے
اس کے قریب آئے ہی تھے کہ عمران اچھلا اور اس نے اپنے جسم کو
پھرکی کی طرح گھماتے ہوئے ایک ونگولے کے پیٹ میں لات ماری
اور دوسرے ونگولے کی گردن پر کھڑی ہتھیلی کا وار کرتے ہوئے
تیسرے ونگولے کے قریب آ گیا۔

اس نے اچانک اس اٹھتے ہوئے ونگولے کے ہاتھ سے کلہاڑے
کو پکڑا اور فضا میں اٹھ کر تیزی سے گھوم گیا جس کی وجہ سے ونگولا
بھی گھوم گیا تھا۔ عمران نے اس کا کلہاڑا پکڑتے ہوئے اپنے جسم کو
اٹھایا اور اس کے سر سے ہوتا ہوا عین اس کے پیچھے آ گیا۔ اس سے
پہلے کہ ونگولا اس کی طرف مڑتا عمران نے جھٹکا دے کر اس کا کلہاڑا

چھین لیا اور پھر جیسے ہی ونگولا اس کی طرف مڑا عمران نے کلہاڑا عین
اس کی گردن پر مار دیا۔ کچ کی آواز کے ساتھ اس ونگولے کا سر کٹ کر
دور جا گرا۔ سر کٹتے ہی اس کی گردن سے یکلخت خون کا فوارہ سا پھوٹ
پڑا تھا۔ سر کٹا ونگولا چند لمحوں کے لئے بت بنا کھڑا رہا پھر بری طرح
ہاتھ پیر مارتا ہوا گر گیا اور تڑپتے تڑپتے ہلاک ہو گیا۔

ایک ونگولے کو اس طرح ہلاک ہوتے دیکھ کر دوسرے ونگولے
اور وہاں موجود تمام افراد دنگ رہ گئے تھے۔ عمران نے اس موقع کا
فائدہ اٹھاتے ہوئے کلہاڑا دوسرے ونگولے پر کھینچ مارا۔ ونگولے نے
کلہاڑے سے بچنے کے لئے چھلانگ لگانی چاہی مگر بجلی کی سی تیزی سے
گھومتے ہوئے کلہاڑے کا پھل عین اس کے سینے میں جا گھسا۔ اس
ونگولے کے حلق سے ایک دلخراش چیخ نکلی اور وہ اچھل کر نیچے گرا اور
بری طرح تڑپنے لگا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ بھی ساکت ہو گیا۔

اپنے دونوں ساتھیوں کو عمران کے ہاتھوں ہلاک ہوتے دیکھ کر
باقی دو ونگولوں کا غصے سے برا حال ہو گیا تھا۔ ان کی آنکھیں مزید
سرخ ہو گئی تھیں اور ان کے منہ سے عجیب اور خوفناک آوازیں نکلنا
شروع ہو گئی تھیں جبکہ قبیلے والے، سردار جوزاکا اور تینوں وچ ڈاکٹر
آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس طرح ہلاک ہوتے ہوئے ونگولوں کو دیکھ
رہے تھے۔ باقی دو ونگولوں نے زوردار چیخیں ماریں اور پھر وہ نہایت
خوفناک انداز میں عمران پر حملے کرنے لگے۔ اس بار ان کے حملے بے
حد تیز اور انتہائی حد تک جارحانہ تھے۔ وہ کلہاڑے اٹھا اٹھا کر عمران

کو مارنے کی کوشش کر رہے تھے مگر ان کے مقابلے میں عمران تھا جو
بڑے اطمینان سے ادھر ادھر اچھلتا ہوا خود کو ان کے حملوں سے بچا
رہا تھا۔

پھر ونگولوں نے حملے روک دیئے اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو
دیکھنے لگے جیسے ان کی سمجھ میں نہ آ رہا ہو کہ وہ کیسے اس پر وار کریں
کہ وہ ان کے ہاتھوں ہلاک ہو جائے۔ پھر اچانک ایک ونگولے نے
عمران کی طرح اس پر کلہاڑا کھینچ مارا۔ کلہاڑا تیزی سے فضا میں گھومتا
ہوا عمران کی طرف بڑھا۔ جیسے ہی کلہاڑا گھومتا ہوا عمران کے قریب
آیا عمران نے نہ صرف کمان کی طرح جھک کر اس کلہاڑے سے خود
کو بچایا بلکہ اس نے بجلی کی سی تیزی سے جھپٹا مار کر راستے میں ہی
کلہاڑے کا دستہ پکڑ لیا اور پھر اس نے سیدھا ہوتے ہوئے اسی تیزی
سے کلہاڑا اس ونگولے کی طرف پھینک دیا جس نے کلہاڑا مارا تھا۔

کلہاڑا ایک جھٹکے سے اس ونگولے کے سینے پر پڑا اور اس کی
پسلیوں کو توڑتا ہوا اس کے دل کو کاٹتا چلا گیا۔ اس کے منہ سے چیخ
بھی نہ نکل سکی تھی۔ وہ لہرایا اور بری طرح سے خون اگلتا ہوا گر گیا۔

اب عمران کے مقابلے میں صرف ایک ونگولا باقی تھا۔

"تم نے میرے تین ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ میں تمہیں
اپنے ہاتھوں سے ماروں گا۔ میں تمہارے ٹکڑے کر دوں گا"... اس
ونگولے نے کلہاڑا ایک طرف پھینکتے ہوئے کہا اور پھر وہ دھم دھم
پاؤں مارتا ہوا عمران کی طرف بڑھا۔ عمران تمسخرانہ نظروں سے اس

کی طرف دیکھ رہا تھا۔ ونگولے نے قریب آکر عمران کو جھپٹ کر پکڑنے کی کوشش کی مگر عمران تیزی سے نیچے ہو گیا اور اس نے نیچے ہوتے ہی ونگولے کے پیٹ میں زور دار مکا مار دیا۔ ونگولے کے حلق سے ایک درد ناک چیخ نکلی اور وہ دوہرا ہوتا چلا گیا۔ عمران نے آگے بڑھ کر دونوں ہاتھوں سے اس کی گردن پکڑی اور فضا میں اچھل کر اس نے اپنے جسم کو اس انداز میں ہوا میں گھمایا کہ ونگولا بھی اس کے ساتھ گھومتا چلا گیا۔ ونگولا عمران کے ہاتھ سے نکل کر گھومتا ہوا دور جا گرا لیکن اس نے اٹھنے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہیں لگائی تھی یہ ونگولا پہلے تین ونگولوں سے کہیں زیادہ لمبا تڑنگا، طاقتور اور ضخیم معلوم ہو رہا تھا۔ عمران نے جس طرح اسے دور پھینکا تھا اس کا چہرہ غصے کی شدت سے اور زیادہ سیاہ ہو گیا تھا۔

"آؤ۔ آؤ۔ کالے بھوت۔ رک کیوں گئے ہو۔ آؤ تاکہ میں تمہیں چھٹی اور ساتویں کا دودھ یاد دلا دوں جو تم نے کسی گدھی کا پیا ہو گا"... عمران نے اس کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا تو ونگولے کے حلق سے ایک خوفناک غراہٹ نکلی۔ اس نے اچانک پوری قوت سے عمران کی طرف چھلانگ لگا دی۔ وہ کسی توپ سے نکلے ہوئے گولے کی طرح اڑتا ہوا عمران کی طرف آیا تھا جیسے وہ سر کی ٹکر عمران کے سینے پر مارنا چاہتا ہو۔ جیسے ہی وہ عمران کے نزدیک آیا عمران بجلی کی سی تیزی سے ایک پیر پر گھوم گیا مگر ونگولے نے کمال پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے فضا میں اپنا رخ پلٹا اور اس نے عمران کے پہلو پر ایک

ٹانگ مار دی۔ عمران کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ اچھل کر نیچے گر گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا ونگولے نے زمین پر لوٹنی لگائی اور اپنی ٹانگیں گھما کر عمران کی گردن پر مارنے کی کوشش کی مگر عمران تیزی سے اٹھ گیا۔ ونگولے کی ٹانگیں زمین سے ٹکرائیں۔ عمران نے اپنے جسم کو گھمایا اور اپنی دونوں ٹانگیں جوڑ کر گرے ہوئے ونگولے کے پہلو میں مار دیں۔ ونگولا دوہرا سا ہوا تو عمران کی گھومتی ہوئی ٹانگ ونگولے کے منہ پر پڑی اور ونگولے کے حلق سے ایک زور دار چیخ نکلی اور وہ تیزی سے پلٹنیاں کھاتا چلا گیا۔ عمران فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ ونگولے نے بھی اس بار اٹھنے میں دیر نہیں لگائی تھی۔

اس بار دونوں نے اٹھتے ہی ایک دوسرے پر جھپٹنے کی کوشش کی تھی۔ عمران اور ونگولے کے پنجے ایک دوسرے کے پنجوں میں تھے دونوں ایک دوسرے کو دھکیل رہے تھے۔ عمران کو صاف اندازہ ہو رہا تھا کہ اس کا مقابل واقعی جاندار ہے۔ ادھر ونگولے کو بھی محسوس ہو رہا تھا کہ اس کا مقابلہ کسی عام انسان سے نہیں ہے۔ ونگولا اپنی پوری طاقت لگا کر عمران کے ہاتھ مروڑنے کی کوشش کر رہا تھا۔ یہ دیکھ کر عمران نے ایک لمحے کے لئے ونگولے کے ہاتھوں پر اپنے ہاتھوں کی گرفت ڈھیلی کی تو ونگولا قدرے آگے آ گیا۔ دوسرے لمحے عمران نے اپنی ایک ٹانگ ونگولے کی ناف پر رکھتے ہوئے اپنے جسم کو پیچھے کی طرف موڑتے ہوئے زور دار جھٹکا دیا تو ونگولا اچھلا اور اس کے اوپر سے گزرتا چلا گیا۔ جیسے ہی ونگولا عمران کے اوپر سے گزرنے

لگا عمران نے اپنے جسم کو تیزی سے گھماتے ہوئے اس کے جسم کو موڑ دیا۔ ونگولا زور دار دھماکے سے اس کے قدموں میں آگرا۔ عمران نے اسے گراتے ہی اس کے ہاتھ چھوڑ دیئے تھے۔ ونگولے نے جھپٹ کر عمران کی ٹانگیں پکڑنے کی کوشش کی مگر عمران اچھلا اور اس نے فضا میں قلابازی لگائی اور فضا میں گھومتا ہوا گھٹنوں کے بل ونگولے کے سینے پر آگرا۔ ونگولے کے حلق سے ایک دلخراش چیخ نکلی اور اس نے دونوں ہاتھ عمران کو مارنے کی کوشش کی مگر عمران اچھل کر اس کے سینے سے اتر گیا تھا۔

عمران نے جس قوت سے اس کے سینے پر گھٹنے مارے تھے ونگولے کے سینے کی جیسے کئی ہڈیاں ٹوٹ گئی تھیں۔ اس کے ناک اور منہ سے خون ابل پڑا تھا۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ عمران نے اطمینان سے آگے بڑھ کر ونگولے کا گرا ہوا کلہاڑا اٹھایا اور تڑپتے ہوئے ونگولے کے سر کے قریب آگیا۔ دوسرے لمحے برق سی کوندی اور ونگولے کی گردن اس کے تن سے جدا ہو کر دور تک لڑھکتی چلی گئی۔ عمران جانتا تھا کہ یہ بدروحیں تھیں جنہوں نے انسانی جسموں پر قبضہ کر رکھا تھا اس لئے ان کا ہلاک ہونا ضروری تھا ورنہ عمران اس طرح ادھ مرے اور شکست خوردہ انسان کو کبھی ہلاک نہ کرتا۔ عمران نے اس ونگولے کو ہلاک کر کے کلہاڑا ایک طرف پھینک دیا اور مڑ کر قبیلے کے وحشیوں، وچ ڈاکٹروں اور سردار جوزاکا کو دیکھنے لگا۔

ان ونگولوں کو ہلاک ہوتے دیکھ کر وہاں موجود ہر شخص پر جیسے سکتہ سا طاری ہو گیا تھا۔ ونگولے جو کرکاش قبیلے کی طاقت سمجھے جاتے تھے اور جن کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہ شیروں اور ہاتھیوں کی بھی خالی ہاتھوں گردنیں توڑ سکتے ہیں اور ایک ایک ونگولا بیسیوں وحشیوں پر بھاری پڑتا ہے ان میں سے چار ونگولے ایک عام انسان کے ہاتھوں اس طرح ہلاک ہو جائیں گے ایسا ان میں سے کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔

عمران جو ان ونگولوں کے مقابلے میں ایک عام وحشی جیسا بھی نہیں تھا اس نے ان چار ونگولوں کو نہایت کم وقت میں اور نہایت آسانی سے ہلاک کر دیا تھا۔ یہ دیکھ کر ان سب کا برا حال ہو گیا تھا۔ خاص طور پر سردار جوزاکا کا حال بے حد برا تھا۔ ونگولوں کو عمران کے ہاتھوں ہلاک ہوتے دیکھ کر اس کا چہرہ دھواں دھواں سا ہو گیا تھا۔ اسے اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ ایک احمق نظر آنے والا معمولی انسان اس طرح ونگولوں کو ہلاک کر سکتا ہے۔ وچ ڈاکٹروں اور اناتا دیوی کی مورتی کی آنکھوں میں بھی بے پناہ حیرت جھلک رہی تھی۔ وہ بھی عمران کی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہی تھی۔

"نن۔ نن۔ نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ ونگولوں کو یہ عام انسان اس طرح ہلاک نہیں کر سکتا۔ یہ ضرور کوئی وچ ڈاکٹر ہے۔ میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ میں اپنے

ہاتھوں سے اس کے ٹکڑے کر دوں گا"... اچانک سردار جوزاکا نے اٹھ کر غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اسے چیختے دیکھ کر قبیلے والوں کا جیسے سکتہ ٹوٹ گیا تھا۔ وہ بھی سردار جوزاکا کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے زور زور سے چیخنے لگے تھے جبکہ عمران ونگولوں کی لاشوں کے قریب کھڑا یوں آنکھیں پٹپٹا رہا تھا جیسے کسی الو کو پکڑ کر دھوپ میں بٹھا دیا گیا ہو۔ سردار جوزاکا نیزہ تانے غضبناک انداز میں آگے بڑھا جیسے وہ نیزہ مار کر عمران کو ایک لمحے میں ہلاک کر دے گا۔

"رک جاؤ جوزاکا"... اچانک وچ ڈاکٹر رانگو نے چیخ کر کہا تو سردار جوزاکا کے قدم جیسے زمین میں گڑ گئے۔ اس نے پلٹ کر رانگو کی طرف دیکھا جو اس کی جانب غصیلی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"آمی ران مقابلہ جیت چکا ہے۔ اب تمہیں اس پر حملہ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے"... وچ ڈاکٹر رانگو نے سردار جوزاکا کی طرف غصیلی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"مگر آقا"... سردار جوزاکا نے احتجاجاً کچھ کہنا چاہا۔

"نہیں جوزاکا۔ اگر تم نے آمی ران پر حملہ کیا تو میں تمہیں اپنی ماورائی طاقت سے جلا کر راکھ بنا دوں گا۔ آمی ران نے ونگولوں کا مقابلہ کیا تھا اور انہیں شکست دے کر ہلاک بھی کر دیا ہے۔ میں بڑا وچ ڈاکٹر رانگو اس کی جیت کا اعلان کرتا ہوں۔ اس نے کرکاش قبیلے کا سردار بننے کا ایک مرحلہ بخوبی پورا کر لیا ہے۔ اب تم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے"... وچ ڈاکٹر رانگو نے تیز لہجے میں کہا تو مجمع پر ایک بار

پھر سکتہ طاری ہو گیا۔

وچ ڈاکٹر رانگو نے عمران کی جیت کا اعلان کیا تو سردار جوزاکا پر موت کا سا لرزہ طاری ہو گیا تھا۔ اس کے ہاتھ سے نیزہ گر گیا تھا اور اس کی گردن لٹک گئی تھی۔ اس کی آنکھوں کی چمک یوں معدوم ہو گئی تھی جیسے عمران نے ونگولوں کو نہیں بلکہ اسے شکست فاش دے دی ہو جبکہ اس کا حال دیکھ کر عمران کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔

جوزف اور اس کے ساتھیوں نے جنگل سے پھر بڑے بڑے بانس نما ڈنڈے اٹھالئے تھے اور وہ انہیں زمین پر مارتے ہوئے آگے بڑھتے جا رہے تھے ۔ اس بار وہ چونکہ گھنے جنگل سے گزر رہے تھے اس لئے وہ قطاروں کی بجائے پھیل کر چل رہے تھے ۔

سلیمان جوزف سے کافی فاصلے پر تھا ۔ وہ چند ریڈ انڈینز کے ساتھ چل رہا تھا ۔ اسے رہ رہ کر دلدلوں میں گرنے والے وحشیوں کی عبرتناک موت کا منظر یاد آ رہا تھا اور پھر اس نے زندگی میں اتنا بڑا اور خوفناک اژدھا چونکہ پہلی بار دیکھا تھا اس لئے اس پر اس اژدھے کا بھی خوف غالب تھا ۔ وہ سوچ رہا تھا کہ وہ جن جنگلوں میں موجود ہے وہاں نجانے ایسے کتنے اژدھے موجود ہوں، نجانے ان جنگلوں میں انہیں کن کن خطرات کا سامنا کرنا پڑے ۔ اسے خود پر غصہ آ رہا تھا کہ وہ جوزف کے ہمراہ وہاں آیا ہی کیوں تھا ۔ اسے جوزف پر بھی غصہ

آ رہا تھا جو جان بوجھ کر اسے لے کر ان خوفناک اور تاریک جنگلوں میں آ گیا تھا ۔

سلیمان اپنے خیالوں میں گم چلا جا رہا تھا کہ اچانک اس کا پیر کسی چیز سے ٹکرایا ۔ اس نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی مگر وہ سنبھلتے سنبھلتے بھی گر پڑا تھا ۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا اچانک اسے اپنے ایک پیر میں رسی سی لپٹتی ہوئی محسوس ہوئی ۔ رسی کی طرح بل کھاتی ہوئی چیز کے احساس سے ہی اسے پہلا خیال سانپ کا آیا تھا ۔ دوسرے لمحے اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم سے بے شمار سانپ لپٹتے جا رہے ہوں ۔ اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی اور پھر ان سانپوں نے جیسے اسے زمین سے اوپر اٹھا لیا ۔

اس کی چیخ سن کر ریڈ انڈینز اور جوزف چونک پڑے تھے ۔ وہ تیزی سے اس کی طرف لپکے اور پھر انہوں نے ایک حیرت انگیز منظر دیکھا ۔ سلیمان کا جسم فضا میں اٹھا ہوا تھا اور اس کے جسم سے بے شمار شاخیں لپٹی ہوئی تھیں جو اسے اوپر ہی اوپر اٹھائے لئے جا رہی تھیں اور سلیمان ان شاخوں میں لپٹا ہوا بری طرح سے چیخ رہا تھا ۔ وہ شاخیں ایک زندہ درخت کی تھیں جس کی لمبی لمبی اور سانپ کی طرح بل کھاتی ہوئی شاخیں حرکت کر رہی تھیں ۔

سلیمان بے خیالی میں ایک ایسے درخت کے قریب سے گزر رہا تھا جو بظاہر عام درخت نظر آ رہا تھا مگر وہ برازیل کے جنگلوں کا زندہ درخت تھا جو جانداروں کو آن واحد میں دبوچ لیتا تھا ۔ اس کی شاخیں

سانپوں کی طرح جاندار کے گرد لپٹ جاتی تھیں اور شاخیں اسے کھینچ کر درخت کے تنے کی طرف لے جاتی تھیں جس پر بڑے بڑے اور نوکیلے کانٹے تھے۔ زندہ درخت ان کانٹوں کو جانداروں کے جسم میں گاڑ دیتا تھا اور پھر وہ ان کانٹوں سے اس جاندار کا سارا خون چوس جاتا تھا جس سے جاندار چند ہی لمحوں میں تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو جاتا تھا۔

جوزف کے کہنے پر وہ سب پھونک پھونک کر قدم اٹھا رہے تھے مگر سلیمان بے خیالی میں اس زندہ درخت کی زد میں آگیا تھا۔ درخت کی شاخیں سانپوں کی طرح اس سے لپٹی ہوئی تھیں اور شاخیں اسے تنے پر موجود کانٹوں کی طرف لے جا رہی تھیں۔ سلیمان کو زندہ درخت کی گرفت میں آتے دیکھ کر کئی ریڈ انڈینز نیزے اور تلواریں لے کر اس درخت کی طرف بڑھے مگر اس سے پہلے کہ ریڈ انڈینز اس درخت کی شاخیں کاٹتے درخت کی بے شمار شاخیں حرکت میں آئیں اور چار ریڈ انڈینز بھی سلیمان کی طرح ان شاخوں میں لپٹ کر اوپر اٹھتے چلے گئے۔ ان کی چیخوں سے ماحول تھرا اٹھا تھا۔

سلیمان اور چار ریڈ انڈینز کو زندہ درخت کی گرفت میں دیکھ کر جوزف کا رنگ ایک لمحے کے لئے متغیر ہو گیا تھا مگر دوسرے لمحے جیسے اسے ہوش آگیا۔ اس نے مشین گن نیچے پھینکی اور جلدی جلدی کاندھوں سے رسیوں کے گچھے اور اپنا بیگ اتار پھینکا۔

مجھے تلوار دو۔ جلدی"... جوزف نے بھاگ کر ایک ریڈ انڈین کے پاس آکر کہا تو اس نے ہاتھ میں موجود تلوار اسے دے دی۔ تلوار لیتے ہی جوزف بجلی کی سی تیزی سے زندہ درخت کی طرف بڑھا۔ زندہ درخت کی تمام شاخوں میں حرکت ہو رہی تھی۔ جیسے ہی جوزف درخت کے قریب آیا کئی شاخیں حرکت کرتی ہوئیں اس کی طرف بڑھیں۔ درخت کے پاس آتے ہی جوزف کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے چلنے لگا۔ وہ تلوار مار مار کر اس درخت کی شاخوں کو کاٹ رہا تھا۔ جیسے ہی درخت کی شاخ کٹتی اس کے سرے سے خون پھوٹ نکلتا اور وہ چرمرا کر پیچھے سمٹ جاتی۔ جوزف نے اچھل اچھل کر ان شاخوں پر تلوار مارنی شروع کر دی تھی جن میں سلیمان اور چار ریڈ انڈینز پھنسے ہوئے تھے۔

زندہ درخت نے دو ریڈ انڈینز کو گھماتے ہوئے پوری قوت سے تنے پر مار دیا تھا جس سے تنے پر موجود لمبے لمبے اور نوکیلے بے شمار کانٹے ان کے جسموں میں گھس گئے تھے اور ان وحشیوں کی دردناک چیخوں سے فضا گونج اٹھی تھی۔ ان کی چیخیں سن کر جوزف اور زیادہ تیزی سے تلوار چلانے لگا۔ اس نے شاخوں پر چھلانگیں لگاتے ہوئے بجلی کی سی تیزی سے درخت کی کئی شاخیں کاٹ دی تھیں۔ سردار جونگو کو درخت پر اس طرح تلوار چلاتے دیکھ کر ریڈ انڈینز کو بھی جوش آگیا۔ وہ بھی تلواریں اور نیزے لے کر اس درخت پر پل پڑے۔

زندہ درخت کی شاخیں کٹتی جا رہی تھیں اور درخت کی شاخوں سے خون نکل نکل کر زمین پر پھیلتا جا رہا تھا جو اس درخت نے نجانے

کتنے جانداروں کو اپنے شکنجے میں کس کر چوس لیا تھا۔ جوزف ان شاخوں
کو کاٹ رہا تھا جن میں سلیمان پھنسا ہوا تھا۔ پھر جوزف نے اچھل کر
ایک بڑی شاخ پر تلوار ماری تو سلیمان ایک دھماکے سے نیچے آگرا۔

"اسے اٹھا کر پیچھے لے جاؤ۔ جلدی"... جوزف نے چیختے ہوئے کہا
تو کئی ریڈ انڈینز تیزی سے آگے بڑھے اور وہ سلیمان کو اٹھا کر تیزی
سے پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ جوزف نے اب ان شاخوں کو کاٹنا شروع کر
دیا تھا جن میں دو ریڈ انڈینز پھنسے ہوئے تھے۔ جلد ہی وہ دونوں ریڈ
انڈینز بھی نیچے آگرے جنہیں ان کے ساتھیوں نے فوراً گھسیٹ لیا تھا
دو ریڈ انڈینز چونکہ زندہ درخت کے تنے سے چپک چکے تھے اور اس
کے نوکیلے کانٹوں نے ان کا خون چوس لیا تھا اس لئے جوزف انہیں
وہیں چھوڑ کر چھلانگ مار کر پیچھے آگیا۔ باقی ریڈ انڈینز بھی اس
درخت کی شاخوں سے بچتے ہوئے پیچھے ہٹ آئے تھے۔

"میں نے تمہیں پہلے ہی ان خون آشام درختوں کے بارے میں
بتایا تھا۔ تم احتیاط سے نہیں چل سکتے تھے"... جوزف نے سلیمان کے
قریب آکر غصیلے لہجے میں کہا جس کے جسم سے ابھی تک شاخیں لپٹی
ہوئی تھیں۔ دو ریڈ انڈینز اس کے جسم سے ان شاخوں کو اتار رہے
تھے۔

"میں بے خیالی میں اس درخت کی گرفت میں آگیا تھا"...
سلیمان نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ تمہاری اس ذرا سی بے احتیاطی کی وجہ سے ہمیں اپنے

دو ساتھیوں سے ہاتھ دھونے پڑ گئے ہیں"... جوزف نے غصیلے لہجے
میں کہا۔ ریڈ انڈینز نے اس کے جسم سے تمام شاخیں ہٹا دی تھیں
اور وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ ان شاخوں میں چونکہ کانٹے نہیں تھے
اس لئے وہ زخمی ہونے سے بچ گیا تھا مگر اس کے جسم میں ابھی تک
موت کا لرزا تھا۔ وہ خوفزدہ نظروں سے اس زندہ درخت اور اس کے
تنے سے چپکے ہوئے ریڈ انڈینز کو دیکھ رہا تھا۔ اپنے دو ساتھیوں کی
ہلاکت کا سردار مناگو اور اس کے ساتھیوں کو بھی غم تھا مگر انہوں
نے کوئی بات نہیں کی تھی۔

"سوری۔ میں اب احتیاط کروں گا"... سلیمان نے جوزف سے
معذرت کرتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ"... جوزف کے منہ سے غراہٹ نکلی۔ اس نے بیگ اٹھا
کر دوبارہ کاندھوں پر ڈالا اور مشین گن بھی اٹھا لی جبکہ رسیوں کے
گچھے ریڈ انڈینز نے اٹھا لئے تھے۔

"اگلی بار اگر تم نے بے احتیاطی کی اور کسی دوسرے زندہ
درخت کے شکنجے میں آگئے تو میں تمہیں نہیں بچاؤں گا۔ سمجھے تم"...
جوزف نے بدستور غصیلے لہجے میں کہا۔

"سمجھ گیا بڑے بھائی"... سلیمان نے کہا تو جوزف اسے گھور کر رہ
گیا۔ وہ سب ایک بار پھر چل پڑے۔ اس بار وہ آگے جاتے ہوئے
پوری احتیاط سے کام لے رہے تھے۔ تنوں پر کانٹوں والے اور لمبی
لمبی شاخوں والے درختوں کو دیکھ کر وہ فوراً راستہ بدل جاتے تھے

کیونکہ انہیں ایک زندہ درخت دیکھ کر اندازہ ہو گیا تھا کہ جن درختوں کے تنوں پر لمبے لمبے اور نوکیلے کانٹے ہوں گے وہ زندہ درخت ہیں اس لئے وہ ان درختوں سے دور ہی رہتے تھے۔

مسلسل چلتے چلتے جب تھک جاتے تو ستانے یا کچھ دیر آرام کرنے کے لئے وہ صاف جگہ دیکھ کر بیٹھ جاتے۔ وہ چونکہ پھل اپنے ساتھ لائے ہوئے تھے اس لئے بھوک لگنے پر وہ ان پھلوں کو کھا لیتے تھے جن میں رس دار پھل بھی موجود تھے۔ ان رس دار پھلوں کا رس پی کر وہ اپنی پیاس بھی بجھا لیتے تھے۔ سوتے جاگتے، آرام کرتے اور ستاتے ہوئے وہ جنگل میں آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ جنگل اس قدر گھنا اور بڑا تھا کہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ وہاں موجود درختوں پر انہیں جگہ جگہ سانپ لپٹے نظر آئے تھے جن میں سے کئی سانپوں نے اچانک ان پر حملہ بھی کیا تھا۔

چند ریڈ انڈینز ان زہریلے سانپوں کے کاٹنے سے ہلاک ہو گئے تھے اور چند سانپ درختوں سے اچھل کر کئی ریڈ انڈینز کی گردنوں سے لپٹ کر انہیں ہلاک کر چکے تھے۔ ایسے سانپ گردنوں سے لپٹ کر اس زور سے جھٹکا لگاتے تھے کہ ریڈ انڈینز کی گردنوں کی ہڈیاں ٹوٹ جاتی تھیں اور وہ ایک لمحے میں ہلاک ہو جاتے تھے۔ ان کے راستے میں کئی بڑے بڑے اژدھے، شیر اور دوسرے خونخوار جانور بھی آئے تھے جنہیں جوزف اور سلیمان نے فائرنگ کر کے ہینڈ گرنیڈز مار کر ہلاک کر دیا تھا۔

انہیں اس طرح خطرناک درندوں، سانپوں، اژدھوں اور خون آشام درختوں سے مقابلہ کرتے اور آگے بڑھتے ہوئے کئی روز گزر چکے تھے۔ وہاں چونکہ روشنی نہیں تھی اس لئے انہیں دن اور رات کا کوئی اندازہ نہیں تھا اس لئے جب وہ چلتے چلتے تھک جاتے تو آرام کرنے کے لئے سو جاتے تھے۔ ان میں سے آدھے افراد سوتے تھے اور آدھے جاگ کر پہرہ دیتے تھے اور پھر جب وہ جاگتے تھے تو پہرہ دینے والے سو جاتے تھے۔ پھر ان کے جاگنے پر وہ دوبارہ اپنا سفر شروع کر دیتے تھے۔

" آخر ہم کب تک ان دھندلے اور تاریک جنگلوں میں گھومتے رہیں گے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ کرکاش قبیلہ کہاں ہے اور ہم وہاں کب تک پہنچیں گے"۔۔۔ سلیمان نے تنگ آ کر جوزف سے کہا۔

" نہیں۔ مجھے اس کا کوئی اندازہ نہیں ہے۔ اسی لئے تو میں ان جنگلوں میں گھومتا پھر رہا ہوں"۔۔۔ جوزف نے کہا تو سلیمان ٹھٹھک کر رک گیا اور اس کی جانب حیرت بھری نظروں سے دیکھنے لگا۔

" کیا مطلب۔ کیا واقعی تم نہیں جانتے کہ کرکاش قبیلہ ان جنگلوں میں کہاں ہے"۔۔۔ سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسے رکتا دیکھ کر سردار منا گو اور اس کے ساتھی بھی رک گئے تھے۔

" مجھے اتنا معلوم ہے کہ کرکاش قبیلہ اسی جنگل میں ہے۔ مگر وہ کہاں ہے اور ہم وہاں کب تک پہنچیں گے اس کے بارے میں، میں واقعی کچھ نہیں جانتا"۔۔۔ جوزف نے کہا۔

"اوہ ۔ کیا تمہارے فادر جوشوا نے بھی تمہیں کچھ نہیں بتایا تھا"... سلیمان نے کہا۔

"نہیں"... جوزف نے کہا تو سلیمان نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے ۔

"تمہارا ستیاناس ہو ۔ اگر تم کرکاش قبیلے تک پہنچنے کے راستے کے بارے میں نہیں جانتے تھے تو مجھے اور ان بے چاروں کو کیوں لئے لئے پھر رہے ہو ۔ برازیل کے جنگل دنیا کے بے حد بڑے اور طویل و عریض جنگل ہیں ۔ اس طرح ہم یہاں سالوں تک بھی گھومتے رہیں تو یہاں سے کبھی واپس نہیں جا سکیں گے"... سلیمان نے کہا۔

"میں جانتا ہوں"... جوزف نے کہا۔

"جانتے ہو تو پھر"... سلیمان نے غصے میں آتے ہوئے کہا۔

"فادر جوشوا کا سایہ میرے ساتھ ہی ہے ۔ وہ کہہ رہا ہے ہم اسی طرح آگے بڑھتے رہیں تو بہت جلد کرکاش قبیلے تک پہنچ جائیں گے"... جوزف نے کہا۔

"جوزف ۔ تم ۔ تم"... سلیمان نے غصیلے لہجے میں کہنا چاہا مگر دوسرے لمحے اسے احساس ہوا کہ وہ غصے میں جوزف کو جونگو کہنے کی بجائے جوزف کہہ بیٹھا ہے ۔ اس نے فوراً ہی اپنا منہ بند کر لیا تھا جبکہ اس کے منہ سے اپنا نام سن کر جوزف اسے خونی نظروں سے گھورنے لگا تھا۔

"میں نے تم سے کہا تھا ناں کہ چاہے کچھ بھی ہو جائے تم میرا نام نہیں لو گے"... جوزف نے غضبناک لہجے میں کہا۔

"سس ۔ سوری ۔ غلطی ہو گئی"... سلیمان نے بوکھلا کر کہا۔

"غلطی ۔ ہونہہ ۔ تمہاری اس غلطی کی وجہ سے مجھے اور ان سب کو بھاری خمیازہ بھی بھگتنا پڑ سکتا ہے"... جوزف نے غصے سے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

"کہا ہے ناں مجھ سے بھول ہو گئی ہے ۔ اب خواہ مخواہ غصہ دکھانے کا کیا فائدہ"... سلیمان نے منہ بنا کر کہا تو جوزف اسے غصے سے گھورتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اس کے پیچھے سلیمان بھی چل پڑا تھا۔ وہ درختوں سے نکل کر ایک کھلے میدانی علاقے میں آ گئے تھے ۔ وہاں بڑی بڑی اور قد آدم جھاڑیاں پھیلی ہوئی تھیں ۔ ان جھاڑیوں کو تلواروں سے کاٹ کر ان کے درمیان راستہ بناتے ہوئے وہ جنگل کے دوسرے حصے میں آ گئے ۔ ان اطراف میں بھی درختوں کی بہتات تھی مگر وہاں درخت پہلے درختوں کی طرح ایک دوسرے سے ملے ہوئے نہیں تھے بلکہ درخت ایک دوسرے سے فاصلے پر تھے اور ان کے درمیان اتنا راستہ تھا کہ وہ آسانی سے آگے بڑھ سکتے تھے۔

انہیں اس جنگل میں چلتے ہوئے چند گھنٹے ہوئے ہوں گے کہ اچانک سامنے سے تیروں کی بوچھاڑ ہوئی اور سردار متاگو کے کئی ساتھی ان تیروں کا شکار ہو کر چیختے ہوئے وہیں ڈھیر ہو گئے ۔ ان کی چیخیں سن کر اور سامنے سے مسلسل آتے ہوئے تیروں کی بوچھاڑ

دیکھ کر ریڈ انڈینز فوراً درختوں کی آڑ میں ہو گئے تھے ۔ سردار منا گو، جوزف اور سلیمان نے بھی درختوں کے پیچھے آنے میں دیر نہیں لگائی تھی ۔ سامنے سے مسلسل تیر اڑتے ہوئے آرہے تھے اور ان کے ارد گرد جیسے تیروں کا ڈھیر لگتا جارہا تھا ۔ پھر دوسری طرف سے بے شمار انسانوں کے چیخنے اور دوڑنے بھاگنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں ۔ یوں لگ رہا تھا جیسے سینکڑوں انسان بھاگتے ہوئے اس طرف آرہے ہوں۔

"اب بھگتنا ان سب کو ۔ کہاں تھا ناں میرا نام مت لینا"... جوزف نے قریبی درخت کے پیچھے چھپے ہوئے سلیمان کی جانب خونی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ ۔ دیکھا جائے گا"... سلیمان نے سر جھٹک کر کہا۔

"سردار منا گو"... جوزف نے سردار منا گو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"حکم سردار جونگو"... سردار منا گو نے کہا۔

"کرکاش قبیلے کے وحشی آپہنچے ہیں ۔ اپنے ساتھیوں سے کہو کہ وہ ان سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جائیں ۔ آنے والوں میں سے کسی ایک کو بھی ہمارے ہاتھوں زندہ بچ کر نہیں جانا چاہئے"... جوزف نے کہا۔

"ایسا ہی ہوگا سردار جونگو"... سردار منا گو نے کہا اور پھر اس نے چیخ چیخ کر اپنے ساتھیوں کو ہدایات دینا شروع کر دیں ۔ بھاگتے قدموں اور شور کی آواز قریب آتی جارہی تھی ۔ کرکاش قبیلے کے وحشی

بری طرح سے شور مچاتے اور بھاگتے ہوئے اس طرف آرہے تھے۔

"تیار ہو تم"... جوزف نے سلیمان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"ہاں ۔ میں تیار ہوں"... سلیمان نے مشین گن سیدھی کرتے ہوئے کہا۔

"اوکے ۔ جیسے ہی میں کہوں ان پر بے دریغ فائر کھول دینا"... جوزف نے کہا تو سلیمان نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ جوزف نے درخت کے پیچھے سے سر نکال کر دیکھا تو اسے سامنے سے بے شمار وحشی بھاگ کر اپنی طرف آتے دکھائی دیئے ۔ وہ بھاگتے، شور مچاتے اور مسلسل ان کی طرف تیر برساتے ہوئے آرہے تھے ۔ جوزف نے درخت کے ساتھ مشین گن لگا کر اس کا رخ آنے والے وحشیوں کی طرف کر دیا تھا ۔ سلیمان بھی درخت کے پیچھے سے ان آنے والے وحشیوں کو سر نکال کر دیکھ رہا تھا۔

"اوکے ۔ فائر"... جوزف نے تیز لہجے میں کہا تو دوسرے لمحے جنگل کی فضا اچانک دو مشین گنوں کی ریٹ ریٹ کی مخصوص آوازوں اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھی۔

نائب سردار تمبورا جو نئے سردار کے منتخب ہونے تک سردار بن چکا تھا کالاک سے نکل کر بھاگتا ہوا اس میدان کی طرف جا رہا تھا جہاں اناتا دیوی کی مورتی نصب تھی اور جہاں تینوں وچ ڈاکٹر چبوترے پر موجود کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ سردار تمبورا کو اطلاع ملی تھی کہ تینوں وچ ڈاکٹروں نے اسے فوری طور پر اپنے پاس طلب کیا ہے۔ ان کا حکم ملتے ہی سردار تمبورا سارے کام چھوڑ کر کالاک سے نکل آیا تھا اور بھاگتا ہوا وچ ڈاکٹروں کے پاس جا رہا تھا۔

آمی ران نے جس طرح انتہائی حیرت انگیز طور پر چار ونگولوں کا مقابلہ کر کے انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا تھا اسی طرح اس نے وچ ڈاکٹروں کی دوسری دو شرائط بھی نہایت آسانی سے پوری کر دی تھیں۔ آمی ران کو ایک گہری جھیل میں اتار دیا گیا تھا جہاں وہ تین دنوں تک جھیل کی گہرائی میں ہی رہا تھا اور پھر ٹھیک تیسرے روز

وہ زندہ سلامت جھیل سے نکل کر باہر آگیا تھا۔ تین روز پانی میں رہنے کے باوجود نہ اس کا جسم پھولا تھا اور نہ ہی پانی میں اس کا سانس بند ہوا تھا۔ اسے تین روز بعد پانی سے زندہ نکلتے دیکھ کر کرکاش قبیلے کے وحشی حیرت زدہ رہ گئے تھے۔

خاص طور پر عمران کو پانی سے زندہ نکلتے دیکھ کر سردار جوزاکا کا تو حال ہی پتلا ہو گیا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ آمی ران یقیناً کوئی بڑا وچ ڈاکٹر ہے ورنہ تین روز مسلسل پانی میں رہنے کے بعد کسی عام انسان کا زندہ رہنا ناممکن تھا۔ لیکن وہ چونکہ پانی سے زندہ نکل آیا تھا اس لئے وچ ڈاکٹر رانگو نے اس کی دوسری جیت کا بھی اعلان کر دیا تھا۔ اسی طرح عمران کے لئے تیسرا مرحلہ زیادہ آسان تھا۔ اسے ایک پیالے میں تین انسانوں کا خون پینا تھا۔ یہاں بھی سردار جوزاکا کا خیال تھا کہ آمی ران چونکہ روشن دنیا سے آیا ہے اس لئے وہ خون پینا گوارا نہیں کرے گا مگر جب عمران نے سب کے سامنے خون سے بھرا ہوا پیالہ ہونٹوں سے لگایا اور پھر اس نے پیالہ اس وقت منہ سے ہٹایا جب وہ پیالے میں موجود خون کی ایک ایک بوند پی گیا تھا۔

عمران نے سرداری کے عہدے تک پہنچنے کے لئے تینوں مراحل پورے کر لئے تھے۔ اب اسے قبیلے میں خاص مقام دیا جانے لگا تھا۔ اب چونکہ اس کا سردار جوزاکا سے آخری مقابلے کا مرحلہ رہ گیا تھا اور سرخ چاند رات بھی ایک دو روز میں آنے والی تھی اس لئے وچ ڈاکٹروں نے سردار تمبورا کو چاند رات کو جشن منانے کے لئے بھرپور

تیاری کرنے کا حکم دے دیا تھا۔

عمران تینوں مرحلوں سے گزرنے کے بعد اب خاصا ہشاش بشاش دکھائی دے رہا تھا۔ وہ سارا سارا دن قبیلے اور جنگلوں میں گھومتا رہتا تھا۔ اب وہاں اسے روکنے ٹوکنے والا کوئی نہیں تھا۔ قبیلے میں اب یہ بات زور پکڑتی جا رہی تھی کہ آمی ران نے جس آسانی سے چار ونگولوں کو ہلاک کیا تھا اور دوسرے مرحلوں کو عبور کیا تھا اب سردار جوزاکا کے مقابلے میں بھی وہ یقیناً کامیاب ہو جائے گا۔ قبیلے والوں کی باتیں سن کر سردار جوزاکا غصے سے کڑھتا رہتا تھا مگر اب وہ عمران کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ وہ جنگلوں میں جا کر مختلف ورزشیں کر کے خود کو عمران کے مقابلے کے لئے تیار کر رہا تھا۔

سردار تمبورا کو بھی اب یہی امید ہو چکی تھی کہ سردار جوزاکا کے مقابلے میں آمی ران زیادہ طاقتور ہے۔ وہ لڑائی بھڑائی کے جو نئے نئے اور انوکھے طریقے جانتا ہے سردار جوزاکا اس کے مقابلے میں زیادہ دیر نہیں ٹھہر سکے گا اور اس بار سرداری کا فیصلہ یقیناً اس آمی ران کے حق میں جائے گا جس کا وہ نائب ہو گا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اور قبیلے کے وحشی عمران کو اب عزت کی نگاہ سے دیکھنے لگے تھے اور اس کے سامنے آنے پر اس کے سامنے فوراً جھک جاتے تھے۔

سردار تمبورا مختلف راستوں سے ہوتا ہوا وچ ڈاکٹروں کے پاس پہنچ گیا۔ تینوں وچ ڈاکٹر بے حد پریشان اور غصے میں نظر آ رہے تھے۔ سردار تمبورا ان کے سامنے جا کر جھک گیا اور انہیں نہایت مؤدبانہ

انداز میں سلام کرنے لگا۔

"تم نے آنے میں اتنی دیر کیوں لگائی ہے۔ وچ ڈاکٹر رانگو نے اسے غصیلی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"آقا۔ میں سرخ چاند رات کے جشن کی تیاری میں مصروف تھا اس لئے آنے میں تھوڑا سا وقت لگ گیا"... سردار تمبورا نے وچ ڈاکٹروں کو غصے میں دیکھ کر سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ یہاں اناتا دیوی کے جنگلوں میں مصیبت وارد ہو گئی ہے اور تمہیں جشن کی تیاریاں سوجھ رہی ہیں"... وچ ڈاکٹر رانگو نے گرجتے ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر سردار تمبورا بری طرح سے چونک پڑا۔

"مصیبت"... اس کے منہ سے نکلا۔

"ہاں۔ ہاں مصیبت۔ مجھے ابھی ابھی جنگل کی ہواؤں نے اطلاع دی ہے کہ جنگلوں میں جوزف اپنے کسی ساتھی کے ساتھ موجود ہے۔ جوزف کی آواز سے پتہ لگا ہے کہ یہ وہی جونگو ہے جو ان جنگلوں میں آ کر ہمارے اور اناتا دیوی کے لئے مصیبت کا باعث بن سکتا ہے"... وچ ڈاکٹر رانگو نے کہا۔

"اوہ۔ کہاں ہے وہ۔ آقا مجھے بتائیں میں ابھی جا کر اس جونگو کی بوٹیاں اڑا دیتا ہوں"... سردار تمبورا نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

"ہاں جاؤ۔ قبیلے کے جنگجوؤں کو اپنے ساتھ شمال کی طرف لے جاؤ جنگل کی ہوائیں مجھے بتا رہی ہیں کہ جونگو اکیلا نہیں ہے۔ ہمارا ایک

دشمن قبیلہ منگارو بھی اس کے ساتھ ہے جو ہم سے ٹکرانے کے لئے اس کے ساتھ یہاں چلا آیا ہے"... وچ ڈاکٹر رانگو نے تیز لہجے میں کہا۔

"جو حکم آقا۔ میں ابھی جنگجوؤں کو لے کر اس طرف جاتا ہوں اور جا کر جونگو سمیت اس دشمن قبیلے کو ہلاک کر دیتا ہوں"... سردار تمبورا نے کہا۔

"ان پر پوری قوت سے حملہ کرنا۔ انہیں زندہ یا مردہ جیسے بھی ہو تلاش کرو اور ان کی یہاں لاشیں لے کر آؤ۔ اناتا دیوی کے زندہ ہونے کا وقت قریب آ رہا ہے۔ دو روز بعد سرخ چاند رات ہے جس کی وجہ سے ہم اپنی ماورائی طاقتیں استعمال نہیں کر سکتے ورنہ ہم انہیں وہیں فنا کر دیتے جہاں وہ موجود ہیں"... وچ ڈاکٹر رانگو نے کہا تو سردار تمبورا نے انہیں سلام کیا اور واپس پلٹ گیا۔

"اور سنو"... وچ ڈاکٹر رانگو نے کہا تو سردار تمبورا رک گیا اور مڑ کر ان کی طرف دیکھنے لگا۔

"سردار جوزاکا سے کہو کہ جمیکا اپنے کالے گدھوں کے ساتھ اصل پاناشی کو تلاش کر کے لے آئی ہے۔ وہ اس پاناشی کو جا کر لے آئے جس کے خون کے غسل سے اناتا دیوی زندہ ہو گی"... وچ ڈاکٹر رانگو نے کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے آقا۔ میں سردار جوزاکا کو اطلاع دے دیتا ہوں"... سردار تمبورا نے کہا اور پھر وہ پلٹ کر تیزی سے دوبارہ کالاک کی جانب دوڑتا چلا گیا۔ کچھ ہی دیر میں وہ کالاک میں تھا۔ اس

نے سب سے پہلے سردار جوزاکا کو وچ ڈاکٹر رانگو کا پیغام دیا تو وہ اسی وقت جمیکا کی طرف روانہ ہو گیا تاکہ اصلی پاناشی کو کالاک میں لا سکے اور پھر سردار تمبورا نے چیخ چیخ کر قبیلے کے جنگجوؤں کو ایک جگہ اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔ اس نے دو سو سے زائد جنگجوؤں کو ایک جگہ اکٹھا کیا اور انہیں ہر طرح کے ہتھیاروں سے لیس کر کے وہ کالاک سے نکلتا چلا گیا۔

وچ ڈاکٹر رانگو نے اسے جونگو اور دشمن قبیلے کی نشاندہی کر دی تھی اس لئے وہ آندھی اور طوفان کی طرح اپنے جنگجوؤں کے ساتھ جنگل کے اس حصے میں جا پہنچا جہاں جونگو اور دشمن قبیلے کے افراد پہنچنے والے تھے۔ سردار تمبورا ایک اونچے درخت پر چڑھ گیا اور وہ ان راستوں کی طرف دیکھنے لگا۔ کچھ ہی دیر میں اسے سامنے درختوں کی جانب سے بے شمار انسانی سائے آتے دکھائی دیئے۔ انسانی سائے اس سے بہت فاصلے پر تھے مگر سردار تمبورا کی عقابی نظروں نے ان کو آسانی سے دیکھ لیا تھا اور وہ تیزی سے درخت سے نیچے اتر آیا۔

"سامنے۔ ہمارے دشمن سامنے ہیں۔ اس طرف تیروں کی بوچھاڑ کرو"... درخت سے اترتے ہی سردار تمبورا نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ اس کے حکم پر فوراً کمانوں پر تیر چڑھائے گئے اور پھر وہ تیر سردار تمبورا کے حکم سے اس طرف چھوڑ دیئے گئے جس طرف سے دشمن آ رہے تھے۔ تیروں کی بوچھاڑ ہوئی اور پھر جنگل چند انسانوں کی تیز اور دلخراش چیخوں سے گونج اٹھا۔

"وہ مارا۔ اسی طرح تیر برساتے جاؤ۔ ہم نے ان میں سے کسی ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑنا"... سردار تمبورا نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ جنگجو مسلسل تیروں کی بوچھاڑ کر رہے تھے مگر اب دوسری طرف سے انہیں کسی چیخ کی آواز سنائی نہ دی تھی۔ شاید دشمن ہوشیار ہو گیا تھا اور انہوں نے درختوں کی آڑ لے لی تھی۔

"تیر برساتے ہوئے آگے بڑھو اور موت بن کر دشمنوں پر ٹوٹ پڑو"... سردار تمبورا نے چیختے ہوئے کہا تو جنگجو بری طرح سے شور مچاتے ہوئے درختوں کی طرف بھاگنے لگے۔ وہ بھاگتے ہوئے مسلسل تیر برسا رہے تھے۔ ابھی وہ بھاگ کر کچھ ہی دور گئے ہوں گے کہ اچانک جنگل تیز اور خوفناک دھماکوں سے گونج اٹھا۔ ساتھ ہی سردار تمبورا کے بے شمار جنگجو بری طرح سے چیختے ہوئے اچھلے اور زمین پر گر کر بری طرح سے تڑپنے لگے۔ ان کے جسموں میں بے شمار سوراخ ہو گئے تھے۔

دھماکوں اور اپنے ساتھیوں کے چیخنے کی آوازیں سن کر سردار تمبورا اور اس کے جنگجو ٹھٹھک کر رک گئے تھے اور پھر انہوں نے مسلسل دھماکوں کی آوازیں اور اپنے ساتھیوں کو اچھل اچھل کر گرتے اور خاک و خون میں ملتے دیکھا تو وہ بوکھلا گئے اور تیزی سے دائیں بائیں درختوں کی طرف بھاگتے چلے گئے مگر دھماکوں کی آوازیں مسلسل آ رہی تھیں اور انہیں دشمنوں کی طرف سے آگ کے انگارے بجلی کی سی تیزی سے اپنی طرف آتے دکھائی دے رہے تھے

اور یہ انگارے جس جنگجو کے جسم میں گھستے وہ جنگجو دردناک آواز میں چیختا ہوا زمین پر گرتا اور تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو جاتا۔

"اوہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ دھماکے۔ یہ انگارے۔ اوہ۔ اوہ"... سردار تمبورا نے حیرت اور خوف بھرے لہجے میں کہا۔ اچانک دوسری طرف سے شور اٹھا۔ اس سے پہلے کہ سردار تمبورا اور اس کے جنگجو کچھ سمجھتے سامنے سے بے شمار سائے دوڑتے ہوئے آئے اور انہوں نے پوری قوت سے سردار تمبورا کے جنگجوؤں پر حملہ کر دیا۔ ان میں سے دو افراد کے ہاتھوں میں لوہے کے آگ اگلنے والے ہتھیار تھے جن سے مسلسل شعلے نکل رہے تھے اور سردار تمبورا کے ساتھیوں کو کسی طرف سے ان شعلوں سے بچ نکلنے کی راہ نہیں مل رہی تھی۔

پھر سردار تمبورا نے ان میں سے ایک سائے کو اپنے ساتھیوں کی طرف لوہے کا ایک گولہ سا پھینکتے دیکھا۔ لوہے کا گولہ اس کے جنگجوؤں کے پاس گرا۔ جنگجو چونک کر اس لوہے کے گولے کو دیکھنے کے لئے جھکے ہی تھے کہ اچانک ایک کان پھاڑ دینے والا دھماکہ ہوا اور سردار تمبورا نے اپنے جنگجوؤں کے ٹکڑے اڑتے دیکھے۔ جس جگہ گولہ پھٹا تھا وہاں آگ کا ایک الاؤ سا روشن ہو گیا تھا جو تیزی سے اوپر اٹھتا چلا گیا تھا۔ دھماکہ، آگ کا الاؤ اور اپنے جنگجوؤں کے اس طرح ٹکڑے اڑتے دیکھ کر سردار تمبورا کی آنکھوں کے سامنے ایک لمحے کے لئے اندھیرا سا چھا گیا تھا۔

پھر جیسے ہی اس کی آنکھیں دیکھنے کے قابل ہوئیں اس نے اپنے

جنگجوؤں پر دشمن کو نہایت تیز اور خوفناک حملہ کرتے دیکھا۔ دشمن نیزوں، تلواروں اور کلہاڑوں سے اس کے جنگجوؤں پر حملے کر رہے تھے اور سردار تمبورا کے جنگجوؤں کی وہاں لاشیں گرتی جا رہی تھیں۔ سردار تمبورا کو اور تو کچھ نہیں سوجھا وہ تیزی سے اس درخت پر چڑھتا چلا گیا جس کی آڑ میں وہ چھپا اپنے جنگجوؤں کو موت کے گھاٹ اترتے دیکھ رہا تھا۔

دشمنوں کی تعداد بے حد کم تھی مگر انہوں نے جس تیزی سے سردار تمبورا کے جنگجوؤں پر حملہ کیا تھا اور دو افراد جس طرح آتشیں اسلحے سے اس کے ساتھیوں پر انگارے برسا رہے تھے اس کے جنگجوؤں کی تعداد تیزی سے کم ہوتی جا رہی تھی اور رہی سہی کسر ان لوہے کے گولوں نے پوری کر دی تھی جو اس کے جنگجوؤں کے پاس آ کر گرتے تھے اور اس کے جنگجوؤں کے ساتھ ساتھ ارد گرد کے درختوں کے بھی پرخچے اڑ جاتے تھے۔ کچھ ہی دیر میں دشمنوں نے سردار تمبورا کے تمام جنگجوؤں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ جو بچ گئے تھے وہ اپنی جانیں بچانے کے لئے ادھر ادھر بھاگ گئے تھے۔

"اوہ۔ یہ کیا ہو گا۔ ہم دشمنوں کو خاک و خون میں ملانے کے لئے آئے تھے مگر الٹا انہوں نے میرے تمام جنگجوؤں کو ہلاک کر دیا ہے۔ اب میں کیا کروں۔ میں درچ ڈاکٹروں کے پاس کیا منہ لے کر جاؤں گا"... سردار تمبورا نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم جو کوئی بھی ہو۔ درخت سے نیچے آ جاؤ ورنہ میں تمہیں

درخت سے گرا کر ایک لمحے میں ہلاک کر دوں گا"... سردار تمبورا کو ایک گرجدار آواز سنائی دی۔ اس نے دیکھا آتشیں ہتھیار والا ایک طاقتور سیاہ فام اس درخت کے نیچے کھڑا تھا اور اس نے آتشیں ہتھیار کا رخ اوپر کر رکھا تھا۔ اس کا انداز صاف بتا رہا تھا کہ اس نے درخت پر سردار تمبورا کو دیکھ لیا ہے۔

"ن۔ ن۔ نہیں۔ نہیں۔ مجھے ہلاک مت کرنا۔ میں نیچے آ رہا ہوں۔ میں نیچے آ رہا ہوں"... سردار تمبورا نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔ وہ آتشیں ہتھیار کی کارگزاری دیکھ چکا تھا جس میں سے دھماکوں کے ساتھ انگارے نکلتے تھے اور وہ انگارے جس جنگجو کے جسم میں اس نے گھستے دیکھے تھے اس کے جسم میں سوراخ ہو جاتے تھے اور وہ جنگجو چند ہی لمحوں میں تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو جاتا تھا اس لئے سردار تمبورا اس آتشیں ہتھیار سے واقعی خوفزدہ ہو گیا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ جلدی نیچے اترو"... اس سیاہ فام نے کہا تو سردار تمبورا کانپتا ہوا درخت سے نیچے آ گیا۔ جیسے ہی سردار تمبورا درخت سے نیچے آیا طاقتور سیاہ فام اس کے قریب آ گیا۔ وہ غور سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"کیا نام ہے تمہارا"... سیاہ فام نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"س۔ س۔ سردار تمبورا۔ م۔ م۔ میں سردار تمبورا ہوں"... سردار تمبورا نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"سردار۔ اوہ۔ تم کرکاش قبیلے کے سردار ہو"... سیاہ فام نے

چونک کر کہا۔

"ہاں۔ میں کرکاش قبیلے کا سردار ہوں"... سردار تمبورا نے کہا۔

"بہت خوب۔ پکڑ کر باندھ لو اسے۔ یہ ہمارے بہت کام آئے گا"... سیاہ فام نے اپنے ساتھیوں سے کہا تو اس کے کئی ساتھی آگے بڑھے اور انہوں نے سردار تمبورا کو پکڑ کر رسیوں سے باندھنا شروع کر دیا۔

دنگولوں کو ہلاک کرنے کے بعد عمران کو واپس کالاک میں اس کے ماکڑے میں پہنچا دیا گیا تھا۔ پھر اگلے روز واقعی عمران کو جنگل کے دوسری طرف ایک بڑی جھیل کے پاس لے جایا گیا تھا۔ وچ ڈاکٹروں نے عمران کو حکم دیا تھا کہ وہ اس جھیل میں کود کر اس کی گہرائی میں چلا جائے۔ اسے تین روز تک اس جھیل کے اندر رہنا تھا تین روز بعد اگر وہ اس جھیل سے زندہ نکل آتا تو اس کی دوسری آزمائش بھی پوری ہو جاتی اور وچ ڈاکٹر اس کی دوسری جیت کا اعلان کر دیتے۔

عمران جب دنگولوں کو ہلاک کر کے واپس جھونپڑی میں آیا تو پالوگ وہاں پہلے سے موجود تھا۔ اس نے عمران کو اس کی کامیابی پر دل کھول کر مبارک باد دی تھی۔ ساتھ ہی پالوگ نے عمران کو بتا دیا تھا کہ اگلی صبح اسے ان شیطانوں کے دوسرے مرحلے سے گزرنا ہے

پالوگ نے عمران سے کہا تھا کہ جب وہ لوگ اسے جھیل پر لے جائیں گے تو وہ بے خوف و خطر اس جھیل میں کود جائے۔ جھیل کی گہرائی میں شمال کی طرف ایک بڑا سوراخ ہے۔ جھیل میں اتر کر وہ اس سوراخ میں داخل ہو جائے۔ سوراخ زمین کے اندر ہی اندر ہوتا ہوا عمودی انداز میں اوپر اٹھتا ہے اور وہ دو پہاڑوں کے پاس جا نکلتا ہے۔ عمران کو اس سوراخ سے ہوتے ہوئے پہاڑوں کی طرف پہنچنا ہے جہاں پالوگ اس کا انتظار کرے گا۔ پھر پالوگ اسے لے کر نیلی روشنی والے غار میں چلا جائے گا جس میں وچ ڈاکٹر، اناتا دیوی اور اس کی شیطانی ذریتیں جھانکنے کا تصور بھی نہیں کر سکتیں۔

پالوگ تین روز عمران کو اپنے پاس رکھے گا اور پھر تین روز پورے ہوتے ہی عمران اس سوراخ سے دوبارہ جھیل میں آجائے گا۔ اس طرح وہ بظاہر تین روز مسلسل جھیل میں رہنے کے باوجود زندہ باہر آجائے گا اور وچ ڈاکٹر اور کرکاش قبیلے والے یہی سمجھیں گے کہ آمی ران نے تین روز جھیل کے اندر ہی گزار دیئے ہیں۔ اس طرح عمران دوسرے مرحلے میں بھی کامیاب ہو جائے گا۔

جب عمران کو جھیل کے پاس لے جایا گیا تو جھیل کے گرد بے شمار نیزہ بردار وحشی اکٹھے ہو گئے تھے۔ انہیں تین روز تک اس جھیل کے کنارے پر ہی رہنا تھا تاکہ اگر عمران جھیل سے باہر نکلنے کی کوشش کرے تو وہ اسے نیزے مار مار کر ہلاک کر دیں مگر عمران کو بھلا اس کی کیا پرواہ ہو سکتی تھی۔ وہ جھیل میں کود گیا تھا اور

گہرائی میں جا کر اس نے شمال کی طرف تیرنا شروع کر دیا تھا۔ وہاں واقعی ایک خاصا چوڑا شگاف تھا جس میں سے ہوتا ہوا وہ پہاڑوں کے ایک حصے میں جا نکلا تھا جہاں واقعی پالوگ اس کا منتظر تھا۔ جیسے ہی عمران شگاف سے نکلنے لگا پالوگ نے اس کے جسم پر سیاہ چادر ڈال دی تاکہ اناتا دیوی اور شیطانی ذریتیں اس کے بارے میں کچھ پتہ نہ لگا سکیں۔ پھر پالوگ اسے ایک پہاڑی غار میں لے گیا۔

غار میں ہلکی ہلکی نیلی روشنی ہو رہی تھی جو غار کی دیواروں سے پھوٹتی ہوئی معلوم ہو رہی تھی۔ وہاں ایک اور وحشی موجود تھا جو بے ہوش تھا۔ اس کی شکل ہو بہو پالوگ جیسی تھی۔ عمران کے پوچھنے پر پالوگ نے بتایا کہ یہ اصلی پالوگ ہے جس کا روپ دھار کر وہ ان جنگلوں میں آیا تھا۔ جب تک غار میں نیلی روشنی رہے گی اسے ہوش نہیں آئے گا۔ البتہ پالوگ نے عمران کو نیلی روشنی کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا کہ وہ کیوں ہے اور اس میں کیا خاصیت ہے کہ وچ ڈاکٹر وہاں جھانک نہیں سکتے تھے۔ عمران کو اس غار میں واقعی سکون ملا تھا۔ اس نے پالوگ کے ساتھ اس غار میں تین روز گزارے۔ پھر تیسرے روز جب عمران پالوگ کے ساتھ غار سے باہر نکلنے لگا تو پالوگ نے ایک بار پھر اس پر سیاہ چادر ڈال دی اور اسے واپس اس شگاف تک لے آیا جہاں سے عمران باہر نکلا تھا۔

عمران شگاف سے ہوتا ہوا دوبارہ جھیل میں آگیا اور پھر وہ تیرتا ہوا جھیل کی سطح پر آیا تو اسے زندہ دیکھ کر جھیل کے گرد موجود

وحشی انگشت بدنداں رہ گئے تھے۔ پاناشی کو تین روز بعد جھیل سے
نکلتے دیکھ کر اب وحشیوں نے باقاعدہ اس کے حق میں نعرے لگانے
شروع کر دیئے تھے۔ عمران کو ہاتھوں ہاتھ جھیل سے باہر نکالا گیا اور
پھر وچ ڈاکٹروں نے عمران کی دوسری جیت کا بھی برملا اعلان کر دیا۔
اس کے بعد عمران کو دوبارہ اس جھونپڑی میں پہنچا دیا گیا تھا۔ عمران
کو جھیل سے زندہ نکلتے دیکھ کر وہاں موجود سردار جوزاکا کے ارمانوں
پر جیسے اوس پڑ گئی تھی مگر عمران دوسرا مرحلہ بھی طے کر چکا تھا اور
وچ ڈاکٹروں نے ایک بار پھر اس کی جیت کا اعلان کر دیا تھا اس لئے
وہ اس کے خلاف کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔

اگلے روز عمران کو ایک بار پھر میدان میں لایا گیا جہاں قبیلے کے
وحشی پہلے کی طرح موجود تھے۔ عمران کے سامنے ہی تین انسانوں
کے گلے کاٹ کر ان کے خون سے ایک بڑا پیالہ بھرا گیا۔ وہ تینوں
انسان کسی دوسرے قبیلے کے تھے۔ وچ ڈاکٹروں کے حکم سے سردار
جوزاکا خون کا بھرا ہوا پیالہ لے کر عمران کے پاس آ گیا۔ عمران دل
ہی دل میں کھول رہا تھا مگر اسے یہ تیسرا مرحلہ بھی پورا کرنا تھا اس
لئے اس نے کوئی ردعمل ظاہر کئے بغیر سردار جوزاکا سے پیالہ لیا اور
پھر اس نے اسم اعظم تین بار پڑھا اور پیالہ منہ کے قریب کر لیا۔
اس نے پیالے میں پھونک ماری، جیسے ہی اس نے پیالے میں
پھونک ماری پیالے میں موجود خون ایک لمحے میں بھاپ بن کر
غائب ہو گیا۔ وہ یوں ظاہر کر رہا تھا جیسے وہ اس خون کو بڑی رغبت

سے پی رہا ہو۔ کچھ دیر کے بعد اس نے پیالہ ہونٹوں سے ہٹا لیا۔
خالی پیالہ دیکھ کر سردار جوزاکا کی رہی سہی امید بھی ختم ہو گئی
تھی اور اس کی آنکھیں بجھ سی گئی تھیں۔ عمران نے آسانی سے تینوں
مرحلے طے کر لئے تھے۔ وچ ڈاکٹروں نے اس کی تیسری جیت کا
اعلان کیا تو کرکاش قبیلے کے وحشی زور زور سے عمران کے حق میں
نعرے لگانے لگے جبکہ سردار جوزاکا مایوس ہو کر واپس کالاک کی
طرف لوٹ گیا۔

اس بار عمران کو قبیلے والے کاندھوں پر اٹھا کر کالاک کی طرف
لے گئے تھے۔ عمران کو اس سرخ چاند رات کا انتظار تھا۔ وہ جلد سے
جلد اس پراسرار قصے کو ختم کرنا چاہتا تھا۔ اسے جوزف اور سلیمان کا
بھی شدت سے انتظار تھا جو پالوگ کے کہنے کے مطابق جلد ہی اس
کے پاس پہنچنے والے تھے۔

سردار تمبورا جب چیخ چیخ کر جنگجوؤں کو آوازیں دے رہا تھا تو اس
کی آوازیں سن کر عمران بھی جھونپڑی سے باہر آ گیا تھا۔ سردار تمبورا
بے شمار ہتھیار بند جنگجوؤں کو کالاک سے باہر لے کر جا رہا تھا۔
عمران چند لمحے انہیں جاتا دیکھتا رہا پھر وہ کچھ سوچ کر ان کے پیچھے چل
پڑا۔ اس سے پہلے عمران جنگلوں میں گھوم پھر کر اپنے اس لیزر پوائنٹر
کو تلاش کرتا رہا تھا۔ آخر کار اسے وہ پوائنٹر مل گیا تھا جسے اس نے اٹھا
کر اپنے لباس میں چھپا لیا تھا۔ اب جب اس نے سردار تمبورا کو بے
شمار جنگجوؤں کے ساتھ جنگل کی طرف جاتے دیکھا تو اسے یقین ہو گیا

کہ جوزف اور سلیمان ان جنگلوں میں آچکے ہیں اور وہ ان کی سرکوبی کے لئے جا رہے تھے۔

عمران جانتا تھا کہ وہ جن تاریک اور پراسرار جنگلوں میں موجود ہے ان جنگلوں کی ہواؤں پر بھی اناتا دیوی اور وچ ڈاکٹروں کا سحر طاری ہے۔ ان ہواؤں نے انہیں جوزف اور سلیمان کی آمد کے بارے میں یقیناً بتا دیا ہوگا۔ پھر عمران نے آگے جا کر ان جنگجوؤں کو ایک طرف تیر برساتے دیکھا اور تیروں کے جواب میں انسانی چیخیں گونجیں تو عمران کے چہرے پر پریشانی لہرانے لگی۔ پھر جنگجو سردار تمبورا کے کہنے پر جب دشمنوں پر حملہ کرنے کے لئے ان کی طرف دوڑے تو اچانک مخالف سمت سے مشین گنوں کی مخصوص ریٹ ریٹ کی آوازیں گونج اٹھیں۔ مشین گنوں کی ریٹ ریٹ کی آوازیں سن کر عمران کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔ وہ سمجھ گیا کہ مشین گنیں چلانے والے اس کے ساتھی جوزف اور سلیمان ہی ہیں۔

کچھ ہی دیر میں وہاں گھمسان کی جنگ چھڑ گئی۔ بے شمار وحشی اپنے روایتی ہتھیار لے کر ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے تھے۔ عمران تیزی سے ایک درخت پر چڑھ گیا۔ اس نے دور سے ہی جوزف اور سلیمان کو دیکھ لیا تھا جن کے ساتھ بے شمار ریڈ انڈینز تھے۔ جوزف اور سلیمان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں جن سے وہ مسلسل کرکاش قبیلے والوں پر فائرنگ کر رہے تھے اور کرکاش قبیلے کے جنگجو

چیختے ہوئے خون میں لت پت ہو کر گرتے جا رہے تھے۔ پھر جوزف اور سلیمان نے ان پر ہینڈ گرنیڈ پھینکنے شروع کر دیئے۔ بموں کے خوفناک دھماکوں سے جنگل کا ماحول بری طرح سے لرز اٹھا تھا۔ بموں کے ساتھ سردار تمبورا کے ساتھیوں کے ٹکڑے اڑ جاتے تھے۔

جوزف، سلیمان اور ان کے ساتھ آئے ہوئے ریڈ انڈینز نے کرکاش قبیلے کے وحشیوں کو بہت کم وقت میں مار بھگایا تھا۔ عمران نے سردار تمبورا کو خوفزدہ ہو کر ایک درخت پر چڑھتے دیکھ لیا تھا۔ فائرنگ کی آوازوں اور بموں کے دھماکے شاید اس کے لئے نئی چیز تھے اس لئے وہ اور اس کے ساتھی بری طرح سے خوفزدہ ہو گئے تھے۔ سردار تمبورا کے بے شمار ساتھی ہلاک ہو گئے تھے۔ ان میں سے چند ایک ہی اپنی جانیں بچا کر زخمی حالت میں بھاگنے میں کامیاب ہو سکے تھے جن کے پیچھے جوزف نے ریڈ انڈینز کو لگا دیا تھا اور انہیں حکم دیا تھا کہ وہ بھاگنے والوں میں سے کسی کو بھی زندہ نہ چھوڑیں۔

جنگجوؤں کا خاتمہ کر کے جوزف مشین گن لے کر اس درخت کے پاس آگیا جس پر سردار تمبورا چھپا ہوا تھا۔ جوزف نے سردار تمبورا کو ہلاک کرنے کی دھمکی دیتے ہوئے اسے درخت سے نیچے اتار لیا تھا۔ پھر جوزف نے ریڈ انڈینز سے کہہ کر سردار تمبورا کو پکڑ کر رسیوں سے بندھوا لیا تھا۔ اس کے کہنے پر ریڈ انڈینز نے سردار تمبورا کو ایک درخت سے باندھ دیا اور جوزف اس سے عمران کے بارے میں سختی سے پوچھنے لگا۔ اس کے علاوہ وہ سردار تمبورا سے اس کے قبیلے کی بھی

معلومات لے رہا تھا۔ عمران درخت سے اترا اور پھر درختوں کے عقب سے ہوتا ہوا اچانک جوزف اور سلیمان کے سامنے آگیا۔

عمران کو اس طرح اچانک اپنے سامنے آتے دیکھ کر جوزف اور سلیمان بری طرح سے اچھل پڑے تھے۔ ان کی آنکھوں میں یکلخت مسرت کے دیئے جل اٹھے تھے جبکہ اسے دیکھ کر سردار منا گو اور اس کے کئی ساتھیوں نے اچانک عمران کو گھیر لیا تھا۔

"اوہ۔ باس تم یہاں"... جوزف نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور وہ تیزی سے عمران کے قریب آیا اور بے اختیار عمران کے گلے لگ گیا۔

"ارے۔ کالے بھوت۔ آہستہ۔ میں سنگل پسلی کا مالک ہوں۔ کیوں میری اکلوتی پسلی توڑ رہے ہو"... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو جوزف بے اختیار ہنستا ہوا اس سے الگ ہو گیا۔

"تم بھی آکر گلے مل لو جاسوس خانسامے۔ تم کیا الوؤں کی طرح ہڑ بڑ میری طرف دیکھ رہے ہو"... عمران نے سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا جو مسرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھ رہا تھا۔ ان دونوں کو اس قدر خوش دیکھ کر سردار منا گو اور اس کے ساتھی حیران ہو رہے تھے۔ پھر وہ سمجھ گئے کہ یہ وہی انسان ہے جس کے لئے وہ دونوں ان خطرناک جنگلوں میں آئے ہیں۔

"رہنے دیں۔ باز آیا میں آپ سے ملنے سے"... سلیمان نے جان بوجھ کر منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے وہ کیوں۔ کیا مجھے زندہ دیکھ کر تمہیں افسوس ہو رہا ہے"... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور نہیں تو کیا۔ میں اچھا خاصا باورچی تھا۔ آرام سے سکھ چین کی زندگی گزار رہا تھا کہ آپ کی وجہ سے مجھے اس کالے بھوت کے ساتھ ان جنگلوں میں آنا پڑا۔ اس بدبخت نے ان جنگلوں کی خاک چھنوا چھنوا کر میرا حشر کر کے رکھ دیا ہے۔ اب تو مجھے بھی یہی محسوس ہونے لگ گیا ہے جیسے میں بھی جنگلی ہوں۔ اگر آپ کے مرنے کی خبر فادر جوشوا اس کالے بھوت کو دے دیتا تو مجھے آپ کے لئے اس طرح جنگل کی خاک تو نہ چھانتا پڑتی"... سلیمان نے کہا تو عمران کے ساتھ ساتھ جوزف بھی ہنس پڑا۔

"چلو۔ ان جنگلوں میں آکر تمہیں اس بات کا تو احساس ہوا کہ کچھ کمانے کے لئے ہم جیسے فقیروں کو کہاں کہاں کی خاک چھاننی پڑتی ہے"... عمران نے ہنستے ہوئے کہا تو سلیمان بھی ہنس پڑا اور پھر وہ آگے بڑھ کر عمران کے گلے لگ گیا۔

"اب آپ کا کیا پروگرام ہے۔ کیا واپس چلیں"... سلیمان نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ارے۔ اتنی جلدی۔ اب آ ہی گئے ہو تو دو چار سال میرے ساتھ یہاں رہو۔ میری ایک دو روز میں یہاں شادی ہونے والی ہے یہاں مرغ پلاؤ تو نہیں ملے گا مگر تمہیں یہاں تازہ خون اور کچے گوشت کے پارچے ضرور مل جائیں گے"... عمران نے مسکراتے

ہوئے کہا تو سلیمان نے برا سا منہ بنا لیا۔

"کیا کہا آپ نے۔آپ یہاں شادی کر رہے ہیں"... سلیمان نے یقین نہ آنے والے نظروں سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔جدید دنیا میں تو میں شادی نہیں کرا سکا اب حسن اتفاق سے ان جنگلوں میں آ ہی گیا ہوں تو میں نے یہاں رہنے کے لئے اپنے لئے جگہ بنا لی ہے۔اب میں سوچ رہا ہوں کہ میں یہیں شادی کر لوں اور زندگی کے باقی دن چین اور سکون سے گزار دوں۔جاسوسی کے چکروں میں بھاگ دوڑ کر کے میں بری طرح سے تھک گیا ہوں۔اب میں دو چار بچوں کا باپ بن کر ان کی ٹیاؤں ٹیاؤں سننا چاہتا ہوں"... عمران نے اس انداز میں کہا کہ جوزف اور سلیمان ہنس دیئے۔

"چاہے وہ بچے جوزف کی طرح فل بلیک ہی کیوں نہ ہوں"... سلیمان نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران بھی ہنس پڑا جبکہ جوزف سلیمان کو تیز نظروں سے گھورنے لگا۔

"میری ہونے والی جورو کو دیکھو گے تو تم غش کھا کر گر پڑو گے"... عمران نے کہا۔

"چڑیلوں جیسی بھیانک سیاہ فام لڑکیوں کو دیکھ کر اچھا بھلا انسان غش کھا کر گر پڑتا ہے۔اگر میں گر پڑوں گا تو کیا ہو گا"... سلیمان نے کہا۔

"باس۔اس کی فضول باتیں چھوڑیں۔میں آپ کو سردار مناگو

سے ملواتا ہوں۔ان جنگلوں میں آنے کے لئے اس نے اور اس کے ساتھیوں نے ہم دونوں کی بے حد مدد کی ہے۔ہماری وجہ سے ان کے بے شمار ساتھی بھی ہلاک ہو گئے ہیں"... جوزف نے کہا اور پھر وہ عمران کا سردار مناگو سے تعارف کرانے لگا۔سردار مناگو عمران سے مل کر بہت خوش ہوا۔کچھ ہی دیر میں سردار مناگو کے وہ ساتھی بھی واپس آ گئے جو زخمیوں اور بھاگ جانے والے جنگجوؤں کے پیچھے گئے تھے۔انہوں نے جوزف اور سردار مناگو کو آ کر بتایا کہ انہوں نے ان سب کو ہلاک کر دیا ہے۔سلیمان نے عمران کو امام مسجد کا دیا ہوا امام ضامن دیا جسے عمران نے دائیں بازو پر باندھ کر کپڑے کے نیچے چھپا لیا تھا۔جوزف اور سلیمان نے اسے اور اس نے انہیں اپنی تمام روئیداد سنا دی تھی۔

عمران نے جوزف اور سلیمان کے بیگوں کو چیک کیا اور ان بیگوں میں چند ٹائم بم دیکھ کر اس کی آنکھوں میں چمک سی آ گئی۔یہ بم بھی جوزف کو تباہ شدہ ہیلی کاپٹر سے ملے تھے جنہیں وہ اپنے ساتھ ہی لے آیا تھا۔عمران کے کہنے پر سردار تمبورا کو وہیں ہلاک کر دیا گیا تھا۔جوزف، سلیمان اور ریڈ انڈینز کو دیکھ کر عمران کے ذہن میں ایک خیال آ گیا تھا۔وہ ان سب کو اپنے ساتھ کرکاش قبیلے میں لے جانا چاہتا تھا۔اس نے سردار مناگو سے کہا کہ وہ ان جنگجوؤں کے زیر جامے پہن لیں اور ان کے گلوں میں موجود ان کی مخصوص مالائیں اتار کر پہن لیں اور سفید رنگ سے ان جنگجوؤں کے جسموں پر بنے

ہوئے نقش و نگار بنالیں تو وہ بالکل ان جنگجوؤں جیسے نظر آنے لگیں گے۔

جوزف کا قد کاٹھ چونکہ سردار تمبورا سے ملتا جلتا تھا اور اس کی شکل بھی کسی حد تک سردار تمبورا جیسی تھی اس لئے عمران نے اسے سردار تمبورا بنانے کا فیصلہ کر لیا تھا جبکہ سلیمان نے بھی عمران کے کہنے پر ایک وحشی کا زیر جامہ اتار کر پہن لیا تھا اور وہاں سے جلی ہوئی لکڑیوں کی راکھ لے کر اپنے جسم پر لگالی تھی۔ پھر اس نے وحشی کے گلے سے اس کی مالائیں اتار کر پہنیں اور اپنے بالوں میں مٹی ڈال کر اور انہیں الجھا کر اس وحشی جیسا بنالیا۔ کچھ ہی دیر میں وہ واقعی ان جنگلیوں جیسا نظر آرہا تھا۔

سفید رنگ کے لئے بھی انہوں نے جلی ہوئی سفید اور سیاہ راکھ کا استعمال کیا تھا۔ کچھ ہی دیر میں وہ سب ان جنگجوؤں اور سردار تمبورا کی جگہ لے چکے تھے اور پھر عمران ان سب کو لے کر قبیلے کی طرف روانہ ہو گیا۔

قبیلے کے میدان میں کرکاش قبیلے کے تمام وحشی موجود تھے۔ آج سرخ چاند رات تھی۔ میدان میں جشن کا سا ماحول نظر آرہا تھا۔ ایک طرف تینوں وچ ڈاکٹر اپنی مخصوص کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے چہرے خوشی سے دمک رہے تھے۔

اناتا دیوی کی مورتی کے قریب لکڑی کے بڑے بڑے شہتیروں کو باندھ کر انہیں محراب کی صورت میں کھڑا کر دیا گیا تھا۔ محراب اناتا دیوی کی مورتی کے سر کے عین اوپر بنا ہوا تھا۔ اس محراب کے درمیان میں ایک رسی لٹکی ہوئی تھی جس کے ساتھ جدید دنیا کے ایک سیاہ فام انسان کو اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر الٹا لٹکا دیا گیا تھا سیاہ فام ہوش میں تھا اور خود کو بدلی ہوئی جگہ اور جنگل میں وحشیوں کے درمیان الٹا لٹکے دیکھ کر بری طرح سے چیخ چلا رہا تھا مگر اس کی چیخیں وہاں جیسے کوئی بھی نہیں سن رہا تھا۔ اس کی شکل قدرے

عمران سے ملتی تھی مگر اس کا جسم بے حد بھرا ہوا اور بھاری تھا۔ یہ اصلی پاناشی تھا جسے جمیکا اور اس کے کالے گدھ کہیں سے اٹھا لائے تھے۔

ایک طرف عمران موجود تھا جبکہ اس کے سامنے سردار جوزاکا اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ جوزف سردار تمبورا کے روپ میں عمران کے قریب دوسری کرسی پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ سلیمان عمران کے پیچھے کھڑا تھا۔ اس طرح ریڈ انڈینز بھی عمران کے ارد گرد کھڑے نظر آ رہے تھے۔ عمران نے ان سب کے حلیئے اس حد تک بدل دیئے تھے کہ کسی نے بھی ان کو ابھی تک نہیں پہچانا تھا۔ عمران کے کہنے پر جوزف نے سردار تمبورا بن کر وچ ڈاکٹروں کے پاس جا کر انہیں بتا دیا تھا کہ اس نے اور اس کے ساتھیوں نے آنے والے جونگو اور اس کے تمام ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ ان کے درمیان زبردست جنگ ہوئی تھی اور اس جنگ میں اس کے بھی بے شمار ساتھی ہلاک ہو گئے تھے۔

وچ ڈاکٹر چونکہ اب اناتا دیوی کے زندہ ہونے تک اپنی ماورائی طاقتوں کا استعمال نہیں کر سکتے تھے اس لئے انہیں جوزف کی باتوں پر یقین کرنا پڑا تھا۔ اگر وہ ماورائی طاقتوں کا استعمال کرتے تو انہیں فوراً جوزف کی اصلیت کا علم ہو جاتا۔ عمران نے سلیمان اور جوزف کے ساتھ مل کر اس میدان میں آ کر خاموشی سے زمین خنجروں سے کھود کر ان کے نیچے جگہ جگہ ٹائم بم لگا دیئے تھے۔ اسے چونکہ سردار

جوزاکا سے مقابلے اور اناتا دیوی کے زندہ ہونے کے وقت کے بارے میں بتا دیا گیا تھا اس لئے عمران نے ان ٹائم بموں پر ایسا وقت ایڈجسٹ کیا تھا کہ وہ اس مقررہ وقت پر ہی پھٹ سکتے تھے۔

وچ ڈاکٹر رانگو نے عمران کو اس پاناشی کے بارے میں بھی بتا دیا تھا کہ یہ ایسا انسان ہے جو جدید دنیا کا باسی ہے مگر وہ بے شمار بے گناہ اور معصوم انسانوں کو ہلاک کر چکا ہے۔ وہ چونکہ قاتل تھا اس لئے عمران کو اس قاتل سے کوئی ہمدردی نہیں تھی۔ اناتا دیوی کی مورتی سے کچھ فاصلے پر تین تیر اندازوں کو کھڑا کر دیا گیا تھا جنہوں نے وچ ڈاکٹر رانگو کے حکم سے اس لٹے لٹکے ہوئے پاناشی پر تیر برسانے تھے جس سے پاناشی کا سارا خون نکل کر اناتا دیوی کی مورتی پر گرنا تھا اور اناتا دیوی زندہ ہو کر مجسم حالت میں آ جاتی۔

قبیلے کے وحشی ڈھول بجاتے ہوئے مخصوص انداز میں دھم دھم کر رہے تھے اور اس دھم دھم کی آواز کے ساتھ وہ سب تانا نانا کا مخصوص راگ بھی الاپ رہے تھے۔ وچ ڈاکٹروں کی نظریں آسمان پر موجود چاند پر جمی ہوئی تھیں جس کا رنگ آہستہ آہستہ سرخی مائل ہوتا جا رہا تھا۔ سردار جوزاکا کرسی پر بیٹھا بار بار پریشانی کے عالم میں پہلو پر پہلو بدل رہا تھا۔ وہ عمران کی جانب تیز اور قہر بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے اس کا بس نہ چل رہا ہو اور ابھی اور اسی وقت اس کے ٹکڑے کر دے۔ جنگل کے خاموش اور پراسرار ماحول میں ڈھولوں کی دھم دھم اور انسانوں کی تانا نانا کی آوازیں دور دور تک جاتی ہوئی

معلوم ہو رہی تھیں۔

" صاحب ۔ میرا دل گھبرا رہا ہے"... سلیمان نے عمران سے مخاطب ہو کر دھیمے سے لہجے میں کہا۔

" کیوں ۔ کیا ہوا ہے"... عمران نے کہا۔

" اگر اناتا دیوی نے زندہ ہو کر ہمیں پہچان لیا تو پھر ۔ یہاں وحشیوں کی تعداد بھی بے حد زیادہ ہے ۔ یہ تو لمحوں میں ہماری تکا بوٹی کر دیں گے"... سلیمان نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

" چلو ۔ اس بہانے میری دعوت ولیمہ تو ہو جائے گی"... عمران نے کہا۔

" میں سچ کہہ رہا ہوں صاحب ۔ میرا واقعی دل گھبرا رہا ہے"... سلیمان نے سنجیدگی سے کہا۔

" اپنے دل کو سنبھالو ۔ اگر اس نے گڑبڑ کی تو ہمارا سارا پروگرام چوپٹ ہو جائے گا"... عمران نے کہا۔

" کیسے سمجھاؤں ۔ آپ ہی بتا دیں"... سلیمان نے بے بسی کے انداز میں کہا۔

" اس ڈھول کی تھاپ پر رقص کرنا شروع کر دو"... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

" بہت خوب ۔ اس ڈھول کی تھاپ پر میں ناچنا شروع کر دوں اور میرا پول کھل جائے اور خونخوار وحشی وقت سے پہلے ہی میرا قیمہ بنا دیں"... سلیمان نے کہا۔

" تو پھر خاموش کھڑے رہو"... عمران نے کہا تو سلیمان نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

" یہ سردار جوزاکا اس قدر بے چین کیوں ہے ۔ بار بار کرسی پر پہلو بدل رہا ہے اور آپ کی جانب بڑی خونخوار نظروں سے دیکھ رہا ہے"... سلیمان نے کہا کیونکہ عمران نے ان سب کو قبیلے کے تمام بڑے وچ ڈاکٹروں کی پہچان کرا دی تھی۔

" اسے مرنے کی جلدی ہو رہی ہے اس لئے یہ اس قدر بے چین ہے"... عمران نے کہا۔

" تو آپ انہیں وقت کیوں دے رہے ہیں ۔ آپ نے ان سب کو بارود کے ڈھیر پر بٹھا رکھا ہے ۔ ہمارے ساتھی بھی تیار ہیں ۔ آپ ان پر حملہ کیوں نہیں کر دیتے"... سلیمان نے کہا۔

" نہیں ۔ میں یہ سب کچھ اناتا دیوی کے زندہ ہونے کے بعد کروں گا ۔ تم نے صرف میری ہدایات پر عمل کرنا ہے ۔ اگر تم نے ذرا سی بھی غلطی کی تو ہم میں سے کوئی بھی زندہ نہیں بچے گا"... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

" اوہ ۔ یہ بدبخت اناتا زندہ ہو گی کب"... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" میں بھی اس کے زندہ ہونے کا انتظار کر رہا ہوں"... عمران نے کہا۔

" کیا آپ واقعی اس سے شادی کرنے والے ہیں"... سلیمان نے

کہا۔

"اس کا فیصلہ تو میری اور سردار جوزاکا کی لڑائی کے بعد ہی ہو گا۔
جو جیتے گا اناتا دیوی اس سے شادی کا اعلان کر دے گی۔ اب وہ خوش
قسمت میں ہوں یا سردار جوزاکا یہ تو تم بہتر سمجھ سکتے ہو"... عمران
نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ سچ مچ سردار جوزاکا سے لڑائی جیت کر
اناتا دیوی سے شادی کرنا چاہتا ہو۔

"ہونہہ۔ کیا اناتا دیوی کو فنا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ آپ
سے اس کی شادی ہو"... سلیمان نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ جب اناتا دیوی اپنی شادی کا اعلان کرے گی تو اس جنگل
سے دھند کے بادل قدرے ہٹ جائیں گے۔ وقتی طور پر ان
تاریکیوں میں موجود شیطانی ذریتیں پیچھے چلی جائیں گی۔ اناتا دیوی
اور وچ ڈاکٹروں میں اتنی طاقت نہیں ہو گی کہ وہ کچھ بھی جان سکیں
یا کر سکیں اور اسی لمحے میں ہم وہ کر گزریں گے جو ہمیں کرنا ہے۔ میں
اناتا کا جب تک ہاتھ پکڑ کر اسے چبوترے سے نیچے نہیں اتاروں گا وہ
اس وقت تک ہلاک نہیں ہو سکتی۔ تم اور جوزف ایک ساتھ وچ
ڈاکٹروں پر حملہ کرو گے۔ تم دونوں ان وچ ڈاکٹروں پر اس وقت
حملہ کرو گے جب وہ تینوں ایک ساتھ اپنی کرسیوں سے اٹھ کر
کھڑے ہوں گے"... عمران نے کہا۔

"یہ سب کے سب وحشی بدروحیں ہیں۔ کیا یہ سب گولیوں،
بموں اور عام اسلحے سے ہلاک ہو جائیں گے"... سلیمان نے پوچھا۔

"ہاں۔ ان کے جسم انسانی ہیں اس لئے انہیں کسی بھی طریقے
سے ہلاک کیا جا سکتا ہے"... عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"یہ سب آپ کو کالے دیو نے بتایا ہے"... سلیمان نے منہ بنا کر
کہا۔

"ہاں۔ کچھ باتیں جوزف نے بتائی ہیں اور کچھ باتوں کے بارے
میں مجھے پالوگ نے بتایا تھا"... عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا اور
پھر اچانک اونچی تخت نما کرسی پر بیٹھا ہوا بڑا وچ ڈاکٹر رانگو اٹھ کھڑا
ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی دوسرے دونوں وچ ڈاکٹر، سردار جوزاکا اور
جوزف بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے تھے جیسے ہی وہ اٹھ کر کھڑے ہوئے
ڈھول کی تھاپ بند ہو گئی اور وحشیوں نے بھی تانا نانا کا راگ الاپنا
بند کر دیا تھا۔ وہاں یکلخت موت کی سی خاموشی طاری ہو گئی تھی۔
تینوں وچ ڈاکٹر اور سردار جوزاکا سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھ رہے
تھے۔ عمران نے سر اٹھا کر دیکھا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ آسمان پر
موجود چاند کا رنگ انتہائی سرخ ہو رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے واقعی
چاند خون کے سمندر سے نہا کر نکلا ہو۔

"اناتا دیوی کو خون کا غسل دو۔ جلدی"... وچ ڈاکٹر رانگو نے
حلق کے بل چیختے ہوئے کہا تو اناتا دیوی کی مورتی کے سامنے کھڑے
تیر اندازوں نے کمانوں کا رخ الٹا لٹکے ہوئے سیاہ فام کی طرف کر دیا
ان کی کمانوں پر پہلے سے ہی تیر چڑھے ہوئے تھے۔ انہیں تیروں کا
رخ اپنی طرف کرتے دیکھ کر سیاہ فام انسان بری طرح سے چیخنے

چلانے لگا تھا۔

" تیر چلاؤ "... وچ ڈاکٹر رانگو نے ایک بار پھر چیخ کر کہا تو ان تیر اندازوں نے یکلخت سیاہ فام انسان پر تیر چلا دیئے ۔ ایک تیر سیاہ فام کے سر میں جا گھسا تھا جبکہ دوسرا تیر اس کی گردن میں اور تیسرا تیر عین اس کے سینے میں جا لگا ۔ تیر لگتے ہی سیاہ فام کے حلق سے ایک بھیانک چیخ نکلی اور وہ ایک لمحے کے لئے تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا ۔ اس کے جسم سے خون کے فوارے سے چھوٹ پڑے تھے اور خون کے فوارے عین انا تا دیوی کی مورتی پر گر رہے تھے جس سے انا تا دیوی کی مورتی تیزی سے سرخ ہوتی جا رہی تھی ۔

سیاہ فام کو انا تا دیوی کی مورتی کے اوپر اس انداز میں لٹکایا گیا تھا کہ اس کا سارا خون صرف مورتی پر ہی گر رہا تھا اور اس مورتی کے سر پر سے ہوتا ہوا اس کے جسم پر پھیلتا ہوا اس کے قدموں کے پاس جمع ہوتا جا رہا تھا ۔ جب سیاہ فام کا سارا خون نکل کر انا تا دیوی کی مورتی پر گر گیا تو اچانک سیاہ فام کے جسم میں خود بخود آگ بھڑک اٹھی اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کا جسم راکھ بن کر انا تا دیوی کی مورتی پر گر گیا ۔ ایک لمحے کے لئے انا تا دیوی کی مورتی اس راکھ میں چھپ سی گئی تھی پھر اچانک جھماکا سا ہوا اور انا تا دیوی کی مورتی وہاں سے غائب ہو گئی ۔

" اوہ ۔ یہ مورتی کہاں غائب ہو گئی ہے "... سلیمان نے اس طرح اچانک انا تا دیوی کی مورتی غائب ہوتے دیکھ کر چونک کر

کہا ۔

" خاموش رہو احمق "... عمران نے غرا کر کہا تو سلیمان نے بوکھلا کر جلدی سے منہ بند کر لیا ۔ اسی لمحے چبوترے پر ایک زرنگار کرسی نمودار ہو گئی جہاں چند لمحے قبل انا تا دیوی کی مورتی موجود تھی ۔ کرسی خالی نہیں تھی بلکہ اس پر سفید چاندی جیسے لباس میں ملبوس ایک نہایت حسین و جمیل لڑکی بیٹھی ہوئی تھی ۔ اس لڑکی کی شکل و صورت انا تا دیوی کی مورتی جیسی تھی مگر وہ اب اس مورتی سے کہیں زیادہ حسین نظر آ رہی تھی ۔ اس کے گلے میں بے شمار مالائیں تھیں جن میں ایک مالا ایسی تھی جس میں چھوٹی چھوٹی کھوپڑیاں پروئی ہوئی تھیں ۔ ان کھوپڑیوں کی آنکھوں میں بے پناہ سرخی تھی جیسے ان کی آنکھیں زندہ ہوں ۔

" جھک جاؤ ۔ انا تا دیوی زندہ ہو گئی ہے ۔ اس کے سامنے جھک جاؤ ۔ زرنگار کرسی اور کرسی پر موجود حسین لڑکی کو نمودار ہوتے دیکھ کر اچانک وچ ڈاکٹر رانگو نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا تو میدان میں موجود تمام افراد فوراً اس کے سامنے جھکتے چلے گئے ۔ عمران اور اس کے ساتھی جھکنے کی بجائے نیچے بیٹھ گئے تھے ۔ وہ جس انداز میں نیچے بیٹھے تھے انا تا یا وچ ڈاکٹر یہ نہیں دیکھ سکتے تھے کہ وہ جھکے ہیں یا نہیں ۔

" بس میرے پجاریو ۔ اٹھ جاؤ ۔ اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ "... اچانک انا تا دیوی نے اونچی اور چیختی ہوئی آواز میں کہا ۔ وہ جس قدر حسین

تھی اس کی آواز اس قدر بھاری اور کرخت تھی ۔ اس کی آواز دور دور تک سنائی دی تھی ۔ اس کی آواز سن کر وچ ڈاکٹر سمیت سبھی افراد اٹھ کر کھڑے ہو گئے تھے مگر ان سب کی گردنیں جھکی ہوئی تھیں ۔ یہ دیکھ کر عمران اور اس کے ساتھیوں نے بے اختیار منہ بنا لیا تھا ۔ تینوں وچ ڈاکٹر چبوترے سے اتر کر اور آہستہ آہستہ چلتے ہوئے اناتا دیوی کے چبوترے کے سامنے آگ کے پاس آکر نہایت مؤدبانہ انداز میں سر جھکا کر کھڑے ہو گئے جو اناتا دیوی کے چبوترے کے گرد جل رہی تھی ۔ پھر اچانک آگ بجھ گئی اور دائرے کی زمین خودبخود برابر ہو گئی ۔

"ہم اناتا دیوی کو نئی زندگی پر مبارک باد دیتے ہیں ۔ ہمیں خوشی ہے کہ ہماری دیوی ایک بار پھر ہمارے درمیان لوٹ آئی ہے"... تینوں وچ ڈاکٹروں نے یک زبان ہو کر کہا تو اناتا دیوی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی ۔

"اب میں ہمیشہ کے لئے واپس آ گئی ہوں ۔ میں تم سب کے ساتھ ہی رہوں گی ۔ ان تمام جنگلوں پر اور ہر طرف ہمارا راج ہو گا ۔ صرف ہمارا"... اناتا دیوی نے بھاری آواز میں کہا ۔

"ایسا ہو گا ۔ یقیناً ایسا ہی ہو گا مہان دیوی ۔ آپ کے دوبارہ زندہ ہونے سے ان جنگلوں سے تاریکی چھٹنے والی ہے ۔ اس تاریکی کے چھٹتے ہی ہمیں اس قدر مہان طاقتیں مل جائیں گی کہ ہم ان تمام جنگلوں کے ساتھ ساتھ پوری دنیا پر اپنا تسلط قائم کر سکتے ہیں ۔ بہت

جلد پوری دنیا کے انسانوں پر صرف آپ کا راج ہو گا"... وچ ڈاکٹر رانگو نے خوشامدانہ لہجے میں کہا ۔

"میں جانتی ہوں ۔ میں اس لئے تو صدیوں بعد نمودار ہوئی ہوں کہ میں پوری دنیا پر حکومت کر سکوں"... اناتا دیوی نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا ۔

"اناتا دیوی ۔ نقلی پاناشی آمی ران اور سردار جوزاکا کے لئے آپ کا کیا حکم ہے"... وچ ڈاکٹر رانگو نے کہا ۔

"ان دونوں کا مقابلہ شروع کرایا جائے ۔ ان دونوں کو ایک دوسرے سے موت کی جنگ لڑنی ہو گی اور جو اس جنگ میں جیتے گا وہی کرکاش قبیلے کا سردار ہو گا اور میں اسی سے شادی کروں گی"... اناتا دیوی نے کہا ۔ قبائلی چونکہ عمران کا صحیح تلفظ ادا نہیں کر سکتے تھے اور اناتا دیوی بھی چونکہ اس قبیلے کی فرد تھی اور اب ایک بدروح بن چکی تھی اس لئے اس نے بھی عمران کی بجائے آمی ران کہا تھا ۔ اس کی بات سن کر تینوں وچ ڈاکٹر اور میدان میں موجود وحشی بری طرح سے چونک پڑے جیسے اناتا دیوی نے ان کے سامنے بالکل انہونی بات کر دی ہو ۔

"شادی"... تینوں وچ ڈاکٹروں کے منہ سے حیرت کے عالم میں نکلا ۔

"ہاں ۔ بڑے شیطان کی مہان ذریتوں کا مشورہ ہے کہ اب مجھے ان جنگلوں میں کسی کے ساتھ شادی کر کے رہنا ہو گا ۔ میری شادی کا

مشورہ دیتے ہوئے مجھ سے کہا گیا تھا کہ میں یا تو سردار جوزاکا سے شادی کر سکتی ہوں یا پھر اس آمی ران سے جسے پالوگ دھوکے سے جمیکا کی مدد سے یہاں لایا تھا۔ ان دونوں میں سے جس سے بھی میں شادی کروں گی میری طاقتوں میں بے پناہ اضافہ ہو جائے گا اور میں بہت جلد ساری دنیا پر قابض ہو جاؤں گی"... اناتا دیوی نے کہا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے ہمیں سردار جوزاکا اور آمی ران کی جنگ کے ساتھ ساتھ آپ کی شادی کا بھی جشن منانا ہو گا"... وچ ڈاکٹر رانگو نے خوش ہو کر کہا۔

"ہاں۔ آج جشن کی رات ہے۔ ان دونوں کا مقابلہ کراؤ۔ جو جیتے گا جشن کا سہرا اس کے سر پر باندھ دیا جائے گا اور سارا قبیلہ رقص کرے گا"... اناتا دیوی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اجازت دیں دیوی کہ سردار جوزاکا اور آمی ران کا مقابلہ کرایا جا سکے"... وچ ڈاکٹر رانگو نے کہا۔

"اجازت ہے"... اناتا دیوی نے ہاتھ اٹھا کر انہیں باقاعدہ اجازت دیتے ہوئے کہا تو تینوں وچ ڈاکٹر سر جھکا کر اسے سلام کرتے ہوئے الٹے قدموں پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ وہ تینوں واپس چبوترے پر جا کر کھڑے ہو گئے تھے۔

"سنو۔ سنو۔ اناتا دیوی نے سردار جوزاکا اور آمی ران کے مقابلے کی اجازت دے دی ہے۔ اب سے چند لمحوں بعد ان دونوں کا باقاعدہ مقابلہ شروع ہو جائے گا۔ ان دونوں کو خالی ہاتھوں اس وقت تک

لڑنا ہو گا جب تک ان میں سے کوئی ایک ہلاک نہیں ہو جاتا۔ ان دونوں میں سے جو زندہ رہے گا وہی قبیلے کا سردار ہو گا اور اس سے اناتا دیوی کی شادی کر دی جائے گی۔ اناتا دیوی کی شادی کے بعد اس سردار کو دیوتا کا درجہ حاصل ہو جائے گا جو ہم سب کے لئے اناتا دیوی کی طرح مقدم ہو گا"... وچ ڈاکٹر رانگو نے اونچی آواز میں قبیلے والوں کو بتاتے ہوئے کہا تو قبیلے والوں نے زور زور سے اناتا دیوی کے حق میں نعرے لگانے شروع کر دیئے۔ وہ ابھی عمران اور جوزاکا کا نام نہیں لے رہے تھے کیونکہ وہ نہیں جانتے تھے کہ ان دونوں کی لڑائی میں جیت کس کی ہو گی اور کون ان کا سردار ہو گا اور اس سے اناتا دیوی کی شادی ہو گی اور وہ ان کا دیوتا بنے گا۔

"جوزاکا۔ آمی ران۔ اب تم دونوں میدان میں ایک دوسرے کے سامنے آ جاؤ"... وچ ڈاکٹر رانگو نے عمران اور سردار جوزاکا سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ دونوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ عمران نارمل انداز میں چلتا ہوا آگے آ گیا جبکہ سردار جوزاکا بڑے غرور بھرے انداز میں منہ بگاڑ کر مست ہاتھی کی طرح چلتا ہوا اس کے سامنے آ کھڑا ہوا تھا۔ اناتا دیوی اور قبیلے والوں کے ساتھ ساتھ عمران کے ساتھیوں کی نظریں بھی عمران اور سردار جوزاکا پر جمی ہوئی تھیں۔ بلاشبہ عمران سردار جوزاکا کے مقابلے میں کمزور دکھائی دے رہا تھا مگر سلیمان اور جوزف کے چہروں پر کسی قسم کی پریشانی کا کوئی تاثر نہیں تھا۔ وہ جانتے تھے کہ عمران بہترین فائٹر اور مارشل آرٹ کا ماہر ہے۔

"مقابلہ شروع کرو"... وچ ڈاکٹر رانگو نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ جیسے ہی وچ ڈاکٹر رانگو نے مقابلہ شروع کرنے کا کہا تو اچانک سردار جوزاکا نے پوری قوت سے عمران پر حملہ کر دیا۔ سردار جوزاکا نے عمران پر اچانک چھلانگ لگا دی تھی۔ وہ لحیم شحیم جسم کا مالک تھا اس کے باوجود وہ حیرت انگیز طور پر انتہائی پھرتیلا واقع ہوا تھا۔ عمران نے تیزی سے ایک طرف ہٹنے کی کوشش کی مگر دوسرے لمحے سردار جوزاکا کا جسم مڑا اور عمران اچانک اچھل کر دور جا پڑا۔ سردار جوزاکا نے واقعی انتہائی شاندار انداز میں اپنے جسم کو گھماتے ہوئے عمران کے پہلو میں زوردار ضرب لگائی تھی۔ یہ ضرب اس قدر زوردار تھی کہ عمران جیسا انسان بھی خود کو نہ سنبھال سکا تھا اور وہ اچھل کر دور جا گرا۔

عمران کو اس طرح گرتے دیکھ کر میدان میں موجود وحشیوں نے بے اختیار سردار جوزاکا کے حق میں نعرے لگانے شروع کر دیئے تھے۔ سردار جوزاکا قلابازی کھا کر ابھی سیدھا ہو ہی رہا تھا کہ زمین پر گرتے ہی عمران یوں اچھلا جیسے زمین میں سپرنگ لگے ہوں اور انہوں نے یکلخت عمران کو پورے زور سے اچھال دیا ہو۔ وہ اڑتا ہوا سیدھا سردار جوزاکا کی طرف آیا تھا مگر سردار جوزاکا واقعی بے حد پھرتیلا تھا۔ اس نے یکلخت دائیں طرف قلابازی کھائی اور عمران کے حملے سے بچ نکلا لیکن وہ ابھی سیدھا ہوا ہی تھا کہ عمران نے اپنے جسم کو گھما کر موڑا اور پاؤں زمین پر رکھتے ہوئے دوسری ٹانگ گھما کر اس

انداز میں سردار جوزاکا کے سینے پر ماری کہ سردار جوزاکا دھاڑتا ہوا پیچھے ہٹتا چلا گیا مگر ساتھ ہی وہ اچھل کر ایک بار پھر عمران پر حملہ آور ہو گیا۔

سردار جوزاکا نے لات گھما کر عمران کی گردن پر ماری تو عمران ایک بار پھر زمین پر گر گیا۔ سردار جوزاکا تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے عمران کی گردن پکڑنی چاہی مگر اسی لمحے عمران کی زوردار ٹانگ اس کی ٹانگوں پر پڑی اور وہ اچھل کر پشت کے بل نیچے جا گرا۔ اس کے گرتے ہی عمران اٹھا اور اس نے تیزی سے سردار جوزاکا کی ایک ٹانگ پکڑ لی۔ سردار جوزاکا نے دوسری ٹانگ عمران کو مارنا چاہی مگر عمران نے اپنے جسم کو کمان کی طرح موڑا اور سردار جوزاکا کی ٹانگ پکڑے پکڑے دائیں طرف قلابازی کھا گیا۔ اس کے گھومتے ہی سردار جوزاکا بھی زمین پر بری طرح سے گھوم گیا تھا۔ عمران کا دوسرا ہاتھ گھوم کر پوری قوت سے ہتھوڑے کی طرح سردار جوزاکا کی پنڈلی پر پڑا۔ کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی سردار جوزاکا کی پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ اب سردار جوزاکا زمین پر پڑا بری طرح تڑپ رہا تھا۔ وہ اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا مگر ٹوٹی ہوئی پنڈلی کی وجہ سے وہ بار بار اٹھتا اور ہر بار گر جاتا تھا۔

ماحول پر موت کا سا سکتہ طاری تھا۔ ہر آنکھ ان دونوں کی لڑائی دیکھنے میں مصروف تھی۔ وہ سب پلکیں جھپکائے اور سانس روکے ایک دیو اور ایک انسان کی لڑائی دیکھ رہے تھے۔ عمران نے جس

طرح سردار جوزاکا کی پنڈلی ہاتھ کی ضرب سے توڑ دی تھی اس سے ان سب کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں۔

"مزہ آ رہا ہے سردار جوزاکا"... عمران نے سردار جوزاکا کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا۔

"مم۔ میں۔ میں تمہاری بوٹیاں اڑا دوں گا"... سردار جوزاکا نے ایک بار پھر اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔ پھر وہ جیسے تیسے ایک ٹانگ پر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے عمران کی طرف ہاتھ بڑھایا جیسے وہ عمران کی گردن پکڑنا چاہتا ہو اچانک عمران کا بازو گھوما اور اس بار سردار جوزاکا کے حلق سے انتہائی دلخراش چیخ نکلی اور وہ زور دار دھماکے سے نیچے جا گرا۔ اس نے بازو عمران کی طرف بڑھایا ہی تھا کہ عمران نے کھڑی ہتھیلی کا وار کر کے اس کے بازو کی ہڈی توڑ دی تھی۔ سردار جوزاکا زمین پر پڑا بری طرح سے تڑپ رہا تھا۔ اسی لمحے عمران نے زور دار انداز میں سردار جوزاکا کے دوسرے بازو پر پیر مار دیا۔ دوسرے لمحے سردار جوزاکا کے دوسرے بازو کی ہڈی زمین سے ٹکرا کر ٹوٹ گئی اور سردار جوزاکا کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بری طرح مسخ ہوتا چلا گیا۔ وہ زمین پر پڑا ماہی بے آب کی مانند تڑپ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں تکلیف کی شدت سے باہر ابل آئی تھیں۔ وہ اب کھڑا نہیں ہو سکتا تھا۔ عمران نے اس کی ایک ٹانگ اور اس کے دونوں بازو توڑ دیئے تھے۔ وہ بری طرح سے ہانپ رہا تھا۔ اس قدر تکلیف کے باوجود وہ ہوش میں تھا

جس سے پتہ چلتا تھا کہ اس میں قوت مدافعت بے حد زیادہ ہے۔

انانا دیوی، تینوں وچ ڈاکٹر اور قبیلے کے وحشی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھ رہے تھے جس نے جسمانی طور پر انتہائی طاقتور سردار جوزاکا کو زمین بوس کر دیا تھا۔ عمران نے جس انداز میں سردار جوزاکا کو مفلوج کیا تھا یہ شاید کسی دوسرے کے بس کی بات نہیں تھی۔

"تت۔ تم۔ تم انسان نہیں ہو۔ تم وچ ڈاکٹر ہو۔ وچ ڈاکٹر۔ وچ ڈاکٹر ہی مجھ جیسے طاقتور انسان کو اس طرح شکست دے سکتا ہے کوئی عام انسان نہیں"... سردار جوزاکا نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جو چاہے سمجھو۔ لیکن بہرحال میں ایک عام انسان ہوں"... عمران نے کہا۔ اس نے آگے بڑھ کر سردار جوزاکا کو اٹھانا چاہا۔ جیسے ہی وہ سردار جوزاکا کو اٹھانے کے لئے جھکا سردار جوزاکا کی صحیح ٹانگ گھومی اور عمران کے پہلو پر پڑی۔

سردار جوزاکا میں واقعی بے پناہ قوت تھی۔ اس نے اس حالت میں بھی عمران کو ضرب لگانے کی کوشش کی تھی مگر بہرحال اس کی ضرب میں اس قدر شدت نہ تھی کہ وہ عمران کو گرا دیتا۔ دوسرے لمحے عمران یکلخت سیدھا ہوا۔ اس سے پہلے کہ سردار جوزاکا کی ٹانگ ضرب لگا کر پوری طرح سے سیدھی ہوتی عمران کا جسم یکلخت ہوا میں اچھلا اور اس کے دونوں پیر سردار جوزاکا کی سیدھی ہوتی ہوئی ٹانگ پر

پڑے اور سردار جوزاکا کے حلق سے کربناک چیخ نکلی۔اس کا جسم بری طرح سے پھڑکا اور پھر وہ یکلخت ساکت ہوتا چلا گیا۔

اس بار وہ تکلیف کی شدت برداشت نہیں کر سکتا تھا اور بے ہوش ہو گیا تھا۔اسے بے ہوش ہوتے دیکھ کر عمران نے اسے جھک کر دونوں ہاتھوں سے یوں اٹھا لیا جیسے سردار جوزاکا کا بھاری بھرکم جسم اس کے لئے معمولی بھی وزن نہ رکھتا ہو۔وہ سردار جوزاکا کو اٹھائے ہوئے اس چبوترے کی طرف آیا جہاں اناتا دیوی زرنگار کرسی پر بیٹھی تھی۔

عمران نے سردار جوزاکا کو اناتا دیوی کے سامنے پھینک دیا۔اناتا دیوی کی آنکھوں میں عمران کے لئے تحسین کے تاثرات تھے۔عمران نے اپنے سے کئی گنا طاقتور اور بھاری جسامت والے سردار جوزاکا کو جس طرح مار مار کر بے ہوش کر دیا تھا اس سے اناتا دیوی بہت خوش تھی۔

"بہت خوب آمی ران۔تم نے سردار جوزاکا جیسے طاقتور انسان کو اس طرح شکست دے کر ثابت کر دیا ہے کہ تم اس سے زیادہ طاقتور اور بہادر ہو۔تم واقعی کرکاش قبیلے کے نئے سردار اور مجھ سے شادی کرنے کے اہل ہو۔میں تم سے بہت خوش ہوں۔بہت خوش"... اناتا دیوی نے کہا تو عمران کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ ابھر آئی۔ اسی لمحے وچ ڈاکٹر رانگو نے کرسی سے اٹھ کر عمران کی جیت کا اعلان کر دیا۔عمران کی جیت کا اعلان ہوتے ہی

قبیلے والوں نے ایک بار پھر زور زور سے ڈھول بجائے اور بے اختیار رقص کرنا شروع کر دیا۔جنگل اچانک سردار آمی ران زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھا تھا۔

میدان میں جشن کا ماحول تھا۔ ہر طرف ڈھول تاشے بج رہے تھے۔ گھٹا ٹوپ تاریکی اب مدھم پڑتی جا رہی تھی اور ہلکی ہلکی روشنی پھیل رہی تھی۔ قبیلے کے وحشی عمران اور اناتا دیوی کی خوشی میں دیوانہ وار رقص کر رہے تھے۔ اناتا دیوی کے چبوترے پر اس کی کرسی کے قریب ایک اور زرنگار کرسی رکھ دی گئی تھی جس پر عمران بیٹھ گیا تھا۔ اناتا دیوی کی آنکھیں خوشی سے چمک رہی تھیں۔

تینوں وچ ڈاکٹروں کے حکم سے بے ہوش سردار جوزاکا کو چند وحشی زہریلی دلدل میں پھینکنے کے لئے لے گئے تھے۔ عمران اور اس کے تمام ساتھی خاموش تھے۔ عمران کے اشارے پر جوزف نے ایک وحشی سے ڈھول لے کر گلے میں ڈال لیا تھا اور اسے زور زور سے بجانا شروع کر دیا تھا اور سلیمان نے بے اختیار ہو کر ان وحشیوں کے ساتھ باقاعدہ ناچنا شروع کر دیا تھا۔ ریڈ انڈینز بھی ان سب کے ساتھ ناچ رہے تھے۔ عمران نے اشارے سے جوزف سے کہا تھا کہ وہ

سردار مناگو سے کہے کہ وہ اور اس کے ساتھی اسی طرح ناچتے ہوئے وہاں سے جس قدر ہو سکے پیچھے ہٹ جائیں کیونکہ انہوں نے میدان کے مختلف حصوں میں جو ٹائم بم لگائے تھے ان کے پھٹنے کا وقت ہوا جا رہا تھا۔

سلیمان نے ناچتے ناچتے ایک وحشی سے اس کا نیزہ لے لیا تھا اور وہ اسے بڑے ماہرانہ انداز میں ادھر ادھر گھماتے ہوئے ناچ رہا تھا۔ وہ ناچتے ناچتے غیر محسوس انداز میں اس چبوترے کی طرف بڑھ رہا تھا جس پر تینوں وچ ڈاکٹر بیٹھے تھے۔ جوزف بھی ڈھول بجاتا ہوا پہلے سردار مناگو کے پاس گیا اور اسے عمران کا پیغام دے کر اسی طرح ڈھول بجاتا ہوا اب چبوترے کی طرف بڑھ رہا تھا اور پھر وہ دونوں جیسے ہی وچ ڈاکٹروں کے چبوترے کے پاس پہنچے عمران اچانک اناتا دیوی کی طرف دیکھنے لگا۔

" اناتا دیوی۔ آج جشن کی رات ہے۔ میری اور تمہاری شادی ہونے والی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہم اس جشن کا بھرپور لطف اٹھائیں اور قبیلے والوں کے ساتھ جا کر ناچیں۔ کیا تم ناچنے میں میرا ساتھ دو گی"... عمران نے اناتا دیوی سے مخاطب ہو کر کہا۔

" اوہ۔ ضرور۔ کیوں نہیں۔ یہ بھی پوچھنے کی بات ہے۔ آؤ"... اناتا دیوی نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی اس نے عمران کی طرف ہاتھ بڑھایا تو عمران نے اس کا ہاتھ پکڑا اور خود بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اناتا دیوی کا ہاتھ اس قدر سرد تھا جیسے

عمران نے برف کا ٹکڑا پکڑ لیا ہو۔ وہ چونکہ ایک بدروح تھی اس لئے اس کے جسم میں خون کی گرمی نہیں تھی۔ وہ دونوں چبوترے سے نیچے اتر آئے۔ جیسے ہی اناتا دیوی نے چبوترے سے نیچے قدم رکھے عمران کسی عقاب کی طرح اس پر جھپٹا۔ دوسرے لمحے اناتا دیوی اس کے ہاتھوں میں یوں اٹھتی چلی گئی جیسے وہ ہلکی پھلکی گڑیا ہو۔ عمران نے اسے اٹھا کر پوری قوت سے زمین پر پٹخ دیا تھا۔ زمین سے ٹکرا کر اناتا دیوی یکبارگی یوں اچھلی جیسے گیند زمین سے ٹکرا کر اچھلتی ہے۔ اناتا دیوی کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی تھی۔ اسے جس طرح عمران نے گھما کر زمین پر مارا تھا، اناتا دیوی کے گلے میں موجود کھوپڑیوں کی مالا ٹوٹ کر بکھر گئی تھی اور ایک کھوپڑی عین اس کے چہرے کے سامنے آگری تھی۔ جیسے ہی کھوپڑی اناتا دیوی کے سامنے آئی کھوپڑی کی آنکھیں چمکیں اور اناتا دیوی کو اپنی آنکھوں میں سرخی سی بھرتی ہوئی محسوس ہوئی۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتی عمران نے جیب سے لیزر پوائنٹر نکال کر اس کی لیزر آن کی اور پھر اس کا ہاتھ تیزی سے دائیں بائیں اور آڑے ترچھے انداز میں حرکت کرنے لگا۔ لیزر اناتا دیوی کے جسم پر آڑے ترچھے انداز میں پڑ رہا تھا اور اناتا دیوی کا جسم یکلخت یوں ٹکڑے ٹکڑے ہوتا جا رہا تھا جیسے عمران اس کے جسم پر کلہاڑے مار مار اس کے ٹکڑے کر رہا ہو۔ اناتا دیوی کے جسم کا ہر ٹکڑا بری طرح سے پھڑک رہا تھا اور اس کی آنکھیں بے نور ہوتی جا رہی تھیں۔ اس بار عمران نے ایل پی کی کٹر ریز کا استعمال

کیا تھا اور اسے ایسا کرنے کا پالوگ نے ہی کہا تھا۔

اناتا دیوی کا یہ حشر دیکھ کر تینوں وچ ڈاکٹر یکلخت اچھل کر کھڑے ہو گئے تھے۔ جیسے ہی وہ اٹھ کر کھڑے ہوئے سلیمان جو ناچتا ہوا ان کے قریب پہنچ چکا تھا اس نے یکلخت دوڑ کر نیزہ وچ ڈاکٹر ہاشنگ کے سینے میں مار دیا۔ سلیمان نے نیزہ اس کے سینے میں اس قدر زور سے مارا تھا کہ نیزہ وچ ڈاکٹر ہاشنگ کی پسلیاں توڑتا ہوا سیدھا اس کے دل میں جا گھسا تھا۔ وچ ڈاکٹر ہاشنگ کو اس طرح ہلاک ہوتے دیکھ کر وچ ڈاکٹر رانگو اور وچ ڈاکٹر چیاتنگا جیسے بت سے بن گئے تھے۔ اسی لمحے جوزف نے اپنے نیفے میں اڑسے ہوئے دو خنجر نکالے اور ان دونوں کو پوری قوت سے ان وچ ڈاکٹروں پر کھینچ مارا ایک خنجر وچ ڈاکٹر رانگو کی عین گردن میں جا گھسا تھا جبکہ دوسرا خنجر وچ ڈاکٹر چیاتنگا کے سینے میں عین اس کے دل میں جا گھسا تھا۔ وہ دونوں جیسے ہی اٹھ کر کھڑے ہوئے تھے خنجر کھا کر کرسیوں سے ٹکرائے اور کرسیوں سمیت الٹتے چلے گئے۔ ادھر اناتا دیوی کے جسم کے ٹکڑوں میں یکلخت آگ لگ گئی تھی اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے جل کر رکھ بن گئے تھے۔

اناتا دیوی اور وچ ڈاکٹروں کو ان کے ہاتھوں اس طرح ہلاک ہوتے دیکھ کر قبیلے والے یکلخت ساکت ہو گئے تھے۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتے اچانک دائیں طرف وحشیوں کے ہجوم میں ایک ہولناک دھماکہ ہوا اور بے شمار وحشیوں کے ٹکڑے اڑتے چلے گئے

دھماکہ اس قدر شدید اور خوفناک تھا کہ یکبارگی زمین بری طرح سے لرز اٹھی تھی اور قبیلے کے وحشی اچھل اچھل کر گر پڑے تھے۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتے اچانک جیسے وہاں قیامت سی آ گئی۔ میدان میں جگہ جگہ خوفناک دھماکوں سے بم پھٹنا شروع ہو گئے تھے۔ خوفناک دھماکوں کے ساتھ وحشیوں کے ٹکڑے اڑ رہے تھے اور پھر جیسے ان وحشیوں میں بھگدڑ سی مچ گئی۔ وہ بری طرح سے چیختے ہوئے ادھر ادھر بھاگ رہے تھے مگر ریڈ انڈینز جو دھماکے ہونے سے پہلے ہی وہاں سے ہٹ گئے تھے انہوں نے اچانک ان بھاگتے ہوئے وحشیوں پر حملہ کر دیا۔

"جوزف۔ مشین گن اور ہینڈ گرنیڈز لے آؤ۔ ان شیطانوں میں سے کسی ایک کو بھی زندہ نہیں بچنا چاہئے"... عمران نے چیخ کر جوزف سے مخاطب ہو کر کہا تو جوزف اور سلیمان تیزی سے اس طرف بھاگ گئے جہاں انہوں نے ایک درخت کی کھوہ میں اپنا اسلحہ چھپا رکھا تھا۔ جلد ہی وہ اسلحہ لے کر عمران کے پاس آ گئے۔ عمران نے راکٹ گن لی اور ان میں راکٹ لوڈ کر کے ان شیطان صفت وحشیوں پر راکٹ برسانے لگا جبکہ سلیمان اور جوزف نے ان پر تڑاتڑ فائرنگ شروع کر دی تھی۔ فائرنگ کرتے ہوئے وہ ان شیطان صفت وحشیوں پر ہینڈ گرنیڈ بھی برسا رہے تھے جن سے ان وحشیوں کے ٹکڑے اڑ جاتے تھے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے جس خوفناک انداز میں ان پر حملہ کیا تھا ان وحشیوں کو ان پر جوابی

کارروائی کا موقع ہی نہیں مل رہا تھا۔

میدان ہر طرف لاشوں سے اٹا جا رہا تھا۔ وحشی جدھر بھاگ نکلنے کی کوشش کرتے عمران ان پر راکٹ فائر کر دیتا تھا جس سے بھاگتے ہوئے کئی وحشیوں کے ایک ساتھ ٹکڑے اڑ جاتے تھے۔ ہر طرف آگ لگ گئی تھی۔ سائیڈوں میں موجود درخت جلنا شروع ہو گئے تھے اور وہاں موجود جھاڑیوں نے بھی خشک گھاس کی طرح جلنا شروع کر دیا تھا۔ جو وحشی جانیں بچا کر درختوں پر چڑھ گئے تھے اور جھاڑیوں میں جا چھپے تھے انہیں ہر طرف سے آگ نے گھیر لیا تھا اور وہ آگ میں زندہ جلتے ہوئے چیخ رہے تھے۔ انہیں وہاں سے زندہ بچ کر نکلنے کی کوئی راہ نہیں مل رہی تھی اور عمران اور اس کے ساتھی ان میں سے کسی ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑ رہے تھے۔

عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ سردار مناگو اور اس کے ساتھی ریڈ انڈینز بھی ان وحشیوں پر موت بن کر جھپٹ رہے تھے ان سب نے مل کر شیطانی کرکاش قبیلے کے ایک ایک وحشی کو ہلاک کر دیا تھا۔ پھر وہ سب عمران کے ساتھ کالاک میں گئے اور انہوں نے وہاں موجود بچے کھچے وحشیوں کو بھی ہلاک کر دیا اور ان کی جھونپڑیوں میں آگ لگانی شروع کر دی۔ چند ہی لمحوں میں جھونپڑیاں آگ میں گھر گئی تھیں اور آگ کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے عمران، سلیمان اور جوزف نے اور سردار مناگو اور اس کے ریڈ انڈینز ساتھیوں نے اناتا دیوی کے تاریک جنگل میں ہر طرف تباہی پھیلا

دی تھی اور انانا دیوی کے ساتھ ساتھ اس کے پجاریوں کا نام و نشان تک مٹا دیا تھا۔

عمران جوزف کے ساتھ اس نیلی روشنی والے غار میں گیا تھا مگر انہیں وہاں پالوگ نہیں ملا تھا۔ انانا دیوی کے ہلاک ہونے کی وجہ سے غار سے نیلی روشنی بھی ختم ہو چکی تھی اور وہاں بے ہوش پڑا اصلی پالوگ بھی غائب تھا۔ شاید وہ بھی خود بخود فنا ہو گیا تھا اور باگزان چونکہ فادر جوشوا کا ساتھی اور افریقہ کا وچ ڈاکٹر تھا وہ بھی غائب ہو گیا تھا جسے ظاہر ہے فادر جوشوا نے ہی غائب کیا تھا۔

کرکاش قبیلے کو مکمل طور پر نیست و نابود کر کے وہ سب واپس چل پڑے۔ عمران نے پہلے ہی گھوم پھر کر سمندر کا ساحل بھی دیکھ لیا تھا اس لئے وہ ان سب کو اس ساحل پر لے آیا تھا جہاں کرکاش قبیلے والوں کی کشتیاں موجود تھیں۔ عمران نے ان سب کو کشتیوں پر سوار ہونے کو کہا اور پھر وہ خود بھی ایک کشتی میں سوار ہو گیا۔ کچھ ہی دیر میں ان کی کشتیاں سمندر میں تیرتی جا رہی تھیں۔ تاریک جنگل کے درختوں اور جھاڑیوں نے آگ پکڑ لی تھی اور آگ جیسے تیزی سے سارے جنگل میں پھیلتی جا رہی تھی۔ تاریک جنگل اب آگ کی روشنی میں چمک رہا تھا۔ وہاں سے تاریکی کا راج ختم ہو گیا تھا۔

عمران اور اس کے ساتھی کشتیوں میں سردار منا گو کے ساتھ اس کے منگارو قبیلے میں آ گئے۔ جوزف عمران کو اس تباہ شدہ ہیلی کاپٹر

تک لے گیا تھا جہاں سے اس نے اسلحہ اور بم حاصل کئے تھے۔ عمران نے اس ہیلی کاپٹر کا ٹرانسمیٹر چیک کیا جو ٹھیک حالت میں تھا اس کی بیٹریاں البتہ ٹوٹ چکی تھیں مگر ان میں بہرحال چارجنگ موجود تھی۔ تھوڑی سی محنت سے عمران نے ان بیٹریوں کو ٹھیک کر لیا اور ٹرانسمیٹر آن کر لیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر پر بلیک زیرو کی فریکونسی ایڈجسٹ کی اور بلیک زیرو سے رابطہ قائم کرنے لگا۔ بلیک زیرو سے جب اس کا رابطہ ہوا تو عمران کی آواز سن کر بلیک زیرو خوش ہو گیا تھا۔ عمران نے اسے مختصر طور پر تفصیل بتائی اور انہیں برازیل کے جنگلوں سے واپس لے جانے کے انتظامات کرنے کا کہا۔

بلیک زیرو نے برازیل حکومت سے رابطہ کیا اور پھر وہاں ایک ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر پہنچ گیا جس میں سوار ہو کر عمران، جوزف اور سلیمان برازیل کے دارالحکومت کی طرف روانہ ہو گئے جہاں سے ان کے لئے واپس پاکیشیا جانا کچھ مشکل نہ تھا اس لئے وہ بے فکر ہو کر اور اطمینان سے ہیلی کاپٹر میں سفر کر رہے تھے اور ہیلی کاپٹر وسیع سمندر کے اوپر سے گزرتا ہوا انہیں برازیل کے دارالحکومت کی طرف لے جا رہا تھا۔

ختم شد

عمران اور میجر پرمود پر لکھا گیا ایک ایکشن فل ' حیرت انگیز اور اچھوتا ناول

سلور جوبلی نمبر

مکمل ناول

سلور پاور

مصنف

ظہیر احمد

سلور پاور ایک ایسی طاقت جس سے ایٹمی میزائلوں کی طاقت میں ہزاروں گنا اضافہ کیا جا سکتا تھا۔

سلور پاور جسے اسرائیل کے ایجنٹ لے اڑے تھے مگر ان کا طیارہ اوٹان میں گر کر تباہ ہو گیا۔

سلور پاور جسے اوٹان سے ساک لینڈ کے ایجنٹوں نے اڑا لیا۔

ساک لینڈ کراسٹی کا ملک ۔ جہاں سلور پاور کی حفاظت کا انتہائی سخت اور فول پروف انتظام کیا گیا تھا۔

کرنل سکارنو کے جی بی تھری کا چیف۔ جس کے پاس ساک لینڈ میں میجر پرمود کی آمد کی حتمی اطلاع تھی۔

کرنل سکارنو جس نے میجر پرمود اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ساک لینڈ آنے سے روکنے کے لئے فول پروف انتظام کر رکھا تھا۔

میجر پرمود جو کرنل سکارنو کے سامنے موجود تھا۔ مگر ——؟

عمران جب اپنی ٹیم لے کر ساک لینڈ پہنچا تو ——؟

عمران اور میجر پرمود جن کا مشن سلور پاور کا حصول تھا۔

میجر پرمود جس نے عمران کو دوسری بار سامنے آنے پر خوفناک نتائج کی دھمکی دے دی۔

میجر پرمود جو سلور پاور کے حصول کے لئے کھل کر میدان میں آ گیا۔

عمران اور میجر پرمود کا خوفناک اور جان لیوا ٹکراؤ

وہ لمحات جب عمران اور اس کے ساتھی میجر پرمود کی موجودگی میں اپنا مشن مکمل کرنا چاہتے تھے۔ مگر ——؟

وہ لمحات جب میجر پرمود کو کرنل سکارنو کے مسلسل حملوں سے جان بچانے کے لئے اپنی کار کو خوفناک دریا میں گرانا پڑا۔

وہ لمحات جب میجر پرمود پر کرنل سکارنو اور اس کی فورس بے پناہ اور خوفناک حملے کر رہی تھی۔

وہ لمحات جب عمران پر مارشل ہاسٹو موت بن کر جھپٹ رہا تھا اور اس کے ساتھی موت کے اس طوفان سے بھاگتے پھر رہے تھے۔

کراسٹی جس پر اسرائیلی ایجنٹوں نے خوفناک تشدد کرنے کے لئے اس کے گرد گھیرا تنگ کر دیا۔ اور......

وہ لمحات جب عمران اور میجر پرمود کے ہاتھوں میں سلور پاور کا بریف کیس تھا وہ اور دونوں ایک دوسرے کو خونخوار نظروں سے گھور رہے تھے۔

وہ لمحات جب اسرائیلی پرائم منسٹر نے کراسٹی کو ہلاک کر دیا تاکہ سلور پاور کا راز عمران تک نہ پہنچ سکے۔ کیا کراسٹی واقعی ہلاک ہو گئی۔ یا ——؟

ان قارئین کے لئے تحفہ خاص

جو عمران اور میجر پرمود کو ایک دوسرے کے مقابل دیکھنا چاہتے ہیں

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان